پسِ نقاب

علیم الحق حقی

آغازِ سفر..........جولائی 1966ء

سورج آگ برسا رہا تھا۔ آٹھ سالہ نینا گھر کے باہر دیوار کے ساتھ چمٹ کر بیٹھی تھی۔ دیوار کا سایہ سورج کے سفر کے ساتھ ساتھ سمٹتا جا رہا تھا۔ گلی سنسان پڑی تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نینا کا دل نہانے کو چاہ رہا تھا لیکن گھر کے اندر گھسنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی ماں اور رگھو صبح ہی سے پیتے رہے تھے اور وہ جب بھی پیتے تھے، جھگڑا ضرور ہوتا تھا۔ نینا کو ان کا جھگڑنا بہت بُرا لگتا تھا۔ خاص طور پر گرمی کے دنوں میں، جب کھڑکیاں کھولے بغیر کام ہی نہیں چلتا تھا۔ ایسے میں وہ جب بھی جھگڑتے، آوازیں باہر آتیں۔ بچے کھیلنا بھول کر اُن کی باتیں سننے لگتے۔ بعد میں نینا کا مذاق اُڑتا۔

آج بھی زبردست جھگڑا ہوا تھا۔ ماں چیخ چیخ کر رگھو کو گالیاں دیتی رہی تھی۔ پھر رگھو نے ماں کی مرمت کر دی تھی، اور اب دونوں پلنگ پر یوں بے ترتیبی سے پڑے تھے کہ اُن کے ہاتھ پیروں کا الگ الگ شناخت کرنا ناممکن تھا۔ ٹھرے کی بوتل اور خالی گلاس فرش پر لڑھکا دیئے گئے تھے۔

نینا بیٹھی اپنی بڑی بہن وینا کو یاد کر رہی تھی۔ اُسے وینا کا اتوار کے دن بھی کام پر جانا اچھا نہیں لگتا تھا۔ ذرا پہلے جب وہ اتوار کے دن کام پر نہیں جاتی تھی تو نینا کے ساتھ وقت گزارا کرتی تھی۔ وینا انیس سال کی تھی لیکن محلے کی دوسری لڑکیوں کی طرح لڑکوں میں کبھی دلچسپی نہیں لیتی تھی۔ وہ کہتی تھی، ایک دن میں بمبئی جاؤں گی اور بہت بڑی اداکارہ بنوں گی۔ وینا ہمیشہ بڑی بڑی باتیں کرتی تھی.......... اور نینا کو اُس کی باتیں سننا بہت اچھا لگتا تھا۔ وینا بیٹھ کر جاگتی آنکھوں خواب دیکھتی.......... اور نینا کو اُن میں شریک کرتی۔ وہ

بتاتی کہ جب وہ بہت بڑی اداکارہ بن جائے گی تو کیا کیا کرے گی۔ نینا بہت خوش ہوتی لیکن اُسے ڈر بھی لگتا تھا۔ وینا کے بغیر اس گھر میں ماتا جی اور رگھو کے ساتھ اکیلے رہنے کا تصور بھی ڈراؤنے خواب کی طرح تھا۔

سایۂ دیوار اس حد تک سمٹ گیا کہ دھوپ ہی دھوپ رہ گئی۔ نینا اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ بہت دُبلی پتلی اور کمزور بچی تھی' لیکن اُس کا چہرہ بہت خوب صورت اور آنکھیں بہت بڑی بڑی تھیں۔ وینا کہتی تھی........ چڑیا' تو تو رانیوں جیسی ہے........ خوب صورت ملکہ' دیکھ لینا' راج کرے گی دلوں پر۔ وینا لوگوں کے نام رکھنے میں بڑی ماہر تھی۔ کبھی کبھی تو بڑے عجیب نام رکھتی۔ جو لوگ اُسے ناپسند ہوتے' اُن کے نام بہت ہی خراب ہوتے۔

ماں اور رگھو سو چکے تھے۔ گھر جانے میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ نینا گھر کے اندر آ گئی لیکن اندر' باہر کے مقابلے میں زیادہ گرمی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔ اُس میں پنکھا نہیں تھا۔ اُس نے ماں کے کمرے میں جھانکا۔ ماں جس انداز میں رگھو کے ساتھ لیٹی تھی' اُسے دیکھ کر گھن آنے لگی۔ وہ اپنے کمرے میں واپس آ گئی۔ کاش........ یہ لوگ وینا کے آنے سے پہلے جاگ جائیں۔ اُس نے سوچا۔ وینا اُنہیں اِس حال میں دیکھ کر ہمیشہ غصّے میں آپے سے باہر ہو جاتی تھی۔ وہ نینا سے کہتی۔ "کبھی اپنی سہیلیوں کو لا کر یہ منظر دکھاؤ۔ انہیں بھی پتا چلے کہ ہمارا بیک گراؤنڈ کتنا شاندار ہے۔"

ویسے وہ نینا سے بے حد محبت کرتی۔ ہر طرح سے اُس کا خیال رکھتی۔ کہتی........ میں تمہیں وہ سب کچھ نہیں دیکھنے دوں گی' جو مجھے اس لئے دیکھنا پڑا کہ میرا کوئی بڑا بھائی یا بڑی بہن نہیں تھی۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا' میں تمہارے ساتھ نہیں ہونے دوں گی۔ میں تمہاری بڑی بہن تو ہوں ہی........ بڑا بھائی بھی ہوں۔

نینا نے کمرے کی صفائی کی۔ پھر پلنگ پر لیٹ گئی کچھ ہی دیر میں اُس کی آنکھ لگ گئی۔ اُس کی آنکھ کھلی تو رگھو اُس پر جھکا ہوا تھا۔ اُس کی سانسوں سے سگریٹ اور ٹھرے کی بُو آ رہی تھی۔ نینا کا جی متلانے لگا۔ وہ سہم کر پیچھے ہٹی مگر وہ اور جھک آیا۔

"ماتا جی جاگ گئیں کیا؟ میں رسوئی میں جا کر کھانا بناؤں گی۔" نینا نے کہا۔

"تمہاری ماتا جی ابھی سو رہی ہیں' ذرا سا ہٹو۔ میں بھی یہیں کمر ٹکا لوں۔" یہ کہہ کر رگھو نے اُسے دھکیل کر ایک طرف کیا اور خود بھی لیٹ گیا۔

"مجھے کام کرنا ہے۔" نینا نے کہا۔ وہ کوشش کر رہی تھی کہ اُس کے لہجے سے خوف نہ جھلکے۔

لیکن رگھو نے اُسے خود سے لپٹا لیا۔ "ابھی تو تم بچی ہو لیکن بڑی ہو کر بہت زور دار نکلو گی۔" اُس نے کہا۔ نینا کو ایسا لگ رہا تھا کہ اُس کے جسم پر سانپ رینگ رہے ہیں۔ وہ احتجاج کرتی رہی........ لیکن وہ زہریلی اُنگلیاں نہ رُکیں۔

پھر نینا کو کمرے کے دروازے میں وینا کھڑی نظر آئی۔ کمرے کا منظر دیکھ کر اُس کی خوب صورت آنکھیں شعلے اگلنے لگیں۔ وہ آگے بڑھی۔ اُس نے رگھو کے بال مُٹھی میں بھینچ کر بھرپور قوت سے جھٹکا دیا۔ ساتھ ہی اُس نے چلّا کر کہا۔ "ماں کے دوستوں نے جو کچھ میرے ساتھ کیا' سو کیا۔ میں اپنی چڑیا کے ساتھ وہ سب کچھ نہیں ہونے دوں گی۔ میں تو تیرا خون پی جاؤں گی' ختم کر دوں گی تجھے۔"

رگھو دھپ سے پلنگ نیچے گرا۔ اُس نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔ مگر وینا کی گرفت بہت سخت تھی۔ وہ بری طرح چیخنے اور ہاتھ پیر چلانے لگا۔ اُن کی چیخ و پکار سُن کر ماں آنکھیں ملتی کمرے میں آئی۔ "کیا ہو رہا ہے؟" اُس نے دہاڑ کر کہا۔

"اپنی بیٹی کو سمجھا۔ یہ غلط سمجھ رہی ہے مجھے۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔" رگھو نے فریاد کی۔

"اور ماں........ اس راکھشس کو سمجھا دے۔ یہ یہاں سے دفع نہ ہوا تو میں پولیس کو بُلا لوں گی۔" وینا نے رگھو کے بالوں کو ایک آخری زوردار جھٹکا دیا اور پھر اُسے چھوڑ کر پلنگ پر بیٹھ گئی۔ پھر اُس نے نینا کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔

ماں اور رگھو کے درمیان پھر جنگ شروع ہو گئی۔ وہ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد امن ہو گیا۔ پھر وہ دونوں نکلے اور کہیں سیر کو چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد وینا نے کہا۔ "نینا' جلدی سے کچھ پکا لے۔ مجھے کچھ سوچنا ہے۔"

نینا رسوائی کی طرف چلی گئی۔ اس نے جلدی جلدی روٹی پکائی۔ روٹی کو گھی سے چپڑا' چٹنی پیسی۔ دونوں بہنوں نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ نینا سوچتی رہی۔ جب ماں اور اس کے دوست نہیں ہوتے' صرف وہ اور وینا دیدی ہوتی ہیں تو کتنا اچھا لگتا ہے۔ وہ ہوتے ہیں تو بس پیتے ہیں' لڑتے ہیں یا گندی حرکتیں کرتے ہیں۔

کھانے کے بعد وینا بولی۔ "ماں کبھی نہیں بدلے گی۔ باپو کے مرنے کے بعد تو اسے آوارگی کا لائسنس مل گیا ہے۔ میں تمہیں رگھو یا ایسے کسی آدمی کے ساتھ اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔ دیکھو چڑیا! جلدی سے ضروری سامان لے لو۔ ہم بمبئی چلیں گے۔" اس نے بڑے پیار سے نینا کا سر تھپ تھپایا۔ بھگوان جانے کہ وہاں کیسی گزرے گی' لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ ہمیشہ تمہارا خیال رکھوں گی..........."

نینا کو ونیا کی ان آنکھوں کا تاثر ہمیشہ یاد رہا۔ اس کی نگاہوں میں غصہ نہیں تھا' لیکن اس جگہ ایک پختہ عزم نے لے لی تھی۔ "تم مت ڈرو چڑیا' وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے پیروں سے دہلی کی گرد جھاڑ ڈالیں۔" پھر اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور گنگنانے لگی۔ "مت رو مری جاں۔ بدلے گی دنیا..........."

ہفتہ..........۲۹ اگست ۱۹۸۷ء

سیٹ بیلٹس کسی جا چکی تھیں۔ جہاز بمبئی ایئرپورٹ کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ نینا نے کھڑکی کے شیشے پر رخسار ٹکا دیا۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ لمحہ اسے ناقابلِ بیان خوشی سے بھر دیتا تھا۔ گھر واپسی کا احساس بے حد خوش آئند ہوتا تھا لیکن آج اُس کا جی چاہ رہا تھا کہ جہاز ہی میں بیٹھی رہے اور عمر تمام ہو جائے۔

"کیسا خوب صورت منظر ہے۔" اُس کے برابر بیٹھی ہوئی معمر خاتون نے کھڑکی سے سمندر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نینا نے سکون کی سانس لی۔ وہ اس پرواز کے دوران باتیں کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ خاتون نے سفر کے دوران ایسی کوئی کوشش بھی نہیں کی تھی اور اب پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی۔ سفر ختم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اُس نے منظر کی خوبصورتی کی تائید کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھا۔

"تم کہاں سے آ رہی ہو؟" خاتون نے پوچھا۔

جہاز اب رَن وے کو چھونے کے لئے جھک رہا تھا۔ نینا نے فیصلہ کیا کہ مختصر اور سچا بہتر رہے گا۔ "میں ایک فلم کی شوٹنگ سے لوٹی ہوں۔" اُس نے کہا۔

"اوہ' میرا بھی یہی خیال تھا کہ تم اداکارہ ہو' تم میں مدھوبالا کی جھلک ہے لیکن تم

اُس کے مقابلے میں بہت خوبصورت ہو۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"نام تو میں نہیں بتاؤں گی۔" نینا نے کہا۔ جہاز اب رَن وے پر دوڑ رہا تھا۔ نینا نے سوچا' وینا دیدی.......... میرا مطلب ہے' اداکارہ لیلیٰ اس وقت میرے ساتھ ہوتی تو نام کبھی نہیں پوچھا جاتا۔ لیلیٰ ہوتی..........! اب حقیقت تسلیم کر لینے کا وقت آ گیا تھا۔ اُس نے سوچا' مجھے لیلیٰ کی موت کی حقیقت قبول کر لینی چاہیے۔

ایئرپورٹ کے نیوز اسٹینڈ پر رکھے ہوئے اخبار انڈین ٹائمز پر اُس کی نظر پڑی۔ کروڑ پتی تاجر کیلاش کے خلاف مقدمہ قتل کی سماعت ۸ ستمبر کو ہو گی۔ کیلاش کی تصویر بھی چھپی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں تلخی تھی۔ ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ وہ تصویر عدالت میں لی گئی تھی۔ اُس پر اپنی منگیتر اداکارہ لیلیٰ کے قتل کا الزام تھا۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر لیلیٰ کے اپارٹمنٹ کی طرف جاتے ہوئے نینا نے پوری خبر پڑھی۔ اندر کے تین صفحات پر لیلیٰ کی تصاویر بھری ہوئی تھیں۔ لیلیٰ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ' لیلیٰ اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ' لیلیٰ آسکر ایوارڈ حاصل کرتے ہوئے' ایک تصویر پر نینا کی نظریں جم گئیں۔ وہ لیلیٰ کی مخصوص مسکراہٹ تھی۔ ٹھوڑی پُر غرور انداز میں اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ آنکھیں تمسخر اُڑاتی محسوس ہو رہی تھیں۔ ہندوستان کی آدھی سے زیادہ لڑکیاں چہرے کے اُسی تاثر کی نقل کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

ٹیکسی رُکی تو نینا چونکی۔ اخبار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ بلڈنگ پر نظر پڑتے ہی اُسے احساس ہو گیا کہ اُس نے بلا ارادہ ٹیکسی ڈرائیور کو لیلیٰ کے اپارٹمنٹ کا پتا دے دیا تھا۔ اُس نے تیزی سے سر جھکایا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ چوکیدار یا کوئی اور اسے پہچان لے۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں لیلیٰ قتل ہوئی تھی۔ اس بلڈنگ کی چھت سے نشے میں ذھت کیلاش نے لیلیٰ کو دھکا دیا تھا۔ اُس کا بدن لرزنے لگا۔ لیلیٰ کا خوب صورت وجود پندرہ منزلہ عمارت کی چھت سے گر کر کس طرح مسخ ہوا تھا' اس کا تصور بھی اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔

اُس نے ٹیکسی ڈرائیور کو لیلیٰ کے بنگلے کا پتا بتایا اور پشت گاہ سے ٹیک لگالی۔ ذہن میں سوالات کا ہجوم تھا۔ اُن آخری چند لمحوں میں لیلیٰ کو اُسی کی فکر رہی ہو گی۔ اُس نے کس کس انداز میں اپنی چھوٹی بہن.......... اپنی چڑیا کے بارے میں سوچا ہو گا۔

کاش......... کاش میں دیدی کے پاس رک گئی ہوتی تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ وہ سوچتی رہی۔

☆=========☆=========☆

بنگلا دو ماہ بعد کھولا گیا تھا۔ ہر چیز پر گرد کی تہہ تھی۔ وہ صفائی میں لگ گئی۔ پھر اُس نے کھڑکیاں کھولیں اور تازہ ہوا میں سانس لیتی رہی۔ وہ اس عرصے میں شوٹنگ کے بہانے گھر سے بھاگتی رہی تھی مگر واپس آنا بہت اچھا لگا تھا۔ فرار کے دوران بھی یہ احساس کبھی ذہن سے محو نہیں ہوا تھا کہ اُسے عدالت میں جانا ہو گا......... استغاثہ کی طرف سے کیلاش کے خلاف بیان دینا ہو گا۔

اُس نے اپنا سامان کھولا۔ پھر باہر جا کر لان میں پودوں کو پانی دینے میں مصروف ہو گئی۔ کچھ پودے مُرجھا رہے تھے۔ اُس نے میل باکس کھول کر دیکھا۔ اُس میں کچھ بِل تھے۔ ایک خط ڈورا کا تھا۔ ایک سرکاری خط انسپکٹر نجم کا تھا۔ اس نے پہلے انسپکٹر کھولا۔ مختصر سے اُس خط میں اُس سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ گھر پہنچتے ہی فون پر انسپکٹر سے رابطہ کرے۔ وہ اُس کی شہادت کے سلسلے میں اُس سے بات کرنا چاہتا ہے۔

نینا کو اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا، ایسا لگا جیسے دیواریں اُس کے گرد سمٹ رہی ہوں۔ اُسے ابتدائی سماعت کا مرحلہ یاد آ گیا۔ وہ گواہوں کے کٹہرے میں تھی اور جب اُسے لیلیٰ کی ٹوٹی پھوٹی لاش کی تصویریں دکھائی گئیں تو وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور اب اسے ایک بار پھر اس اذیت سے گزرنا تھا۔ تکلیف دہ یادوں کو دُہرانا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف کملا ٹھاکر کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ "نینا! کیسی ہو؟ مجھے تو تمہاری فکر کھائے جا رہی ہے۔"

نینا کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ وینا کو لیلیٰ بنانے میں کملا کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ لیلیٰ کو ماڈلنگ کا پہلا کام کملا نے ہی دلایا تھا۔ اب کملا سندرتا آشرم جیسا پُرکشش ادارہ قائم کئے بیٹھی تھی۔ اُس نے ٹھاکر سرجیت سے شادی کر لی تھی۔ جو راجستھان کے کسی رجواڑے سے تعلق رکھتا تھا، یعنی پھکڑ قسم کا راج کمار تھا۔ کملا بہت اچھی دوست اور محبت کرنے والی عورت تھی لیکن نینا اس وقت کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ مگر کملا کو وہ ٹالنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ "میں ٹھیک ٹھاک ہوں بڑی دیدی۔" اُس نے چہکنے کی کوشش کی۔

"بس تھکن بہت زیادہ ہے۔ ابھی ابھی گھر واپس آئی ہوں۔"

"سامان مت کھولنا کل صبح تم ہماری طرف آ رہی ہو۔ میں تمہارے لئے گاڑی بھیج دوں گی۔"

نینا نے ٹالنے کی کوشش کی لیکن کملا کو ٹالنا آسان کام نہیں تھا۔ اُس نے کہا۔ "میں جانتی ہوں، تمہارا بُرا حال ہے، اوپر سے اس مقدمے کی گواہی، تمہیں تازگی چاہئے۔ بس تم آشرم آ جاؤ۔ میں کچھ نہیں جانتی کل گاڑی پہنچ جائے گی۔"

☆=========☆=========☆

تین سو میل دور رتناگری میں اپنے سندرتا آشرم میں کملا ٹھاکر نے نینا سے بات کرتے ہی کریڈل دبایا اور ایک اور نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ ملنے پر اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "تم نے ٹھیک کہا تھا، زیادہ دشواری نہیں ہوئی۔ وہ آنے پر رضامند ہو گئی ہے لیکن یاد رکھو......... اُس سے ملو تو حیرت ظاہر کرنا نہ بھولنا۔"

وہ گفتگو کر رہی تھی کہ اُس کا شوہر ٹھاکر سرجیت آ گیا۔ وہ گفتگو ختم ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ کملا نے ریسیور رکھا تو وہ پھٹ پڑا۔ "تو تم نے اُسے مدعو کر ہی لیا؟"

"ہاں، تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

ٹھاکر کا منہ بن گیا۔ "میرے سمجھانے کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ یقین کرو، نینا کو بُلا کر تم پچھتاؤ گی۔ وہ تمہاری پوری عمارت ایک جھٹکے سے گرا دے گی۔" اُس نے کہا۔

☆=========☆=========☆

نینا نے انسپکٹر نجم کا نمبر ملایا۔ "شکر ہے، آپ آ گئیں۔ میں تو اب پریشان ہونے لگا تھا۔" انسپکٹر نے کہا۔

"میں نے وعدہ کیا تھا کہ ۲۹ تاریخ کو واپس آ جاؤں گی۔"

"سماعت ۸ ستمبر کو ہو گی۔ میں آپ سے آپ کی شہادت سننا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں ہر بات واضح ہو۔"

"جبکہ میرا المیہ ہی یہی ہے کہ میں کچھ بھول نہیں پاتی۔"

"مجھے فکر اس بات کی ہے کہ وکیلِ صفائی کے سوالات آپ کو گڑبڑا نہ دیں۔ آپ ایسا کریں، پیر کو میرے پاس آ جائیں۔ آپ کی شہادت بہت اہم ہے۔ آپ اب یہیں ہیں

نا؟"

"نہیں' کل صبح میں رتنا گری جا رہی ہوں۔ جمعے کو واپس آؤں گی۔ آپ سے ملاقات جمعے کو ہو گی۔" نینا نے کہا۔

"ایک ملاقات تو فوری ہونا ضروری ہے۔ آپ ایسا کریں ابھی آ جائیں۔"

نینا کو مایوسی تو بہت ہوئی لیکن اُس نے ہچکچاتے ہوئے ہامی بھرلی۔ کپڑے بدل کر پولیس ہیڈ کوارٹر کے لئے نکلتے ہوئے اُس کی نظر ڈورا کے خط پر پڑی۔ اُس نے سوچا واپس آنے کے بعد یہ خط پڑھوں گی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ انسپکٹر نجم کے سامنے بیٹھی تھی۔ انسپکٹر نے ایک فائل کھولی۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ کام آپ کے لئے بہت تکلیف دہ ہے لیکن آپ کو اپنی بہن کی موت سے پہلے کے تمام واقعات کو دُہرانا ہوگا۔ اُن اذیتوں کو دُہرانا ہو گا جو آپ نے اس دوران سہیں۔ آپ کو اُس شخص کے خلاف گواہی دینا ہو گی جسے آپ پسند کرتی ہیں' جس پر اعتبار کرتی ہیں۔"

"کیلاش نے لیلیٰ کو قتل کیا ہے۔ جس شخص کو میں پسند کرتی تھی' جس پر اعتبار کرتی تھی' وہ درحقیقت وجود ہی نہیں رکھتا تھا۔"

"اس کیس میں اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیلاش نے آپ کی بہن کو زندگی سے محروم کیا۔ میرا کام یہ ہے کہ آپ کی مدد سے اُسے کم از کم اُس کی آزادی سے محروم کر دوں۔ یہ کیس آپ کے لئے سامانِ اذیت سہی' لیکن یقین کیجئے' کیس ختم ہونے کے بعد آپ چین سے سو سکیں گی۔ آپ کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ گواہوں کے کٹہرے میں پہنچ کر حلف اٹھانے کے بعد آپ سے کسی بھی طرح کا سوال کیا جا سکتا ہے۔ آپ کو ذہنی طور پر چوکنا رہنا ہو گا۔ اب یہ سمجھ لیں کہ میں وکیلِ صفائی ہوں اور جرح کر رہا ہوں۔ آپ کے والدین زندہ ہیں؟"

"نہیں۔ باپو کا انتقال میری پیدائش سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ ماتا جی میرے اور لیلیٰ دیدی کے بمبئی آنے کے تین سال بعد چل بسیں۔"

"اب قتل سے پہلے کے واقعات بتائیں۔"

"میں ایک فلم کی آؤٹ ڈور شوٹنگ کے سلسلے میں تین ماہ باہر رہنے کے بعد جمعہ

اٹھائیس مارچ کی رات واپس آئی۔ میں نے لیلیٰ کی آخری فلم دُکھ ہزار کے رشز دیکھے۔"

"لیلیٰ کا کیا حال تھا؟"

"لگتا تھا' وہ کوئی بہت بڑا بوجھ اٹھائے پھر رہی ہے۔ وہ مکالمے ٹھیک طرح سے ادا نہیں کر رہی تھی۔ بار بار بھُول جاتی تھی۔ میں جانتی ہوں' وہ کبھی پینے پلانے کی شوقین نہیں رہی لیکن اب وہ خالص وہسکی پی رہی تھی۔ میں نے اس سے جام لے کر سنک میں خالی کر دیا۔"

"اس پر ردِ عمل کیا ہوا؟"

"وہ بپھر گئی۔ درحقیقت وہ بہت بدل گئی تھی۔ اُسی وقت کیلاش بھی آ گیا۔ لیلیٰ نے ہم دونوں کو نکل جانے کو کہا۔"

"آپ کے لئے اُس کا وہ رویہ حیران کُن تھا؟"

"حیرانی کیسی.......... مجھے تو شاک لگا تھا اُسے دیکھ کر۔"

"آپ نے اس سلسلے میں کیلاش سے بات کی؟"

"وہ خود حیران تھا۔ میری طرح وہ بھی خاصا عرصہ شہر سے دور رہا تھا۔" نینا نے کہا۔

"بہرحال' اُس رات جب لیلیٰ نے شوٹنگ پیک کرا دی اور کہا کہ وہ اس فلم میں کام نہیں کرے گی تو اُس کے بعد ہم سب ایمپائر ریسٹورنٹ میں یکجا ہوئے۔ لیلیٰ' کیلاش' سنجے' میں' سنتوش' رادھا' ٹھاکر سرجیت اور کملا۔ ہم سب آپس میں اچھے دوست تھے۔"

"عدالت آپ سے ان تمام لوگوں کے بارے میں پوچھے گی۔"

"رادھا مشہور اداکارہ ہے۔ سنتوش اُس کا منیجر ہے۔ ٹھاکر اور کملا کا رتناگری میں سندرتا آشرم ہے' جہاں وہ لوگوں کو خوب صورت اور شاداب رکھنے کے لئے جتن کرتے ہیں۔ کملا کی پہلے بمبئی میں ایجنسی تھی۔ لیلیٰ کو ماڈل کی حیثیت سے کملا ہی نے متعارف کرایا تھا۔ کیلاش لیلیٰ کا منگیتر تھا۔ سنجے کیلاش کا اسسٹنٹ.......... کیلاش انٹرپرائزز کا نائب صدر۔"

"تو ایمپائر ریسٹورنٹ میں کیا ہوا؟"

"بہت بُرا ہوا۔ ریسٹورنٹ میں موجود کسی شخص نے لیلیٰ پر ہوٹنگ کی۔ لیلیٰ غصے سے پاگل ہو گئی۔ اُس نے سب کو سنا ڈالیں۔ کہا کہ وہ 'دُکھ ہزار' میں کام نہیں کرے گی۔

اُس نے سنتوش سے بھی ناتا توڑنے کا اعلان کر دیا کہنے لگی.......... تم سب خود غرض ہو..........گدھ کہیں کے۔" اتنا کہہ کر نینا ہونٹ کاٹنے لگی۔ پھر بولی۔ "یقین کریں انسپکٹر صاحب، وہ اصلی لیلیٰ نہیں تھی۔ میری لیلیٰ دیدی تو بہت خوش مزاج تھی۔ وہ حساس تھی لیکن دوسروں کی تکلیف کا خیال بھی رکھتی تھی۔ وہ بہت بڑی فنکارہ تھی۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"ہم سب نے اُسے سمجھانے، سنبھالنے کی کوشش کی لیکن صورتِ حال اور خراب ہو گئی۔ کیلاش نے سمجھانا چاہا تو اُس نے منگنی کی انگوٹھی اُتار کر پھینک دی۔ کیلاش کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ برداشت کر گیا۔ ویٹر نے انگوٹھی کیلاش کو لا کر دی۔ کیلاش نے انگوٹھی جیب میں رکھ لی۔ اُس نے کہا کہ لیلیٰ کا غصہ اتر جائے گا تو وہ خود انگوٹھی مانگ لے گی۔ پھر کیلاش، لیلیٰ کو اور مجھے، لیلیٰ کے اپارٹمنٹ لے گیا۔ ہم نے لیلیٰ کو بستر پر لٹایا۔ میں نے کیلاش سے کہا کہ میں دیدی سے صبح ہی اُسے فون کراؤں گی۔ کیلاش چلا گیا۔ اُس کا اپارٹمنٹ بھی اُسی بلڈنگ میں دوسری منزل پر ہے۔ میں رات بھر لیلیٰ کے پاس رہی۔ لیلیٰ اگلے روز دوپہر کو جاگی لیکن اُس کا موڈ بہت خراب تھا۔ سر میں درد ہو رہا تھا۔ میں نے اُسے اسپرین دی۔ وہ دوبارہ بستر پر لیٹ گئی۔ میں نے کیلاش کو اُس کے آفس میں فون کیا۔ اُس نے کہا کہ وہ سات بجے آئے گا۔" اب نینا کی آواز لرز رہی تھی۔

"مجھے آپ کی اذیت کا احساس ہے۔" انسپکٹر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔ "لیکن آپ بھی جانتی ہیں کہ یہ ریہرسل کتنی ضروری ہے۔ اب یہ بتائیں کہ آپ نے لیلیٰ سے بدمزگی پر گفتگو کی؟"

"نہیں، وہ بات کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اُس نے مجھے بنگلے پر بھیج دیا اور کہا کہ رات آٹھ بجے ملنا، کھانا ساتھ کھائیں گے۔ میں سمجھی تھی، کیلاش بھی ہمارے ساتھ ہو گا لیکن لیلیٰ دیدی نے کہا کہ وہ منگنی کی انگوٹھی ہرگز واپس نہیں لے گی.........."

"مس نینا! یہ حصہ بہت اہم ہے۔ کیا لیلیٰ نے یہ بات واضح طور پر کہی تھی کہ وہ کیلاش سے منگنی توڑ رہی ہے؟"

نینا یادوں میں کھو گئی۔ اُس نے بھی لیلیٰ سے اسی طرح پوچھا تھا اور لیلیٰ نے سخت لہجے میں کہا تھا کہ منگنی کو تو اب ختم ہی سمجھو۔ نینا نے اُسے بستر پر لٹایا۔ اُس سے پوچھا کہ

اُس کو گزشتہ رات کی باتیں یاد ہیں۔ لیلیٰ نے ہنس کر کہا۔ "ہاں.......... میں نے سنتوش کی چھٹی کر دی۔ فلم چھوڑ دی۔ کیلاش کی دی ہوئی انگوٹھی اتار پھینکی۔ صرف دو منٹ میں کتنا کچھ کر دیا میں نے۔ اب تم جاؤ چڑیا۔ رات آٹھ بجے آنا۔"

"ہاں اور میں نے یقین کر لیا کیونکہ میں منگنی ٹوٹنے کا یقین کر لینا چاہتی تھی۔" نینا نے بے دھیانی سے کہا اور پھر جلدی سے بات بڑھائی۔ "میں نے رات آٹھ بجے فون کیا۔ اس وقت لیلیٰ اور کیلاش جھگڑ رہے تھے۔ لیلیٰ کی آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ نشے میں ہے۔ لیلیٰ نے مجھے ایک گھنٹے بعد فون کرنے کو کہا۔ میں نے ایک گھنٹے بعد فون کیا تو دیدی رو رہی تھی، جھگڑا جاری تھا۔ لیلیٰ دیدی نے کیلاش سے کہا، دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی کہ میں مردوں پر اعتبار نہیں کر سکتی۔ مجھ سے کہہ رہی تھی.......... چڑیا، میں تمہارے سوا کسی پر اعتبار نہیں کر سکتی میں تمہارے ساتھ کہیں دور چلی جاؤں گی۔ تم میرے ساتھ چلو گی نا چڑیا..........؟" اب نینا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ "لیلیٰ دیدی رو رہی تھی۔ پھر کیلاش واپس آ گیا۔ اس نے آتے ہی لیلیٰ پر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔"

انسپکٹر نجم آگے جُھک آیا۔ "مس نینا! یہاں اہمیت اس بات کی ہے کہ آپ نے اس آواز کو درست طور پر پہچانا تھا۔ اس بات کو اُجاگر کرنے کے لیے وکیلِ استغاثہ آپ سے سوال کرے گا اور آپ براہِ راست ایک لفظ کہے بغیر کیسے ثابت کریں گی کہ وہ آواز کیلاش ہی کی تھی۔"

نینا سوچ رہی تھی، اس آواز کو پہچاننے میں مجھ سے بھول ہو ہی نہیں سکتی اسے تو میں نے ہزاروں بار سُنا ہے۔ میں اس کا ہر لہجہ پہچانتی ہوں۔ اس کا ہنسنا، لیلیٰ سے محبت آمیز لہجے میں باتیں کرنا۔ مجھ سے مہربانی سے ہم کلام ہونا.......... اس کی سماعت میں کوئی دریچہ سا کُھل گیا۔

"کیلاش کیا کہہ رہا تھا مس نینا؟" انسپکٹر نجم نے اسے چونکا دیا۔

"وہ کہہ رہا تھا.......... فون رکھ دو۔ سنا نہیں تم نے رکھ دو ریسیور۔"

"اور اس پر آپ کی بہن کا کیا ردِ عمل تھا؟"

"وہ سسکتے ہوئے کہہ رہی تھی.......... نکل جاؤ یہاں سے تم شاہین نہیں ہو۔ پھر

ریسیور کھینچ دیا گیا۔"

"ریسیور کس نے کھینچا تھا؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔"

"اور شاہین کا کیا مطلب تھا؟"

"لیلیٰ پیار میں لوگوں کے نام رکھنے کی عادی تھی۔ کیلاش کا نام اس نے شاہین رکھا تھا۔"

"انہوں نے کبھی کسی اور کو شاہین کہہ کر پکارا؟"

"کبھی نہیں۔" نینا اب بیزار ہونے لگی۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

"بس چند منٹ اور۔" انسپکٹر نے اس کی کیفیت بھانپ لی۔ "جس لمحے ریسیور رکھا گیا' کیا وقت ہو رہا تھا۔"

"ٹھیک ساڑھے نو بجے تھے۔"

"آپ نے کیا کیا؟"

"میں پریشان ہو گئی مجھے ہر صورت میں لیلیٰ دیدی کے پاس پہنچنا تھا۔ میں نے فوراً ٹیکسی پکڑی۔ وہاں پہنچنے میں مجھے پندرہ منٹ لگے لیکن اپارٹمنٹ میں کوئی بھی نہیں تھا۔ کیلاش کا اپارٹمنٹ بھی لاک تھا۔ میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ شاید لیلیٰ اور کیلاش میں صلح ہو گئی ہے اور وہ کہیں گھومنے پھرنے چلے گئے ہیں۔ مجھے علم نہیں تھا کہ بلڈنگ کے عقبی احاطے میں لیلیٰ کی ٹوٹی پھوٹی لاش پڑی ہے۔ میں بنگلے پر واپس آگئی۔"

"اور جب صبح لاش کا پتہ چلا تو آپ نے سوچا کہ آپ کی بہن پھسل کر گر گئی ہو گی۔ کیونکہ اس رات بارش بھی ہوئی تھی۔ چھت کی منڈیر بھی زیادہ اونچی نہیں اور پھر وہ نشے میں بھی تھی.........!؟"

نینا کو دُکھ کے وہ لمحے یاد آگئے۔ نینا اور کیلاش دونوں پر ہی قیامت ٹوٹی تھی۔ لیلیٰ کی چِتا جلائی جا رہی تھی تو کیلاش اس کا ہاتھ تھامے' اس کا سہارا بنا کھڑا تھا۔ اس نے ہی اسے سنبھالا تھا اور ارتھی اٹھنے کے دو ہفتے بعد ایک چشم دید گواہ سامنے آیا تھا۔ وہ ایک عورت تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس نے کیلاش کو لیلیٰ کو دھکا دیتے دیکھا تھا۔

"آپ کی گواہی بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر وکیلِ صفائی اس چشم دید گواہ کے

پرزے اُڑا کر رکھ دے گا۔" انسپکٹر کہہ رہا تھا۔ "وہ عورت نفسیاتی مریض ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ وہ وقوعے کے سترہ دن بعد گواہی دینے کے لیے سامنے آئی۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنے نفسیاتی معالج کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتی تھی......... اور وہ شہر میں موجود نہیں تھا۔"

نینا کو اس عورت کے بیان کے بعد کیلاش پر بے اندازہ غصہ آرہا تھا۔ حالانکہ کیلاش کا کہنا تھا کہ وہ ایک بار لیلیٰ کے اپارٹمنٹ سے نکلنے کے بعد دوبارہ وہاں گیا ہی نہیں۔

انسپکٹر نے کیلاش کا دعویٰ دہرانے کے بعد کہا۔ "آپ حلفیہ بیان دیں گی کہ وہ ساڑھے نو بجے فلیٹ میں موجود تھا۔ گواہ خاتون نے اُسے نو بج کر اکتیس منٹ پر لیلیٰ کو چھت سے دھکا دیتے دیکھا تھا۔ یعنی آپ کے بیان سے اُس عورت راگنی کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ کیلاش کا کہنا ہے کہ سوا نو بجے' جب لیلیٰ نے اسے کہا' دفع ہو جاؤ یہاں سے' تو وہ اپارٹمنٹ سے نکل آیا اور اپنے اپارٹمنٹ میں چلا گیا۔ وہاں سے اُسے نے ایک فون کال کی اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر رم جھم کلب چلا گیا' لیکن آپ کی اور راگنی کی گواہی اُس کے دعوے کو غلط ثابت کرتی ہے۔ اُس کے خلاف ہمارے پاس بڑا مضبوط واقعاتی کیس ہے۔ اُس کے چہرے پر کھرونچے تھے جبکہ لیلیٰ کے ناخنوں سے جو جلد برآمد ہوئی ہے' وہ اُسی کے چہرے کی ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور کا بیان ہے کہ کیلاش کا چہرہ سپید ہو رہا تھا اور جسم بُری طرح لرز رہا تھا۔ اپنے اپارٹمنٹ سے اُس نے جو فون کیا' وہ بھی مشکوک ہے' کیونکہ دوسری طرف سے ریسیور اٹھایا ہی نہیں گیا۔ اُس کے پاس قتل کا محرک بھی تھا۔ وکیلِ صفائی بس اس نکتے پر زور دے گا کہ لیلیٰ کی آخری رسومات کے موقع پر آپ اور کیلاش ایک دوسرے سے بہت قریب تھے۔"

"ظاہر ہے' ہم وہ دو افراد تھے' جو دنیا میں لیلیٰ دیدی کو سب سے زیادہ چاہتے تھے' کم از کم اُس وقت میرا یہی خیال تھا۔" نینا نے کہا۔ "پلیز......... اب مجھے جانے دیں۔"

"ٹھیک ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ اب آپ پُرسکون ہونے کی کوشش کریں۔ یہ بتائیں کہ آپ جمعے تک کہاں رہیں گی؟"

میں رتنا گری جا رہی ہوں۔ کملا ٹھاکر کے سندر تا آشرم میں قیام ہو گا میرا۔"

انسپکٹر کا چہرہ تمتما اٹھا۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنے لہجے کو نرم رکھا۔ "آپ اپنی گواہی کی اہمیت کو نظرانداز کرنے کی غلطی کر رہی ہیں مس نینا۔ یاد رکھیں، صرف اور صرف آپ کی شہادت ملک کے امیر ترین اور با رسوخ شخص کو عمرقید کی سزا دلوا سکتی ہے۔ ٹھاکر سُرجیت اور کملا آپ کے دوست سہی، لیکن آپ سے زیادہ وہ کیلاش کے دوست ہیں۔ وہ دونوں صفائی کی طرف سے گواہی دینے بمبئی آئیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کو اُن کے ساتھ ٹھہرنا چاہئے۔"

"میں جانتی ہوں۔ ٹھاکر اور کملا کے خیال میں کیلاش قتل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے فون پر کیلاش کی آواز صاف نہ سنی ہوتی تو میں بھی یہی کہتی، لیکن اس میں اختلاف کی کون سی بات ہے۔ میں اپنے ضمیر کی روشنی میں بیان دوں گی اور اپنے ضمیر کی روشنی میں ہر شخص کو اپنے حصے کا کام کرنا ہوتا ہے۔"

"بُرا نہیں مانئے گا مس نینا۔" انسپکٹر نے بے حد کڑے لہجے میں کہا۔ "مجھے تو اس میں گڑ بڑ معلوم ہوتی ہے۔ آپ ذرا سا ذہن پر زور دیں تو آپ بھی اُسی نتیجے پر پہنچیں گی۔ میں کہتا ہوں، اگر ٹھاکر اور کملا کو لیلیٰ سے محبت تھی تو اب وہ اسی کے قاتل کو بچانے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں۔ میں اصرار کرتا ہوں کہ آپ ان سے دور رہیں۔ اس لئے کہ آپ لیلیٰ کے قاتل کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہتی ہیں۔"

انسپکٹر کے لہجے میں اتنی نفرت اور برہمی تھی کہ نینا دہل کر رہ گئی۔ اُس نے وعدہ کر لیا کہ وہ رتناگری نہیں جائے گی۔

"اور محتاط رہئے گا۔" انسپکٹر نے اُسے رخصت کرتے ہوئے کہا۔ "یاد رکھئے گا کہ اگر کسی وجہ سے آپ شہادت نہ دے سکیں تو کیلاش باعزت بری ہو جائے گا۔"

☆=========☆=========☆

نینا بہت اچھی پیراک تھی۔ ۱۹۸۰ء کے اولمپکس میں اُس نے چاندی کا تمغہ جیتا تھا۔ سندرتا آشرم میں وہ چار سال تک مہمانوں کو پانی میں قلابازی کے کرتب سکھاتی رہی تھی۔ پانی سے اُسے عشق تھا۔ اُس کی اعصابی کشیدگی ذرا سی دیر کی تیراکی سے دور ہو جاتی تھی۔ پولیس ہیڈکوارٹر سے گھر واپس جاتے ہوئے اس کا یہی جی چاہ رہا تھا۔ اُس کے ذہن پر بہت بوجھ تھا۔

گھر پہنچتے ہی اُسے ڈورا کے خط کا خیال آیا۔ اُس کی نگاہوں میں ڈورا کی صورت پھر گئی۔ دُبلی پتلی ڈورا کو اُس نے پہلی بار اس وقت دیکھا تھا، جب لیلیٰ نے پارٹ ٹائم سیکرٹری کے لئے اخبار میں اشتہار دیا تھا اور وہ اشتہار کے جواب میں آئی تھی۔ یہ دس سال پہلے کی بات تھی اور ملازمت کو ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ ڈورا نے خود کو ناگزیر ثابت کر دیا تھا۔ لیلیٰ کی موت کے بعد کملا نے سندرتا آشرم میں سیکرٹری کی حیثیت سے اُسے رکھ لیا تھا۔

نینا نے لفافہ چاک کیا۔ خط کا پہلا صفحہ مضمون کے اعتبار سے خلافِ توقع نہیں تھا مگر اُسے رسمی بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ڈورا کو لیلیٰ اور نینا سے بہت محبت تھی اور وہ تعزیتی خط اُس کی محبت کا مظہر تھا۔ لیکن صفحہ پلٹتے ہی نینا کی آنکھیں پھیل گئیں۔ لکھا تھا.........

"تم جانتی ہو کہ میں نے لیلیٰ کے پرستاروں کو جواب دینے کا سلسلہ موقوف نہیں کیا ہے۔ ابھی خطوط کے تین بڑے تھیلے ایسے ہیں، جو کھولے بھی نہیں گئے ہیں۔ ایسے ہی ایک تھیلے سے مجھے ایک گمنام خط ملا ہے جو بے حد پریشان کن ہے۔ خط بڑی بے رحمی سے لکھا گیا ہے اور لگتا ہے کہ لیلیٰ کو ایسے خط موصول ہوتے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے، آخری ایام میں لیلیٰ کی پریشانی میں ان خطوط کا بڑا ہاتھ رہا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ لیلیٰ اس سے پہلے آنے والے تمام خط کھول کر پڑھتی رہی ہو گی اور یہ اندازہ لگا کر میں دہل گئی ہوں کہ یہ خط جس کسی نے بھی لکھا ہے وہ لیلیٰ سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ اس خط کے ساتھ وہ خط بھی بھیج دوں، لیکن مناسب نہیں سمجھا۔ میں نہیں چاہتی کہ اُس خط پر تمہارے علاوہ کسی کی نظر پڑے۔ تم بمبئی واپس آتے ہی مجھے فون کر لینا۔ بے حد محبتوں کے ساتھ۔"

تمہاری ڈورا

نینا نے وہ خط کئی بار پڑھا۔ یہ اُس کے لئے انکشاف تھا کہ لیلیٰ کو ایسے گمنام خط موصول ہو رہے تھے، جو خوف ناک تھے اور جو کسی ایسے شخص نے لکھے تھے، جو لیلیٰ کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ نینا جانتی تھی کہ ڈورا مبالغے سے کبھی کام نہیں لیتی اور اُس کا خیال تھا کہ لیلیٰ کو ذہنی اور جذباتی تباہی تک اُن خطوط نے پہنچایا ہو گا۔ نینا کو خیال آیا کہ اس عرصے میں وہ بے خواب راتوں میں لیلیٰ کے ہسٹریا کا سبب سوچتی رہی تھی جبکہ سبب موجود تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ خط کون لکھتا رہا تھا......... اور کیوں؟

نینا نے ریسیور اٹھایا اور سندرتا آشرم کے آفس کا نمبر ڈائل کیا۔ وہ دُعا کرتی رہی کہ

کاش ریسیور ڈورا ہی اٹھائے لیکن دوسری طرف سے کملا کی آواز سنائی دی۔ کملا نے بتایا کہ ڈورا اپنی بہن سے ملنے گئی ہے اور پیر کی رات کو واپس آئے گی۔ "تم اس سے پیر کو مل لینا۔" کملا نے کہا۔ اُس کے لہجے میں تجسس تھا۔ "کیا بات ہے نینا؟ تم پریشان لگ رہی ہو؟"

یہ وہ وقت تھا جب اسے کملا کو بتا دینا چاہئے تھا کہ وہ نہیں آ رہی ہے لیکن وہ کہتے کہتے رک گئی۔ جانے میں ایک فائدہ بھی تھا۔ پیر کی رات ڈورا سے تفصیلی ملاقات ہو جاتی۔ چنانچہ اُس نے ارادہ بدل دیا۔ "ٹھیک ہے بڑی دیدی۔ میں ڈورا سے وہیں مل لوں گی۔ اب کل ملاقات ہو گی۔"

ریسیور رکھنے کے بعد اس نے سوچا کہ انسپکٹر نجم کو سمجھا دے کہ اب اُس کا رتناگری جانا ضروری ہے۔ پھر اُس نے سوچا' خوامخواہ کی حجت سے کیا فائدہ۔ ویسے بھی اُسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ وہ اپنے دوستوں سے ملنے جا رہی تھی۔ اُن لوگوں سے جو اُس سے محبت کرتے تھے۔ جنہیں اس کی پروا تھی۔

☆=========☆=========☆

اُسے کئی مہینوں سے یہ احساس ستا رہا تھا کہ نینا کو قتل کرنا ناگزیر ہو گا۔ وہ کسی بھی وقت اُس کے لئے بہت بڑا خطرہ بن سکتی تھی۔ سماعت کی تاریخ سر پر آ رہی تھی اور وہ جانتا تھا کہ نینا کے ذہن میں لیلیٰ کی زندگی کے آخری دنوں کی دبی ہوئی یادیں اُبھر رہی ہوں گی۔ کون جانے کب اُسے اس حقیقت کا شعوری احساس ہو جائے' جس سے وہ بے خبر بھی نہیں اور ایسا ہوا تو وہ جانتا تھا کہ اُس کی تقدیر پر مہر لگ جائے گی۔

سندرتا آشرم میں نینا کو ٹھکانے لگانے کے کئی ایسے طریقے تھے' جن سے اُس کی موت حادثاتی ثابت ہوتی۔ اُس کے برعکس بمبئی میں خطرات زیادہ تھے۔ وہاں نینا کی موت بہت سے شکوک اُبھارتی۔ وہ بیٹھ کر نینا کی عادات کے بارے میں سوچتا اور یاد کرتا رہا۔ کسی کی عادات سے فائدہ اٹھانا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ رات کے بارہ بجے تھے "سو جاؤ سویٹ نینا۔" اُس نے زیرِ لب کہا۔ تمہارا وقت پورا ہونے والا ہے۔

☆=========☆=========☆

اتوار.........۳۰ اگست ۱۹۸۷ء

کملا کا پرانا شوفر ڈیوڈ گاڑی لے کر پہنچا اور ہارن دیا۔ نینا تیار بیٹھی تھی۔ وہ اپنا بیگ اور سوٹ کیس لے کر نکلی۔ ڈیوڈ نے اُس کے لئے دروازہ کھولا۔ وہ سفید چمک دار یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔ نینا کو دیکھ کر وہ مُسکرایا۔ "بیٹھئے نینا بی بی۔ ابھی مجھے ایئرپورٹ سے مسز رُما رام او تار کو بھی لینا ہے۔"

ایئرپورٹ پر زیادہ دیر نہیں لگی۔ جس فلائٹ سے رُما نامی خاتون کو آنا تھا وہ لینڈ کر چکی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ برآمد ہوئیں۔ ڈیوڈ نے اُن کے لئے بڑے ادب سے دروازہ کھولا۔ نینا اُس کے اِس انداز پر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ رُما کے بارے میں وہ یقین سے کہہ سکتی تھی کہ وہ سندرتا آشرم کے مستقل اور اہم مہمانوں میں سے نہیں ہے۔ اُس کی عمر پچاس کے لگ بھگ ہو گی۔ وہ فربہ اندام تھی اور چہرے سے خوش مزاج لگتی تھی۔

مرسڈیز شہر سے باہر جانے والے راستے پر روانہ ہو گئی۔ رُما نینا کی طرف مڑی۔ "تم بھی آشرم جا رہی ہو۔ حیرت ہے! تم تو پہلے ہی بہت خوب صورت لڑکی ہو۔ اس کی ضرورت تو ہم جیسے بھدے لوگوں کو پڑتی ہے۔" اُس نے شگفتہ لہجے میں کہا۔ پھر جیسے اسے خیال آ گیا۔ "اوہ......... میں نے تعارف تو کرایا ہی نہیں۔ میں رُما رام او تار ہوں۔" یہ کہہ کر اُس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔ "واہ......... شاندار......... ساری تھکن دُور ہو گئی۔"

نینا نے رُما کے ہاتھوں کو بغور دیکھا۔ وہ کسی محنت کرنے والی عورت کے ہاتھ لگتے تھے۔ نینا متجسس ہو گئی۔ اس بہانے اس کا دھیان لیلیٰ کی اذیت ناک یاد سے ہٹ گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ عورت اُسے اچھی لگی تھی۔ اُس میں عجیب سی کشش تھی لیکن سوال یہ تھا کہ وہ ہے کون؟

"ابھی تک میں نے اس تبدیلی کو ذہنی طور پر پوری طرح قبول نہیں کیا ہے۔" رُما نے کہا۔ "ذرا سوچو تو......... میں پانچ گھروں میں جھاڑو برتن کرتی تھی' کوئی مذاق تو نہیں۔ پھر اچانک میری لاٹری کُھل گئی۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آیا۔ میں نے اپنے پتی سے

کہا۔ رام کہیں کوئی گڑ بڑ تو نہیں۔ مگر ثابت ہوا کہ پہلا انعام ہمارا ہی نکلا ہے۔ لاٹری کی عالمی تاریخ کا سب سے بڑا انعام.......... ایک کروڑ روپیہ۔"

"آپ کو لاٹری میں انعام ملا.......... ایک کروڑ روپیہ؟" نینا اپنی حیرت نہ چھپا سکی۔

"مجھے تو تمہاری بے خبری پر حیرت ہے۔ ہم تو اخبار کی شہ سُرخی بن گئے تھے۔ پھر جیسے ہی ہمیں رقم ملی' مجھے سندر تا آشرم کا خیال آیا۔ اس کی شہرت پانچ چھ سال سے ہے۔ میں یہاں آنے' جوانی اور خوب صورتی حاصل کرنے اور بڑے بڑے لوگوں کے درمیان اٹھنے بیٹھنے کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ عام طور پر یہاں کے لئے کئی ماہ پہلے ریزوریشن کرانا ہوتی ہے لیکن مجھے تو فوراً ہی بلاوا مل گیا۔" اتنا کہہ کر وہ انگلیاں چٹخانے لگی۔

بات نینا کی سمجھ میں آ گئی۔ کملا آشرم کی پبلسٹی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔ ایک کروڑ روپے کی لاٹری کُھل جانے کے بعد گھروں میں جھاڑو دینے اور برتن مانجھنے والی یہ عورت قومی سطح پر بہت مشہور ہو گئی تھی اور وہ اپنے منہ سے کہہ رہی تھی کہ سندر تا آشرم میں مہمان ہونا اُس کی زندگی کا سب سے بڑا خواب تھا۔

کچھ دیر دونوں خاموش رہیں۔ پھر رُما نے نینا کو بغور دیکھا۔ "میں ہی اپنے بارے میں بتاتی رہی۔ تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا؟" اُس نے پوچھا۔ نینا نے اپنا نام بتایا تو اُس کی آنکھیں پھیل گئیں۔" اوہ.......... تم لیلیٰ کی بہن ہو۔ لیلیٰ میری پسندیدہ اداکارہ تھی۔ میں تمہارے اور لیلیٰ کے بارے میں سب جانتی ہوں۔ تم کس طرح دہلی سے بمبئی آئیں' یہ بڑی دل گداز کہانی ہے۔" پھر اُسے کچھ خیال آ گیا۔ "اوہ.......... میں نے تمہارے زخم ہرے کر دیئے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ بس میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ کچھ دیر آرام کر لوں تو ٹھیک ہو جائے گا۔" نینا کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ چند لمحوں بعد اُس نے آنکھیں پونچھیں۔ لیلیٰ کو وہی شخص سمجھ سکتا تھا' جس نے بمبئی آمد کے وقت اُسے' اس کے خوف اور مایوسیوں کو دیکھا ہو۔ اور وہ کہانی.......... دل گداز کہانی کسی میگزین کے صفحات پر تو خوب صورت کہلا سکتی ہے.......... لیکن حقیقت میں ہرگز خوب صورت نہیں تھی۔ نینا کو گزرا ہوا ہر پل یاد تھا۔ وہ ماضی کی یادوں میں کھو گئی۔

☆=========☆=========☆

دہلی سے بمبئی پہنچتے پہنچتے دونوں نڈھال ہو چکی تھیں۔ آٹھ سالہ نینا کا تو بہت ہی بُرا حال تھا۔ وہ خوف زدہ بھی تھی۔ یہ خیال بھی تھا کہ ماتا جی گھر آئیں گی تو اُن دونوں کو غائب پا کر کتنا پریشان ہوں گی لیکن رگھو اتنا ہی خوش ہو گا۔

ابھی وہ پلیٹ فارم پر ہی تھیں کہ ایک شخص وینا کی طرف بڑھا۔ "کیا تم ہی وہ ماڈل ہو جسے پونا والوں نے بھیجا ہے؟" اُس نے وینا سے پوچھا۔ وینا نے جھٹ اقرار کیا۔

"لیکن میں ماڈل سے زیادہ اداکارہ ہوں۔" وینا نے بڑے اعتماد سے کہا۔

وہ شخص یُوں کِھل اٹھا' جیسے اُس کی لاٹری کُھل گئی ہو۔ "یہ تو میری خوش قسمتی ہے۔ اگر تم ماڈلنگ کرنا چاہو تو ایک سٹنگ کے سو روپے ملیں گے۔ بولو.........."

وہ دونوں اُس شخص کے ساتھ چل دیں۔ نینا اُس کا اسٹوڈیو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اُس نے تو وینا کی باتوں سے یہ سمجھا تھا کہ بمبئی میں ہر آفس اور ہر اسٹوڈیو خوابوں جیسا حسین ہو گا لیکن وہ جس سڑک سے گزر رہے تھے' وہ بہت گندی تھی۔ فٹ پاتھوں پر لوگ دریاں بچھائے بیٹھے تھے۔ بچے سڑک پر دندنا رہے تھے اور عورتیں فٹ پاتھ پر ہی چولہا چوکا جمائے' رسوئی بنائے بیٹھی تھیں۔ وہ شخص انہیں کھولی میں لے گیا۔ "معاف کرنا۔ میرا اصل اسٹوڈیو چھن گیا ہے' فی الحال اسی سے کام چلا رہا ہوں۔" اُس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔ "دراصل میں پیراگون ایجنسی کے لئے ٹیسٹ شاٹ لے رہا ہوں۔ جو لڑکی کامیاب ہو گئی' اُسے کئی کمرشلز ملیں گے۔ تم خوش قسمت ہو کہ مجھ سے ٹکرا گئیں۔ تم یقیناً کامیاب رہو گی۔"

کافی دیر تک وہ مختلف زاویوں سے وینا کی تصویریں کھینچتا رہا۔ وینا نے اُس سے نام پوچھا۔ اُس نے اپنا نام لکشمن بتایا۔

تصویریں کھینچی جا چکیں تو وینا نے اُس سے سو روپے طلب کئے۔ لکشمن نے اُس کی طرف کچھ کاغذ دستخط کے لئے بڑھائے۔ وینا نے دستخط کر کے کاغذ اُسے واپس کر دیئے۔

"اب روپے تمہیں ایجنسی سے ملیں گے۔" لکشمن نے انکشاف کیا۔ "یہ لو ایجنسی کا کارڈ۔ کل صبح اس پتے پر چلی جانا۔ تمہیں چیک مل جائے گا۔"

"لیکن تم نے تو کہا تھا.........."

"دیکھو بی بی.......... تم اِس دھندے کے اصول نہیں جانتیں۔ فوٹوگرافر کبھی معاوضہ نہیں دیتے۔ وہ تو خود ایجنسی والوں سے معاوضہ لیتے ہیں۔"

وہاں سے نکل کر انہوں نے نکڑ پر چائے والے سے چائے اور بسکٹ لے کر پیٹ بھرا۔ پھر وینا نے اخبار خریدا اور اشتہارات کے صفحے پر 'کمرا' 'کھولی' 'فلیٹ' 'مکان کرائے پر خالی ہے' کے اشتہار پڑھنے لگی۔ اُس نے ایک اشتہار پڑھ کر سنایا۔ 'بنگلا' چودہ کمرے' 'کشادہ ٹیرس' شاندار لوکیشن۔ کرائے پر خالی ہے۔ کرایہ بہت مناسب۔" اُس نے ایک لمحے کو توقف کیا پھر بولی۔ "چڑیا! میرا وعدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن تمہیں ایک بنگلا ضرور لے کر دوں گی۔"

پھر وہ ایک کمرا دیکھنے گئے۔ کمرا تنگ و تاریک تھا مگر بس اسٹاپ بہت قریب تھا لیکن مکان مالکن نے نینا کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھائی اور کہا کہ اس بچی کے ساتھ تمہیں کمرا کرائے پر نہیں مل سکتا۔ یہ منطق نینا تو نینا' وینا کی سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ پھر کئی جگہ یہی جواب ملا۔ مگر بالآخر انہیں ایک کمرا مل ہی گیا۔ ایک ماہ کا کرایہ سو روپے ایڈوانس دینا پڑا۔

اگلی صبح وہ دونوں پیراگون ایجنسی گئیں تاکہ سو روپے وصول کر سکیں۔ دروازہ بند تھا اور اُس پر تختی لگی تھی۔ جو چیز بھی دینی ہو میل باکس میں ڈال دیں لیکن وینا نے اطلاع گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دروازے میں چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور ایک عورت نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

"ہم اپنے پیسے لینے آئے ہیں؟" وینا نے پوچھا۔

عورت اور وینا کے درمیان بحث شروع ہو گئی۔ عورت نے چیخ کر کہا۔ "دفع ہو جاؤ۔" اس پر وینا نے اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا اور اُس وقت تک اُس پر انگلی رکھے رہی' جب تک دروازہ کھل نہ گیا۔ دروازہ کھلتے ہی نینا سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ وہ ایک ادھیڑ عمر مگر خوب صورت عورت تھی۔ وہ اس وقت بہت غصے میں تھی۔ "دیکھو.......... اگر خیریت چاہتی ہو تو چپ چاپ چلی جاؤ ورنہ پولیس کو بلوا کر اندر کرا دوں گی تمہیں۔" عورت نے سختی سے کہا۔

وینا نے فوٹوگرافر کا دیا ہوا کاغذ اُس کی طرف بڑھایا۔ "یہ لو' دیکھ لو اچھی طرح۔ تم میری سو روپے کی مقروض ہو۔"

عورت نے کاغذ پر ایک نظر ڈالی اور بُری طرح ہنسنا شروع کر دیا۔ اُسے اپنی ہنسی پر قابو پانے میں خاصی دیر لگی۔ پھر وہ بولی۔ "بے وقوف لڑکی! بمبئی میں یہ دھندا بہت ہوتا ہے۔ وہ تمہیں بس کے اڈے پر ملا ہو گا یا اسٹیشن پر۔ تمہیں پتا بھی لیا ہو گا اُس نے۔"

"جی نہیں۔" وینا نے کہا اور کاغذ کو پُرزے پُرزے کر کے پھینک دیا۔ "چلو چڑیا۔ اُس فوٹوگرافر نے مجھے بے وقوف بنا دیا۔ مگر میں اس چڑیل کو ہنسنے کا موقع کیوں دوں۔" اُس نے نینا سے کہا۔

نینا نے وینا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ لئے تھے۔ اُس نے اپنے کندھے سے وینا کا ہاتھ ہٹایا اور عورت کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔ "آپ بہت خراب ہیں۔" اُس نے کہا۔ "جس شخص نے میری بہن کی تصویریں کھینچیں۔ اُس نے آپ کی طرح بدتمیزی نہیں کی تھی۔ میری بہن بے وقوف بن گئی تو آپ کو اس سے ہمدردی ہونا چاہئے نہ کہ مذاق اڑانا چاہئے۔" پھر اُس نے وینا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "چلو دیدی چلیں۔"

وہ واپس جا رہی تھیں کہ عورت نے انہیں واپس بلا لیا۔ "کل صبح آ جانا۔ میں تمہیں صابن کے ایک کمرشل میں کام دلوا دوں گی اور ہاں' یہ کپڑے نہیں چلیں گے مگر تم فکر نہ کرو۔ کپڑے اور تمہارا میک اپ ایجنسی کے ذمے ہو گا لیکن تمہیں خود کو پوری طرح میرے حوالے کرنا ہو گا۔ میرے کہنے پر عمل کرتی رہیں تو کچھ بن جاؤ گی۔"

اگلی صبح وہ دونوں پھر آئیں۔ عورت نے ایک فوٹوگرافر کو بُلا رکھا تھا۔ وینا کو دوسرا لباس پہنا کر اُس کا میک اپ کیا گیا۔ پھر تصویریں کھینچی گئیں۔ مووی بھی بنی۔ وہ شاید سکرین ٹیسٹ تھا۔

یوں وینا نے ماڈلنگ کی دنیا میں قدم رکھا۔ اگلی سیڑھی فلم تھی.......... اور پیراگون ایجنسی کی مالک وہ عورت کملا تھی' جو بعد میں کملا ٹھاکر بنی۔

اُس روز واپس جاتے ہوئے وینا نے نینا سے کہا۔ "چڑیا! یہ سب تمہارا کمال ہے۔ میں خود کو تمہاری سرپرست سمجھتی تھی۔ مگر تم میری سرپرست ثابت ہوئیں اور چڑیا! کملا اچھی عورت ہے اور ایک بات میں بہت اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ میں آئندہ کبھی کسی مرد پر اعتبار نہیں کروں گی۔" آخری جملہ کہتے ہوئے وینا نے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔

اور دو سال بعد وینا کو پہلی فلم ملی تو ڈائریکٹر چندر کانت نے اُس کا فلمی نام لیلیٰ

رکھا۔

☆=========☆=========☆

نینا ماضی کی یادوں سے نکل آئی۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔ کار جس سڑک سے گزر رہی تھی' اُس پر دونوں طرف درختوں کی قطاریں تھیں۔ فضا بدلی بدلی لگ رہی تھی۔ اگلا موڑ کاٹتے ہی وہ رتناگری میں داخل ہو جاتے۔ پھر اُسے سندر تا آشرم کا پبلسٹی بورڈ نظر آیا۔ رتناگری کو اگر کوئی اہمیت حاصل تھی تو وہ صرف اور صرف اس آشرم کی وجہ سے تھی۔

"تم بہت تھکی ہوئی تھیں۔ سفر کے تمام عرصے میں سوتی رہی ہو۔" رُما نے کہا۔ کار اب سندر تا آشرم کے گیٹ سے گزر رہی تھی۔ "ویسے جگہ خوب صورت ہے۔"

سندر تا آشرم کئی ایکڑ پر محیط تھا۔ بل کھاتی ہوئی سڑک آشرم کی مرکزی عمارت کی طرف جا رہی تھی۔ جا بجا چھوٹے چھوٹے بنگلے بنے ہوئے تھے۔ بنگلوں کے درمیان کئی سوئمنگ پول نظر آئے ہر پول کے گرد چھتری والی میزیں لگی تھیں۔ ایک بڑے پول کے دونوں طرف کچی اینٹوں کی بنی ہوئی' لیکن جدید طرز کی دو مماثل عمارتیں تھیں۔ "ان میں سے ایک خواتین کا اور دوسرا مردوں کا آشرم ہے۔" نینا نے رُما کو بتایا۔

مرکزی عمارت سے ملحق ایک چھوٹی سی مماثل عمارت میں کلینک تھا۔ مرکزی عمارت سے متعدد پگڈنڈیاں نکل رہی تھیں۔ وہ کسی نہ کسی بنگلے میں جاتی تھیں۔ ہر پگڈنڈی کے اطراف میں پھولوں کی جھاڑیاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لگی تھیں۔ کلینک میں کئی دروازے تھے اور ہر دروازہ ایک الگ ٹریٹ منٹ روم کی طرف جاتا تھا۔ یہ اہتمام اس لئے تھا کہ علاج کرانے والوں کا ایک دوسرے سے ٹکراؤ نہ ہو اور راز داری قائم رہے۔

کار نے موڑ کاٹا تو نینا کی سانسیں رُک سی گئیں۔ مرکزی عمارت کے عقب میں کچھ فاصلے پر ایک اور نامکمل اور بہت بڑا اسٹرکچر نظر آ رہا تھا۔ بیرونی حصے میں بڑے بڑے ستون تھے' تعمیر میں سیاہ ماربل استعمال کیا گیا تھا۔ وہ ایک ایسے آتش فشاں کی طرح لگتا تھا' جو پھٹنے والا ہو۔ نینا کو اُسے دیکھ کر مقبرے کا خیال آیا۔

یہ کیا ہے؟" رُما نے پوچھا۔

"یہ رومن باتھ کی نقل ہے۔ دو سال پہلے جب میں نے دیکھا تھا تو اس کے لئے بنیاد تیار کی جا رہی تھی۔" نینا نے کہا۔ پھر وہ ڈیوڈ سے مخاطب ہوئی۔ "ڈیوڈ! یہ کھل چکا ہے یا نہیں؟"

"ابھی تو یہ مکمل بھی نہیں ہوا۔ اس کی تعمیر سال بھر جاری رہتی ہے۔"

نینا کو یاد تھا۔ لیلیٰ نے اس منصوبے کا بُری طرح مذاق اُڑایا تھا۔ "یہ کملا اور اس کی دولت کے درمیان جدائی ڈالنے کی ایک اور اسکیم ہے ٹھاکر کی۔" اُس نے کہا تھا۔ "اور ٹھاکر کو اُس وقت تک قرار نہیں آئے گا' جب تک کملا کو سرکاری طور پر دیوالیہ قرار نہ دے دیا جائے۔"

گاڑی مرکزی عمارت کے سامنے رُکی۔ ڈیوڈ اتر کر دروازہ کھولنے کے لئے لپکا۔ رُما نے عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کملا جی آ رہی ہیں۔ میں نے اخبار میں ان کی تصویریں دیکھی ہیں۔"

نینا خاموش رہی۔ وہ دونوں کار سے اتریں۔ اتنی دیر میں کملا ان تک پہنچ چکی تھیں۔ اُس نے نینا کو محبت سے بھینچ لیا۔ "بہت دبلی ہو گئی ہو گڑیا۔" پھر وہ رُما کی طرف متوجہ ہوئی۔ اُس نے رُما کو سر سے پیر تک تولنے والی نگاہوں سے دیکھا۔ "آپ دو ہفتوں بعد خود کو دیکھیں گی تو پہچان نہیں سکیں گی۔"

رُما کی باچھیں کھل گئیں۔ "مجھے تو ابھی سے ایسا لگ رہا ہے۔"

"نینا! تم اوپر جاؤ سرجیت تمہارا منتظر ہے۔ میں رُما دیوی کو ان کے بنگلے تک پہنچا کر آتی ہوں۔"

نینا عمارت میں داخل ہو گئی۔ اندر بے حد خوش گوار ٹھنڈک تھی۔ کملا اور ٹھاکر کا دفتر اوپری منزل پر تھا۔ وہاں سے وہ مہمانوں اور ملازمین پر بخوبی نظر رکھ سکتے تھے۔ اکثر کملا رات کے کھانے کے دوران کسی ایک مہمان کو ٹوک کر سب کو مرعوب کر دیتی۔ "آج سہ پہر کو آپ گارڈن میں مطالعہ کر رہے تھے جبکہ آپ کو سوئمنگ پول کی کلاس میں ہونا چاہئے تھا۔"

نینا نے دفتر کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور پھر دروازہ کھولا۔ بیرونی کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ وہ دفتر کی طرف بڑھ گئی۔ پھر وہ بُری طرح ٹھٹکی۔ ٹھاکر اُس دیوار کے

قریب کھڑا تھا جہاں آشرم کے مشہور ترین مہمانوں کی تصویریں آویزاں تھیں۔ اُس کی نظریں لیلیٰ کے پورٹریٹ پر جمی ہوئی تھیں اور ہاتھ پُشت پر بندھے ہوئے تھے۔ بھنچی ہوئی مٹھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ جن سے اس کی اعصابی کشیدگی عیاں تھی۔ نینا خاموشی سے پیچھے ہٹ آئی۔ اُس نے دروازے کو دوبارہ کھول کر زور سے بند کیا اور پھر پکارا۔ ”کوئی ہے؟“

اندرونی کمرے سے ٹھاکر سرجیت لپکتا ہوا آیا۔ اُن چند لمحوں میں اُس میں ڈرامائی تبدیلی آئی تھی۔ وہ خوش خلقی سے مسکراتا ہوا نینا کو ریسیو کرنے کے لئے بڑھا۔ ”آؤ نینا۔“

ان کے درمیان رسمی باتیں ہوئیں۔ نینا اسے بغور دیکھ رہی تھی۔ وہ اس لمحے سے یکسر مختلف تھا' جب نینا نے اُسے اُس کی لاعلمی میں لیلیٰ کی تصویر کے سامنے کھڑا دیکھا تھا۔ نینا کو یاد تھا۔ لیلیٰ نے اُس کا نام کاٹھ کا سپاہی رکھا تھا۔ اس پر نینا نے اعتراض کیا تھا کیونکہ ٹھاکر ایک اچھا پلاسٹک سرجن تھا۔ اُسے یوگا کا شعور بھی تھا۔ سندرتا آشرم کا آئیڈیا بھی اُسی کا تھا اور اب سندرتا آشرم پورے ہندوستان کے امیر لوگوں میں مقبول تھا۔ اس اعتراض پر لیلیٰ نے کہا تھا۔ ”تمہیں اندازہ نہیں چڑیا' کہ آشرم کے اخراجات کتنے زیادہ ہیں اور پیسہ کملا کا جا رہا ہے۔ ٹھاکر جو کچھ بھی ہے کملا کی بدولت ہے۔“

سب ملنے والوں کی طرح لیلیٰ کی موت پر ٹھاکر بھی دُکھی نظر آیا تھا مگر اب نینا سوچ رہی تھی کہ شاید وہ اداکاری تھی۔

”تم پہلے ہی کیوں نہیں آ گئیں یہاں؟“ ٹھاکر نے بڑی محبت سے پوچھا۔ پھر اس نے خود ہی نینا کی طرف سے جواب دے دیا جیسے اس کے خیالات پڑھ رہا ہو۔ ”اس لئے کہ یہاں قدم قدم پر تمہیں لیلیٰ کی یادیں بکھری ملیں گی۔“

”ہاں' لیکن میں نے آپ کو اور بڑی دیدی کو بہت مِس کیا ہے اور میں ڈورا سے ملنے کو بے چین ہوں۔ کیا حال ہے ڈورا کا؟“

”کچھ عمر کا تقاضا ہے اور کچھ یہ ہے کہ وہ لیلیٰ کی موت کے صدمے سے ابھی تک نہیں سنبھلی ہے۔ طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اس کی۔“

اسی وقت کملا بھی چلی آئی۔ ”سرجیت! پبلسٹی کا سامان آ گیا ہے۔ وہ لاٹری والی

عورت اب تم اس پر کام کرو۔ وہ آشرم کی شہرت کو کہیں کا کہیں پہنچا دے گی۔“ اس نے شوہر سے کہا' اور آگے بڑھ کر نینا کو گرم جوشی سے لپٹا لیا۔ ”تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ میں تمہاری طرف سے کتنی پریشان رہی ہوں' کتنے دن رک سکو گی؟“

”جمعے کو چلی جاؤں گی۔“ نینا کو اُس کی محبت بھری گرفت بہت اچھی لگ رہی تھی۔ ”دراصل گواہی کے لئے تیاری کرنا ہے کیونکہ وکیلِ صفائی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے گا کہ فون کال کے وقت کے معاملے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہے اس کے علاوہ کیلاش کی بچت کی کوئی اور صورت بھی نہیں۔“

”یہ ناممکن بھی نہیں۔“ کملا نے اُس کے کان میں سرگوشی کی۔

نینا چونکی اور جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔ اُس کی نظر ٹھاکر کے چہرے پر پڑ گئی' جو منہ بنا کر اپنی بیوی کو متنبہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ”بڑی دیدی' تم جانتی ہو' اگر مجھے ذرا بھی شک ہوتا تو میں.........“

”ٹھیک ہے' چھوڑو اس بات کو۔“ کملا نے جلدی سے کہا۔ ”پانچ دن پڑے ہیں۔ میں تمہارے لئے خاص طور سے بیوٹی شیڈول بناؤں گی۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔“

☆=========☆=========☆

نینا اس بنگلے کی طرف چل دی جو اس کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ پھولوں کی جھاڑیوں کی وجہ سے فضا میں مہک سی رچی ہوئی تھی۔ اسے اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا لیکن اس سکون کی تہہ میں بھی یہ احساس کروٹیں لے رہا تھا کہ کملا اور ٹھاکر کی گرمجوشی اور اس کی طرف سے فکر مندی اپنی جگہ' لیکن وہ بدلے بدلے سے تھے' وہ بہت ناراض' فکر مند اور چڑچڑے ہو رہے تھے اور ان کی ہر تبدیلی کا رُخ اس کی طرف تھا۔

☆=========☆=========☆

چھ گھنٹے کی یہ ڈرائیو سنتوش کے لئے آسان نہیں' اعصاب شکن تھی۔ اس تمام عرصے میں رادھا مٹی کے بت کی طرح ساکت وصامت بیٹھی رہی تھی۔ وہ تمام عمر اوسط درجے کی اداکارہ رہی تھی۔ اب اسے ایک ایسا رول مل رہا تھا' جو اسے راتوں رات سپر اسٹار بنا دیتا۔ ٹی وی سیریل ”گیتا“ کا مرکزی کردار تھا ہی ایسا اور رادھا کی کامیابی سنتوش کی

کامیابی تھی۔ وہ پھر کامیاب ایجنٹ کہلانے لگتا۔ دولت پھر اس کے قدم چومتی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس بار دولت کو خوشبو کی طرح نہیں اڑائے گا۔

آئندہ چند روز بہت اہم تھے۔ اُن میں فیصلہ ہونا تھا کہ گیتا کا رول رادھا کو مل رہا ہے یا نہیں۔ روانگی سے پہلے اس نے دور درشن ٹی وی کے چیئرمین روی شرما کو فون کیا تھا جو کالج کے زمانے میں اُس کا کلاس فیلو رہا تھا' لیکن روی نے اُسے بُری طرح جھاڑ دیا تھا۔ اُس نے کہا تھا۔ تم مجھے تنگ مت کرو' جیسے ہی ہم کسی نتیجے پر پہنچیں گے' میں تمہیں فون پر مطلع کر دوں گا۔ چھٹی کے دن گھر پر بزنس کالز ریسیو کرنا مجھے بالکل پسند نہیں۔

اس وقت بھی وہ بات یاد آئی تو سنتوش کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ اسے اپنی حماقت پر غصہ آنے لگا۔ دوستی کا ناجائز فائدہ اٹھانا اور خاص طور پر کسی بڑے آدمی کے معاملے میں.......... بہت بڑی حماقت ہوتی ہے۔ روی اس بات پر بھی بجا طور پر خفا تھا کہ اُس نے فلم' دکھ ہزار' میں رادھا کو لیلیٰ کا رول دے کر رادھا کی ساکھ بالکل ہی تباہ کر دی۔ ناقدین دکھ ہزار' کی پرفارمنس کے حوالے سے رادھا کو تیسرے درجے کی اداکارہ قرار دے رہے تھے۔ سب کا یہی کہنا کہ لیلیٰ اس رول میں جان ڈال دیتی اور فلم کبھی ناکام نہ ہوتی۔ فلم کی ناکامی پوری طرح رادھا کے کھاتے میں گئی تھی۔ یہ بات رادھا نے بھی سن لی تھی اور آپے سے باہر ہو گئی تھی لیکن رادھا کا آپے سے باہر ہونا کوئی نئی بات نہیں تھی۔

دکھ ہزار' لعنت ہو اس فلم پر۔ اس نے کہاں کہاں سے قرض لے کر اس فلم میں بیس لاکھ روپیہ لگایا تھا۔ فلم سپرہٹ ہوتی تو اس کے منافع کی بھی کوئی حد نہ رہتی۔ مگر بُرا ہو لیلیٰ کا.......... اُسے نہ جانے کیا ہو گیا تھا۔ یوں شراب میں ڈوب گئی' جیسے کوئی بہت مشکل رول کر رہی ہو۔

لیلیٰ کا خیال آتے ہی اُس کا وجود تلخی اور غصے سے بھر گیا۔ ”میں نے اُس کے لئے کتنا کچھ کیا اور اُس نے.......... اُس نے اُس روز بھرے ریسٹورنٹ میں مجھے ذلیل کیا۔ مجھ سے ناتا توڑا اور فلم بھی چھوڑ دی۔ احسان فراموش کہیں کی! جانتی تھی کہ اُس فلم میں میرا بھی بیس لاکھ لگا ہوا ہے۔ پتا نہیں' کم بخت کو گرتے ہوئے بھی یہ احساس ہوا تھا یا نہیں کہ اُس نے میرے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ اس کی وجہ سے فلم کا بجٹ بھی بڑھ گیا کیونکہ آدھی سے زیادہ فلم دوبارہ شوٹ کرنا پڑی.......... اور پھر فلم بُری طرح

فلاپ ہو گئی۔“

کار اب سندرتا آشرم کے گیٹ سے گزر رہی تھی۔ ”مجھے میرے بنگلے پر ڈراپ کر دینا۔“ رادھا نے چڑچڑے پن سے کہا۔ ”میں اس موڈ میں لوگوں کے سامنے نہیں آنا چاہتی۔“ پھر اس نے دھوپ کا چشمہ اُتارا اور سنتوش کو کڑی نگاہوں سے دیکھا۔ ”سنتوش! مجھے گیتا کا رول ملنے کا امکان کتنا ہے؟“

گزشتہ دو ہفتے کے دوران سنتوش نے بارہا اس سوال کا جواب دیا تھا۔ اب اُسے جواب دینے کی اچھی خاصی پریکٹس ہو گئی تھی۔ ”سو فی صد ہے مائی ڈیئر۔ وہ رول ہے ہی تمہارا۔“ اور اگر ایسا نہ ہوا تو مجھے تباہی سے کون بچا سکے گا۔ اُس نے دل ہی دل میں سوچا۔

☆==========☆==========☆

”کاک ٹیل تیار ہے سر۔“ سنجے نے کسی ہوٹل کے ویٹر کے انداز اور لہجے کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

”بھگوان کے لئے آج تو مجھے اپنی نقالی سے معاف رکھو۔“ کیلاش نے چڑچڑے پن سے کہا۔

وہ اس وقت رتناگری سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھے۔ کاک ٹیل چلتی ہوئی کار میں پیش کی جا رہی تھی۔ سنجے' کیلاش کے مزاج سے خوب واقف تھا' سمجھ گیا کہ اس وقت کیلاش خوش مزاجی کے موڈ میں بالکل نہیں ہے لیکن وکیل شیکھر کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ کیلاش کو بڑی بے تکلفی سے کیل کہہ کر پکارتا تھا اور ہر بار کیلاش کا خون کھول اٹھتا تھا۔ مقدمۂ قتل میں دفاع کرنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وکیل اپنے مؤکل کو جس طرح چاہے' مخاطب کرے جبکہ وہ منہ مانگی فیس بھی وصول کر رہا ہو لیکن کیلاش کو ہر بار زہر کا گھونٹ پی کر چپ رہنا پڑتا تھا۔ شیکھر فوجداری معاملات میں ہندوستان کا بہترین وکیل مانا جاتا تھا اور کیلاش ایک ایسے مقدمے میں ملوث تھا' جس میں اسے عمر قید بھی ہو سکتی تھی۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کیس کی تیاری کے لئے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟“ شیکھر نے کہا۔ ”تیاری بمبئی میں بھی ہو سکتی تھی۔ مگر یہاں کے اخراجات تم ادا

کرو گے' تو میں اعتراض کرنے والا کون۔"

"تمہیں نہیں معلوم' کیلاش سندرتا آشرم میں آ کر ہمیشہ پُرسکون ہو جاتا ہے۔" سنجے نے جلدی سے کہا۔ پھر اُس نے کیلاش کی طرف جام بڑھایا۔ "تم جانتے ہو کہ آشرم میں شراب پر پابندی ہے۔"

کیلاش نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں ایک بار شراب پی کر مدہوش ہونے کا نتیجہ اب تک بھگت رہا ہوں۔ مجھے نفرت ہو گئی ہے شراب سے۔"

"وکیل! میں تمہیں بارہا سمجھا چکا ہوں کہ اُس رات کا حوالہ اس انداز میں نہ دیا کرو' جیسے تمہیں اُس رات کی کوئی بات یاد نہیں ہے۔" شیکھر نے ناصحانہ لہجے میں کہا۔

اس بار کیلاش اپنے غصے پر قابو نہ رکھ سکا۔ "دیکھو وکیل صاحب! میں تمہیں آخری بار سمجھا رہا ہوں مجھے کیل کہہ کر مت پکارا کرو' سمجھے؟"

سنجے نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "اتنے چڑچڑے کیوں ہو رہے ہو؟"

"بس.......... میں اتنا چاہتا ہوں کہ یہ وکیل اپنی حد میں رہے۔" کیلاش نے کہا۔

اُس کے اعصاب پر گذشتہ چند ماہ سے جو دباؤ تھا وہ اب اس کے ظرف سے سوا ہوتا جارہا تھا۔ اس عرصے میں وہ اپنے کاروبار سے بھی بیگانہ ہو گیا تھا مگر ایک آس رہی تھی۔ وہ سوچتا تھا' شاید کبھی نینا کو احساس ہو جائے گا کہ وقت کے سلسلے میں اُس سے غلطی سرزد ہوئی تھی اور شاید اُس عینی شاہد عورت کے متعلق ثابت ہو جائے گا کہ اُس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے لیکن اب سماعت کی تاریخ سر پر آ چکی تھی اور نینا اپنے بیان پر ڈٹی ہوئی تھی۔ پہلا وکیل اُس سے اعترافِ جرم کے ساتھ رحم کی اپیل کروانا چاہتا تھا اسی لئے اُس نے شیکھر کی خدمات حاصل کی تھیں۔

اب کیلاش سوچ رہا تھا کہ شاید شیکھر ٹھیک ہی کہہ رہا ہے۔ مجھے بمبئی ہی میں رہنا چاہئے تھا لیکن اب تک تو یہی ہوتا آیا تھا کہ سندرتا آشرم میں اُسے عجیب سا سکون ملتا تھا اور یہ وہ دن تھے کہ سکون اُس کے لئے عنقا ہو کر رہ گیا تھا۔ باقی عمر جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارنے کی تلوار سر پر لٹکی ہو تو کون پُرسکون رہ سکتا ہے۔ آشرم اُس کی آخری امید تھا۔ وہ اب تک لیلیٰ کے ٹوٹے پھوٹے جسم کی تصویر سے پیچھا نہیں چھڑا سکا تھا۔ وہ خوب صورت جسم اتنی بلندی سے گرنے کے بعد محض ہڈیوں کی گٹھری بن کر رہ گیا تھا۔

"منفی انداز میں سوچنا چھوڑ دو کیلاش۔" سنجے نے نرم لہجے میں اُسے ٹوکا۔

"اور تم میرے خیالات پڑھنا چھوڑ دو۔" کیلاش بولا۔ پھر اُس کے ہونٹوں پر کمزور سی مسکراہٹ ابھری۔ "سوری دوست!"

"کوئی بات نہیں۔" سنجے نے خوش دلی سے کہا۔

کیلاش نے سوچا' سنجے دشوار صورتِ حال پر باآسانی قابو پانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ دونوں کالج کے زمانے کے دوست تھے' ہم عمر بھی تھے۔ سنجے محنتی آدمی تھا۔ اُس نے ہر طرح کی ملازمت کی اور ہر جگہ جی جان سے کام کیا۔ بمبئی کے ایک اسپتال میں وہ میل نرس کی حیثیت سے بھی کام کر چکا تھا۔ کیلاش کو بہت اچھی طرح یاد تھا کالج کے زمانے کے بعد اُن دونوں کا سامنا کیلاش انٹرپرائزز کے دفتر میں ہوا۔ سنجے وہاں کلرکی کر رہا تھا۔

"کمال ہے سنجے! تمہیں ملازمت چاہئے تھی تو مجھ سے مل لیتے۔" کیلاش نے کہا تھا۔

"نہیں کیلاش' میں جو کچھ بھی بنا' اپنے زور پر بنوں گا۔" سنجے نے جواب دیا تھا۔ اور کیلاش کو وہ جواب بہت پسند آیا تھا۔

پھر سنجے کی ترقی کا آغاز ہوا۔ کیلاش کی بیوی پدمنی اور بیٹے کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوا تو کیلاش کے لئے دنیا اندھیر ہو گئی۔ اُسے کسی چیز کی پروا نہیں رہی۔ سنجے نہ ہوتا تو کیلاش انٹرپرائزز کا بھٹا بیٹھ جاتا لیکن سنجے نے کیلاش کی آنکھیں' کان اور زبان بن کر کاروبار سنبھالا۔ اب وہ کیلاش انٹرپرائزز کا ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ تھا تو صرف اپنی اَن تھک محنت اور خلوص کی وجہ سے۔

کیلاش نے سوچا' مجھے سزا ہو بھی گئی تو کیا' سنجے کاروبار سنبھال لے گا لیکن فوراً ہی اُسے اپنی قنوطیت پر غصہ بھی آ گیا خوامخواہ کی مایوسی!

اُسی وقت کار سندرتا آشرم کے گیٹ میں داخل ہوئی سنجے نے شیکھر سے کہا۔

"اب تمہاری سمجھ میں آئے گا کہ ہم بمبئی چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہیں؟ یہاں بیٹھ کر ہم کیلاش کے لئے ناقابلِ شکست دفاع ترتیب دیں گے۔" اچانک اُس کی نظر رادھا کی کار پر پڑی۔ "او بھگوان.......... یقین نہیں آتا۔ رادھا اور سنتوش بھی آئے ہوئے ہیں۔"

☆=========☆=========☆

نینا کو وہ بنگلا ملا تھا' جس میں لیلیٰ ٹھہرتی تھی۔ وہ آشرم کے حسین ترین اور سب

سے مہنگے ترین بنگلوں میں سے تھا۔ کمرے کی ہر چیز چیخ چیخ کر لیلیٰ کو پکارتی محسوس ہو رہی تھی۔ نینا نے کھڑکی سے باہر دیکھا کہ شاید کوئی جانا پہچانا چہرہ نظر آ جائے۔ بہت سے لوگ ایسے تھے جو ہر تین ماہ بعد آشرم میں قیام کے لئے آتے تھے۔ وہ چار سال تک موسم گرما میں یہاں سوئمنگ کی کلاس لیتی رہی تھی۔ اس لئے ریگولر آنے والوں سے واقف تھی۔ اسے ڈر تھا کہ ابھی اسے بہت سے تکلیف دہ تعزیتی جملے سننا ہوں گے۔ ”بھئی نینا! لیلیٰ کے متعلق جان کر بہت افسوس ہوا۔ ویسے یقین نہیں آتا کہ کیلاش جیسا شخص ....“

لیکن خواتین کے آشرم کی طرف اسے کوئی جانا پہچانا چہرہ نظر نہیں آیا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آشرم میں پہلے جیسی چہل پہل ہی نہیں تھی‘ عام حالات میں وہاں ساٹھ عورتوں اور ساٹھ مردوں کی گنجائش تھی۔

اُس نے فیصلہ کیا کہ رات کے وقت دیر تک سوئمنگ کرے گی۔

نینا کو جو خادمہ دی گئی تھی‘ وہ بہت پرانی تھی۔ اُس کا نام سیتا تھا۔ وہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ نینا آشرم کو ناقدانہ نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ مساج روم کی پوری آرائش تبدیل کر دی گئی تھی۔ کملا آشرم پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ خرچ کرتی رہتی تھی۔ سیتا نے مساج شروع کیا تو نینا کو لگا کہ اُس کے اعصاب کشیدگی خارج کر کے لحہ بہ لحہ پُرسکون ہوتے جا رہے ہیں۔ ”آپ بہت پریشان معلوم ہوتی ہیں۔“ سیتا نے ہاتھ روکے بغیر کہا۔

”جسم میں گرہیں سی پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔“

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔“

”آپ پر بوجھ بھی تو بہت ہے۔“ سیتا نے کہا اور خاموش ہو گئی۔ اُسے تربیت ہی ایسی دی گئی تھی۔ وہ بلا ضرورت مہمانوں سے گفتگو کبھی نہیں کرتی تھی۔ یہ کملا کا بنایا ہوا اصول تھا‘ جس پر آشرم میں ہر جگہ سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔

نینا نے سوچا‘ آشرم کی صورتِ حال کے بارے میں سیتا سے کام کی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ”آج مساج روم میں زیادہ رَش نہیں ہے۔“ اُس نے کہا۔

”پچھلے دو سال سے آشرم کا یہی حال ہے۔ نینا! اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں۔“

”کیوں..........بات کیا ہے؟“ نینا نے بات کو بڑھاتے ہوئے کہا۔

”کیا بتاؤں۔ اس تباہی کا آغاز اس مقبرے کی تعمیر سے ہوا تھا۔ لوگ یہاں سکون کی

تلاش میں آتے تھے اور انہیں ملتا کیا تھا! ٹھوکا پیٹی کی آوازیں۔ ابھی تک تو مقبرہ مکمل ہوا نہیں ہے۔ تنگ آ کر لوگوں نے آنا ہی چھوڑ دیا۔ اب آپ ہی بتائیں‘ یہاں رومن باتھ تعمیر کرنے کا فائدہ کیا ہے؟“

نینا کو رومن باتھ پر لیلیٰ کا تبصرہ یاد آ گیا۔ ”دیدی بھی یہی کہتی تھی۔“

”ٹھیک کہتی تھیں وہ۔ اب آپ پلٹ جائیے۔ ابھی ذرا دیر میں پُرسکون ہو جائیں گی اور آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اس آشرم کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ لیلیٰ دیوی تھیں۔ لوگ انہیں قریب سے دیکھنے کی خاطر یہاں کھنچے چلے آتے تھے۔ وہ جب بھی کیلاش سے اپنی پہلی ملاقات کی بات کرتی تھیں تو سندرتا آشرم کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کرتی تھیں۔ اب بہت فرق پڑ گیا ہے۔ کملا دیوی‘ لیلیٰ جی کا متبادل ڈھونڈ رہی ہیں مگر کوئی ہے نہیں۔ دوسری طرف ٹھاکر فضول خرچی کرتے ہوئے پاگل ہو جاتے ہیں۔ آئے دن فرنیچر تبدیل ہوتا ہے۔ دیواروں اور دروازوں پر نیا رنگ و روغن کرایا جاتا ہے‘ جبکہ کملا دیوی بچت کی ترکیبیں سوچتی رہتی ہیں‘ ہے نا مذاق؟ ٹھاکر رومن باتھ تعمیر کراتے رہتے ہیں اور ٹھاکرانی ہم سے کہتی ہیں کہ تولیوں کے معاملے میں فضول خرچی مت کرو۔“

☆=========☆=========☆

خادمہ رُما کا سامان کھول رہی تھی اور رُما بنگلے کے معائنے میں مصروف تھی۔ خادمہ کے جاتے ہی اُس نے وہ چھوٹا سا ریکارڈر نکالا‘ جس کے استعمال کا طریقہ انڈین ٹائمز کے رپورٹر نے اُسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ وہ کاؤچ پر نیم دراز ہو کر اپنی پہلی ریکارڈنگ میں مصروف ہو گئی۔ ”میں سندتار آشرم پہنچ چکی ہوں‘ یہ میری پہلی ریکارڈنگ ہے۔ میں اخبار کے مدیر شری کرشن کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اعتماد کے قابل سمجھا۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں کی سرگرمیوں کے بارے میں میری رپورٹنگ قارئین پسند کریں گے اور وہ ان کے لئے دلچسپ بھی ثابت ہو گی۔ یہاں ایئرپورٹ سے اُترتے ہی میری ملاقات نینا سے ہو گئی..........نینا‘ اداکارہ لیلیٰ کی بہن ہے اور بہت پیاری لڑکی ہے‘ مجھے اُس سے ہمدردی ہے۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ لیلیٰ کی موت کے بعد سے اب تک ایک بڑا بوجھ اُٹھائے پھر رہی ہے۔ میں اُس سے دوستی کی کوشش کروں گی۔ اُس سے مجھے لیلیٰ اور کیلاش کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے جو قارئین کے لئے نیا انکشاف ہو گا۔

کملا ٹھاکر سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے بتایا کہ آشرم میں دن کا آغاز صبح سات بجے سے ہوتا ہے' اجتماعی چہل قدمی ہوتی ہے۔ اُس کے بعد کم سے کم کیلوری والا ناشتا ہو گا۔ ناشتے کے ساتھ میری خادمہ دن بھر کا شیڈول بھی لائے گی۔ وہ شیڈول بطور خاص میرے لئے ترتیب دیا گیا ہو گا۔ اُس میں فیشل' مساج' جڑی بوٹیوں کا لیپ' یُوگا کی مشقیں اور پیراکی کی قلابازیاں وغیرہ شامل ہوں گی۔ اس کے علاوہ میڈیکل چیک اپ بھی ہو گا۔

"اب میں کچھ دیر آرام کروں گی۔ پھر رات کے کھانے کا وقت ہو جائے گا۔"

رُما نے ریکارڈر آف کر دیا۔ اُس نے اپنے شوقیہ کیریئر کا آغاز کر لیا تھا۔ اُسے بچپن ہی سے لکھنے کا شوق تھا' لیکن ماحول نہیں ملا تھا۔ لاٹری کھلنے کے بعد انڈین ٹائمز کے رپورٹر نے اُس سے انٹرویو لیا تھا۔ اُس انٹرویو کو پڑھ کر ایڈیٹر نے یہ رائے قائم کی تھی کہ وہ اچھی رپورٹر بن سکتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری کرنے سندر تا آشرم جا رہی تھی' جہاں بڑے لوگ.......... مقبول لوگ اسے ملتے اور سب بے دھڑک گفتگو کرتے۔ کسی کو شک بھی نہیں ہوتا کہ اُن کے درمیان ایک رپورٹر موجود ہے۔

اُس نے ریکارڈر اپنی پاکٹ بک میں رکھا اور اُس میں سے ایک ہیئر کلپ نکال لیا۔ وہ کلپ دراصل ایک مائیکروفون تھا۔ ایڈیٹر نے اُسے ہر وقت بالوں میں لگائے رکھنے کی ہدایت دی تھی۔ اُس کے ذریعے گفتگو ریکارڈ کی جا سکتی تھی۔ "اس طرح کوئی آپ پر بعد میں جھوٹ گھڑنے کا الزام نہیں لگا سکے گا۔" ایڈیٹر نے وضاحت کی تھی۔

☆=========☆=========☆

کیلاش کو اپنی بائیں کنپٹی پھڑکتی محسوس ہو رہی تھی۔ درد کا ہدف اُس کی بائیں آنکھ تھی۔ اُس کے سامنے سنجے اور شیکھر بیٹھے تھے۔ وہ اس وقت اُس کے ہی بنگلے میں تھے' جو آشرم کا سب سے مہنگا بنگلا تھا۔

شیکھر کا کہنا تھا کہ رات کے کھانے سے پہلے ایک کانفرنس ہونی چاہئے۔ "وقت بہت کم ہے۔ ہمیں اپنی حکمتِ عملی فوراً ترتیب دینی ہے۔ نہیں تو کام بہت مشکل ہو جائے گا۔"

کیلاش پریشان تھا۔ زندگی جیل کی سلاخوں کے پیچھے گزارنے کا تصور اُس کے لئے

بے حد روح فرسا تھا۔

"تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔" شیکھر نے کہا۔ "یا تو تمہاری اصل کہانی پر ڈٹے رہیں.........."

"میری اصل کہانی؟" کیلاش چڑ گیا۔

"میری بات سن لو۔ تم سوا نو بجے لیلیٰ کے اپارٹمنٹ سے نکلے' اپنے اپارٹمنٹ گئے۔ وہاں سے تم نے سنجے کو فون کرنے کی کوشش کی۔" اتنا کہہ کر شیکھر' سنجے کی طرف مڑا

"افسوس ناک بات یہ ہے کہ تم نے فون ریسیو نہیں کیا۔ ورنہ کوئی مسئلہ ہی نہ ہوتا۔"

"میں ٹی وی پر اپنا پسندیدہ پروگرام دیکھ رہا تھا۔ پھر فون کا ریکارڈر آن تھا۔ میں نے سوچا' کوئی پیغام ہو گا تو ریکارڈ ہو جائے گا اور میں بعد میں جوابی فون کر لوں گا اور میں حلفیہ بیان دے سکتا ہوں کہ گھنٹی کیلاش کے بیان کے مطابق نو بج کر بیس منٹ پر بجی تھی۔"

"تم نے پیغام ریکارڈ کیوں نہیں کرایا کیلاش؟" شیکھر نے کیلاش سے پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے مشینوں سے باتیں کرنا اچھا نہیں لگتا۔ خاص طور پر سنجے کی مشین سے۔" کیلاش کے ہونٹ بھنچ گئے۔ سنجے نے اپنے ریکارڈر میں ملباری ملازم کی آواز کی نقل بھر رکھی تھی اور کیلاش کو ملباری لہجہ میں زہر لگتا تھا۔

"تم نے فون کیوں کیا تھا سنجے کو؟"

"میں بہت زیادہ نشے میں تھا۔ کچھ ایسا یاد پڑتا ہے کہ میں اسے بتانا چاہتا تھا کہ میں کچھ دنوں کے لئے شہر چھوڑ رہا ہوں۔"

"خیر.......... اگر سنجے نے وہ کال ریسیو کر بھی لی ہوتی تو تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ نو بج کر بیس منٹ کی کال نو بج کر اکتیس منٹ پر لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں تمہاری غیر موجودگی تو ثابت نہیں کر سکتی۔"

"تو میں یہ بیان دے سکتا ہوں کہ نو بج کر اکتیس منٹ پر میں کیلاش سے فون پر بات کر رہا تھا۔" سنجے نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"اب تم اپنے بیان سے پھر نہیں سکتے۔ پھرو گے تو گواہ کی حیثیت سے ناقابلِ اعتبار قرار پاؤ گے۔" شیکھر نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

کیلاش اٹھا اور کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اُس نے سوچا تھا کہ مَردوں کے آشرم جا

کر ایکسر سائز کرے گا لیکن شیکھر مُصر تھا کہ گفتگو بہت ضروری ہے۔ کیلاش سوچنے لگا کہ عمر قید تو بہت دور کی بات ہے۔ میری تو آزادی مقدمے کی باقاعدہ سماعت شروع ہونے سے پہلے ہی سلب ہو گئی ہے۔

وہ بیٹھا لیلیٰ کی یادوں سے کھیلتا رہا۔ لیلیٰ سے پہلی بار وہ آشرم ہی میں ملا تھا۔ لیلیٰ کو آشرم بہت اچھا لگتا تھا۔ کیلاش کو بھی اچھا لگنے لگا۔ یہ وہ جگہ تھی' جہاں وہ اُس لیلیٰ سے ملا تھا جس سے اسے محبت تھی۔

اچانک اسے خیال آیا کہ وکیل کچھ کہہ رہا ہے۔ اُس نے اپنی سماعت کو مرکوز کرنے کی کوشش کی۔ "یا تو ہمیں نینا کے اور اس عینی شاہد عورت کے بیان کی نفی کرنا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم اُن کے بیان کو کسی طرح اپنے حق میں موڑ ڈالیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟" کیلاش نے کہا۔ اس لمحے اُسے شیکھر سے نفرت محسوس ہوئی۔ میری آزادی داؤ پر لگی ہے اور یہ کتنے مزے سے باتیں بنا رہا ہے۔ جیسے شطرنج کی کسی بازی کے متعلق بات کر رہا ہو۔ کیلاش کو اُس کے ساتھ بیٹھنا گراں گزرنے لگا۔

"تمہیں اشارے سے ٹیکسی کو روکنا یاد نہیں ہے؟" شیکھر نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"مجھے یہ بتاؤ کہ اُس رات کے بارے میں جو تمہیں آخری بات یاد ہے' وہ کیا ہے؟"

"میں نے لیلیٰ کے ساتھ کافی وقت گزارا۔ اُس کی کیفیت ہسٹریائی تھی۔ وہ بار بار مجھ پر بے وفائی کا الزام لگاتی رہی جبکہ میں ایسا نہیں ہوں۔ دراصل لیلیٰ کو بہت اندر عدم تحفظ کا احساس مارے جا رہا تھا۔ مردوں کے سلسلے میں اس کے تجربات بہت تلخ تھے۔ اُس نے بہت پہلے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ کبھی کسی مرد پر اعتبار نہیں کرے گی۔ جب سے مجھ سے تعلق استوار ہوا تھا' اُس کی یہ بے اعتباری کنٹرول میں تھی لیکن کبھی کبھی اُس پر رقابت کے دورے سے پڑتے تھے۔" اُسے فلیٹ کا وہ منظر یاد آ گیا۔ لیلیٰ نے اُس پر بے وفائی کا الزام لگایا۔ اُس پر جھپٹی اور اُس کا منہ نوچ لیا۔ وہ اُس کے دونوں ہاتھ تھام کر اُسے دھکیلنے کی کوشش کرتا رہا۔ اُس وقت وہ کیا محسوس کر رہا تھا؟ غصہ' نفرت' بیزاری؟

"تم نے اُسے منگنی کی انگوٹھی واپس دینے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں' لیکن اس نے انکار کر دیا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"نینا نے فون کیا۔ لیلیٰ ماؤتھ پیس میں سسکتی رہی.......... مجھ پر چیختی رہی —— دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ میں نے اسے فون رکھنے کو کہا۔ میں اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا کہ وہ مجھ پر شک کیوں کر رہی ہے لیکن وہ میری بات سننے پر آمادہ ہی نہیں تھی۔ تھک ہار کر میں اپارٹمنٹ سے نکل آیا اپنے اپارٹمنٹ پہنچ کر میں نے سنجے کو فون کرنے کی کوشش کی۔ پھر شرٹ بدلی اور باہر آ گیا۔ اُس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں۔ مجھے ہوش آیا تو میں رم جھم نائٹ کلب میں تھا۔"

"کیل! اس کہانی کی مدد سے تو وکیلِ استغاثہ تمہیں ڈبو دے گا۔ تمہارے وکیل کی حیثیت سے میں تمہیں بتا دوں کہ یہ کوئی اچھا دفاع نہیں ہے' ہاں' نینا کی گواہی تمہارے خلاف نہ ہوتی تو کوئی پروا نہیں تھی۔ اُس نام نہاد گواہ عورت کے تو میں گواہوں کے کٹہرے میں پرخچے اُڑا دیتا ہے لیکن نینا کے بیان کے بعد اُس عورت کی شہادت مؤثر ہو جاتی ہے۔"

"تو اب کیا کیا جا سکتا ہے؟" سنجے نے پوچھا۔

"ہم ایک جُوا کھیل سکتے ہیں۔ کیلاش' نینا کے بیان کی تائید کر دے اور تسلیم کر لے کہ وہ دوبارہ اپارٹمنٹ میں گیا۔ لیلیٰ کی کیفیت اُس وقت بھی ہسٹریائی تھی۔ اُس نے ریسیور پٹخا اور ٹیرس کی طرف بھاگی۔ ایک رات پہلے اُس کی ذہنی اور جذباتی کیفیت کتنی خراب تھی' اس کی گواہی ایمپائر ریسٹورنٹ میں موجود لوگ دے سکتے ہیں۔ خود اُس کی بہن اعتراف کرتی ہے کہ لیلیٰ شراب پیے جا رہی تھی۔ اسی کیفیت میں اُس نے قلم چھوڑی۔ اپنے ایجنٹ کو برطرف کیا اور تم سے منگنی توڑی۔ ایسے میں لوگ خودکشی کرتے رہے ہیں۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ تم کہہ سکتے ہو کہ تم نے اُسے بچانے کی کوشش کی۔ اُس عورت راگنی کی شہادت بھی غیر مؤثر ہو جائے گی۔ کہا جائے گا کہ تم لیلیٰ کو خودکشی کرنے سے روک رہے تھے جبکہ راگنی کو ایسا لگا کہ تم اُسے دھکا دے رہے ہو۔"

"ہاں' بات بن سکتی ہے۔" سنجے نے پُرامید لہجے میں کہا۔ "اور اسی صدمے کی وجہ سے کیلاش کا ذہن بلیک آؤٹ ہو گیا۔ کلب میں اُس کے ڈپریس ہونے کا سبب بھی یہی

ٹھہرے گا۔"

"اس تھیوری میں ایک خرابی ہے۔ یہ بات تسلیم کرنے کے بعد کہ میں دوبارہ لی کے اپارٹمنٹ میں گیا تھا' میں صرف عدالت کے رحم و کرم پر رہوں گا۔ اگر وہ اس نتیجے پہنچے کہ میں اُسے بچا نہیں رہا تھا بلکہ دھکا دے رہا تھا تو میرے پاس کوئی ڈیفنس نہیں رہ گا۔" کیلاش نے اعتراض اٹھایا۔

"ہاں' یہ خطرہ تو تمہیں مول لینا ہی پڑے گا۔" شیکھر نے کہا۔

کیلاش نے آگے بڑھ کر تمام فائلیں سمیٹیں اور شیکھر کے بریف کیس میں ٹھونس دیں۔ "میں یہ خطرہ مول نہیں لوں گا۔" اُس نے کہا۔ "کوئی نہ کوئی حل تو ہو گا........ اور میں ہر قیمت پر حل تلاش کروں گا کیونکہ میں زندگی جیل میں گزارنے کا کوئی ارا نہیں رکھتا۔"

☆=========☆=========☆

ٹھاکر سرجیت ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کی طرف متوجہ تھا۔ کملا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی تھی۔ وہ عمر میں ٹھاکر سے چار سال بڑی تھی۔ اُن دونوں کی ملاقات کملا کے شوہر کے انتقال کے فوراً بعد ہوئی تھی۔ کملا نے پانچ سال اپنے بڈھے مگر دولت مند شوہر کی بڑی خدمت کی تھی اور مرنے کے بعد اُسے اس کا یہ صلہ ملا تھا کہ کئی لاکھ کا بینک بیلنس اور یہ پراپرٹی اب اُس کی ملکیت تھی' جس کو اُس نے ٹھاکر کے مشورے سے سندرتا آشرم میں تبدیل کر ڈالا تھا۔

ٹھاکر کے التفات کو کملا نے بغیر کسی شک و شبہے کے فوراً ہی قبول نہیں کر لیا تھا۔ وہ تجربے کار تھی۔ جانتی تھی کہ اپنے سے بڑی عمر کی کسی عورت پر کوئی مرد بغیر کسی سبب کے ملتفت نہیں ہوتا۔ ابتدا میں تو وہ ٹھاکر کا مذاق اڑاتی رہی۔ اُسے احساس بھی نہ ہوا کہ وہ سنجیدگی سے اس میں دلچسپی لے رہی ہے پھر ٹھاکر نے تجویز پیش کی کہ ہوٹل کو سندرتا آشرم میں تبدیل کر دیا جائے۔ اس پر جو اخراجات آ رہے تھے۔ وہ بہت زیادہ تھے لیکن ٹھاکر کا کہنا تھا کہ وہ اخراجات نہیں' سرمایہ کاری ہے۔ پھر آشرم کے افتتاح سے پہلے ہی انہوں نے شادی کر لی۔

ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے کملا نے آہ بھری۔ "کیا بات

ہے؟" ٹھاکر نے اُس سے پوچھا۔

"تم جانتے ہو۔" کملا نے جواب دیا۔ وہ ٹھاکر کے ساتھ بہت خوش رہی تھی۔ اُسے ٹھاکر کو یہ بتانے کی جرأت کبھی نہ ہوئی تھی کہ وہ اُس سے کتنی محبت کرتی ہے۔ وہ ڈرتی تھی کہ اس اطلاع کے روپ میں وہ ٹھاکر کو ایک ایسا ہتھیار تھما دے گی جو ہمیشہ اُس کے خلاف استعمال ہوتا رہے گا۔ وہ ٹھاکر پر نظر رکھتی تھی۔ ٹھاکر پُرکشش آدمی تھا۔ آشرم میں مہمان' متمول عورتیں اُس سے فلرٹ کرنے کی کوشش کرتی رہی تھیں۔ مگر ٹھاکر اُن سے دور بھاگتا تھا۔ صرف لیلیٰ ایک ایسی عورت تھی' جسے دیکھ کر ٹھاکر کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ کملا کو بھی صرف لیلیٰ ہی کی طرف سے خوف تھا۔

پھر اُس نے سوچا' ممکن ہے میں غلطی پر ہوں۔ کیونکہ ٹھاکر بظاہر لیلیٰ کو ناپسند کرتا تھا۔ اُس سے نفرت کرتا تھا۔ دوسری طرف لیلیٰ اُس کا مذاق اُڑاتی تھی' لیکن لیلیٰ.......... وہ تو تمام مردوں کا مذاق اُڑاتی تھی' مردوں سے نفرت کرتی تھی۔

اُس نے ہاتھ بڑھا کر ٹھاکر کا ہاتھ تھام لیا۔ "تمہارے خیال میں نینا کا ردِ عمل کیا ہو گا؟" اُس نے پوچھا۔

"بہت خراب۔"

"میرا حوصلہ پست مت کرو۔ تم جانتے ہو کہ میں یہ کوشش کرنے پر مجبور ہوں۔ یہی ہماری بچت کی واحد صورت ہے۔" کملا کا لہجہ ہذیانی تھا۔

☆=========☆=========☆

آشرم کی مرکزی عمارت میں سات بجے جلترنگ بجے۔ یہ اعلان تھا کہ کاک ٹیل کا وقت شروع ہو گیا ہے۔ جلترنگ' بجتے ہی بنگلوں سے آشرم آنے والے راستوں پر مہمان نمودار ہوئے۔ ایک دوسرے سے علیک سلیک ہوتی رہی۔ افراد چھوٹے بڑے گروپس میں ڈھل گئے۔ عمارت کا برآمدہ روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔ باوردی ویٹر الکحل سے پاک کاک ٹیل کے جام مہمانوں کو سرو کرنے لگے۔ سندرتا آشرم میں اصلی کاک ٹیل اور اصلی شرابوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔

آشرم کی مرکزی عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے نینا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ بالآخر اُسے کچھ پرانے چہرے نظر آئے۔ اُن میں بیگم زرینہ تھیں جو آشرم کے افتتاح کے

بعد سے اب تک باقاعدگی سے یہاں آتی رہی تھیں۔ رانی چاند نگر تھیں، جن کا بڑھاپا اب چھپائے نہیں چھپتا تھا۔

کملا نے اُسے لپٹا لیا۔ "بہت پیاری لگ رہی ہو نینا۔" اُس نے کہا.......... اور نینا کو یک لخت سب کچھ بھلا لگنے لگا۔ اُس نے ویٹر سے الکحل سے پاک شراب کا جام لیا۔ اُسے یاد آیا۔ لیلیٰ شراب پر پابندی کے سلسلے میں کملا کا بڑا مذاق اُڑاتی تھی۔ اُس نے ایک بار کہا تھا۔ "چڑیا! یہاں آنے والے آدھے سے زیادہ لوگ شرابی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے لئے چھپا چھپا کر شرابیں لاتے ہیں۔ اس کے باوجود اُن کی شراب نوشی کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح اُن کا وزن کم ہو جاتا ہے اور کریڈٹ آشرم کو ملتا ہے اور کیا سمجھتی ہو؟ ٹھاکر کی اپنی اسٹڈی میں اعلیٰ درجے کی شرابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔" اس کے ساتھ ہی نینا چونکی۔ پھر وہی لیلیٰ کا خیال! مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔ اُس نے یہاں تو مجھے لیلیٰ کی موجودگی کا احساس ہو رہا ہے۔ جیسے وہ مجھ تک پہنچنا.......... مجھے کچھ بتانا چاہ رہی ہو۔

"نینا.......... نینا.......... رانی صاحبہ کچھ کہہ رہی ہیں تم سے۔"

کملا کی نروس آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اُسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ رانی چاند نگر اُس سے ہم کلام ہیں۔ اُس نے رانی صاحبہ سے معذرت کرتے ہوئے نرمی اور محبت سے اُن کا ہاتھ تھام لیا۔ رانی صاحبہ مسکرائیں۔ "میں نے تمہاری فلم 'آکاش' دیکھی گڑیا۔ اب تم میں فنی پختگی آ رہی ہے۔" انہوں نے کہا۔

نینا کو رانی صاحبہ کی سُوجھ بُوجھ پر پیار آ گیا۔ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ لیلیٰ کا تذکرہ مناسب نہیں رہے گا۔

"شکریہ رانی صاحبہ! دراصل کردار بہت جان دار تھا۔" نینا نے کہا۔ پھر اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ کملا کی طرف مُڑی۔ "بڑی دیدی.......... سنتوش اور رادھا بھی ہیں؟" اُس نے اشارہ کیا۔

"ہاں، انہوں نے آج صبح ہی فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔ میں تمہیں بتانا بھول گئی۔ کوئی حرج تو نہیں ہے نا..........؟"

"نہیں، لیکن.........." نینا کہتے کہتے رک گئی۔ وہ سنتوش سے شرمندہ تھی۔ مرنے

سے ایک دن پہلے ایمپائر ریسٹورنٹ میں لیلیٰ نے اُسے سب کے سامنے ذلیل کیا تھا۔ حالانکہ آخری ایام کی چند غلطیوں کے باوجود ماضی میں لیلیٰ کو اہم اور اچھے کردار دلانے کے لئے سنتوش نے بہت دوڑ دھوپ کی تھی جبکہ لیلیٰ کے لئے وہ کوئی اچھے دن نہیں تھے۔ سنتوش اس سلوک کا مستحق نہیں تھا اور رادھا.......... رادھا اور لیلیٰ میں دوستی تھی لیکن دوستی کے پردے میں پیشہ ورانہ اور ذاتی رقابت ہمیشہ رہی تھی۔ لیلیٰ نے رادھا سے کیلاش کو چھین لیا تھا اور لیلیٰ کی موت کے بعد رادھا نے 'دُکھ ہزار' میں لیلیٰ کا رول قبول کر کے اپنا کیریئر تقریباً تباہ کر لیا تھا۔ دوسری طرف سنتوش کو لیلیٰ کی ذات سے مالی فوائد بے حساب حاصل ہوئے تھے اور جہاں تک رادھا کا تعلق تھا، اُس نے کیلاش کے معاملے میں لیلیٰ کو نیچا دکھانے کے لئے ہر حربہ آزمایا تھا۔ نینا نے سوچا، رادھا کامیاب ہو جاتی تو لیلیٰ اب بھی زندہ ہوتی۔

اُن دونوں نے بھی نینا کو دیکھ لیا اور اُسے دیکھ کر حیران ہوئے۔ رانی صاحبہ، رادھا کو دیکھ کر بڑبڑائیں۔ "یہ کیا وبال آ گیا۔"

وہ دونوں اُسی طرف آ رہے تھے۔ نینا نے رادھا کو ناقدانہ نظروں سے دیکھا۔ آخری بار اُس نے رادھا کو لیلیٰ کی موت پر دیکھا تھا۔ رادھا بہت اچھی اور ترو تازہ لگ رہی تھی۔ اُس کی مسکراہٹ بجلیاں گراتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ نینا سے جس انداز میں ملی، اس سے کوئی بھی دھوکا کھا سکتا تھا۔ کم بخت عام زندگی میں زیادہ اچھی اداکاری کرتی تھی۔ اس وقت اُسے دیکھ کر لگتا تھا کہ دنیا میں نینا سے اُس جتنی محبت کوئی بھی نہیں کرتا ہو گا۔ پھر سنتوش اپنی مخصوص سوگوار مسکراہٹ کے ساتھ آگے بڑھا۔ لیلیٰ نے اس کا نام تاجر رکھا تھا۔ وہ کہتی تھی۔ "چڑیا! سنتوش میرے لئے محنت دوڑ دھوپ کرتا ہے تو اس لئے کہ میری وجہ سے اُس کے بینک اکاؤنٹ میں بڑی بڑی رقمیں جمع ہوتی ہیں.......... لیکن جس روز بھی میں اُس کے لئے بے مصرف ہو گئی، یہ میری لاش پر سے پھلانگتا ہوا گزر جائے گا، پلٹ کر دیکھے گا بھی نہیں کہ کس کو پھلانگا ہے۔" اور نینا جانتی تھی کہ سنتوش نے فلم 'دُکھ ہزار' میں بھاری سرمایہ کاری کی تھی.......... اور شاید وہ بھی قرض لے کر۔

"کیا حال ہے نینا؟" سنتوش نے کہا۔ "مجھے توقع نہیں تھی کہ آئندہ ہفتے سے پہلے تمہاری جھلک بھی نظر آئے گی۔"

آئندہ ہفتے! نینا نے سوچا۔ شاید آئندہ ہفتے رادھا اور سنتوش صفائی کے گواہوں کی حیثیت سے پیش ہوں گے۔ گواہی دیں گے کہ لیلیٰ ذہنی طور پر دیوانگی کی حد تک تباہ ہو چکی تھی۔

"تم یہاں انسٹرکٹر کی حیثیت سے آئی ہو؟" رادھا نے پوچھا۔

"نہیں، نینا کو میں نے مدعو کیا ہے۔" کملا نے تیز لہجے میں کہا۔

کملا نروس تھی اور نینا کی سمجھ میں اس کی وجہ نہیں آ رہی تھی۔ کملا کی آنکھیں اِدھر اُدھر کچھ تلاش کر رہی تھیں اور اُس نے نینا کا ہاتھ یوں تھام رکھا تھا، جیسے اُس کے کھو جانے کا ڈر ہو۔ اُسی لمحے نینا کو اپنے عقب سے ایک جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ لہجہ استعجابیہ تھا۔ "نینا.......... تم یہاں؟" نینا نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ سنجے تھا.......... قابلِ اعتماد سنجے۔ اُس تک لیلیٰ کی موت کی خبر سنجے نے ہی پہنچائی تھی۔ وہی اُس رات اُسے دلاسہ دیتا رہا تھا۔ اُس کے دُکھ سنتا رہا تھا۔ اُسی نے پولیس کو بیان دینے میں اُس کی مدد کی تھی۔ کیلاش کو بھی وہی ڈھونڈ کر لایا تھا۔ پچھلے چھ ماہ میں وہ سنجے سے تین چار بار ملی تھی۔ اُن کے درمیان ایک خاموش سمجھوتا تھا۔ لیلیٰ کا مقدمۂ قتل کبھی موضوعِ گفتگو نہیں بنتا تھا لیکن بالواسطہ ہی سہی، کیس کا کوئی نہ کوئی حوالہ نکل ہی آتا تھا۔ نینا کو کیلاش کے بارے میں سنجے ہی سے پتا چلا تھا کہ وہ چڑچڑا رہنے لگا ہے۔ اُس کے اعصاب ٹوٹ رہے ہیں۔ اُس نے دوستوں سے ملنا بھی چھوڑ دیا ہے اور کاروبار پر توجہ دینا بھی۔ اور وہ بھی سنجے ہی تھا، جس نے اُس سے براہِ راست شک آمیز لہجے میں پوچھنے کی جرأت کی تھی۔ "تمہیں یقین ہے نینا، کہ تم نے ساڑھے نو بجے فون پر کیلاش کی آواز سنی تھی؟" ایسے ہی ایک موقع پر نینا نے چڑچڑے پن سے کہا تھا۔ "مقدمے کا فیصلہ ہونے تک تم مجھ سے مت ملنا۔ میں جانتی ہوں تمہاری وفاداریاں کس کے ساتھ ہیں۔"

سوال یہ تھا کہ سنجے یہاں سندر رتا آشرم میں کیا کر رہا ہے؟ اسے تو کیلاش کے ساتھ ہونا چاہئے تھا.......... مقدمے کی تیاری میں مصروف۔ پھر اُس کی نظر کیلاش پر پڑی۔ گھبرا کر پیچھے ہٹی۔ اُس کا گلا خشک ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ دل جیسے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ پچھلے چند ماہ کے دوران اُس نے نہ جانے کیسے کیلاش کے تصور کو اپنے شعور سے نکالے رکھا تھا مگر وہ خوابوں میں ہمیشہ کسی سائے کی طرح نظر آتا۔ اُس کے

قاتل ہاتھ لیلیٰ کو ٹیرس کی ریلنگ سے پرے دھکیلنے کی جدوجہد میں مصروف رہتے۔ نگاہوں میں بے رحمی ہوتی۔

اور اب وہ سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں آ رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی سب سے نمایاں اور سب پر چھایا ہوا نظر آ رہا تھا۔ غصے اور نفرت کی شدت سے نینا کا بُرا حال ہو گیا۔ اُس کا جی چاہا کہ وہ اُس پر جھپٹ پڑے، منہ نوچ لے اُس کا، اُسے اپنے حلق میں تلخی گھلتی محسوس ہوئی۔ اُس کا جی متلانے لگا۔

رادھا نے کیلاش کو دیکھ کر خوشی سے نعرہ لگایا اور لوگوں کو ایک طرف ہٹاتی اُس کی طرف لپکی۔ تمام لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ نینا کسی معمول کی طرح اُن کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُسے وہ سب خواب سا لگ رہا تھا۔ رادھا کیلاش کے پاس پہنچ کر اُس سے لپٹ گئی تھی مگر کیلاش اُسے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر کیلاش نے سر اُٹھایا۔ اُس کی نظر نینا پر پڑی۔ اُس کی نگاہوں میں دُکھ اور صدمے کا تاثر اُبھرا۔ اُسے ہر طرف غیر معمولی خاموشی کا احساس ہو رہا تھا۔ لوگ اپنی اپنی گفتگو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

نینا نے اُسے بغور دیکھا۔ وہ اپنی عمر سے بڑا لگ رہا تھا۔ اُس کے چہرے پر اور آنکھوں کے نیچے لیلیٰ کی موت کے بعد جو لکیریں نمودار ہوئی تھیں، اب اور گہری ہو چکی تھیں۔ لیلیٰ نے اس شخص سے اتنی محبت کی اور اس نے لیلیٰ کو قتل کر دیا۔ نفرت کی ایک لہر نینا کے وجود میں دوڑ گئی۔ پھر کیلاش نے اُسے پکارا نینا کا خون کھول اٹھا۔ اُسے جرأت کیسے ہوئی اُسے پکارنے کی؟ شدید نفرت نے اُس کے سکوت کو توڑ دیا۔ وہ تیزی سے پلٹی اور اندھا دُھند آگے بڑھی۔ اُسے اپنے پیچھے اونچی ایڑی کے سینڈلوں کی ٹھک ٹھک سنائی دی۔ کملا اُس کے پیچھے آ رہی تھی۔ نینا اُس کی طرف پلٹی۔ اُس کا چہرہ لال بھبوکا ہو رہا تھا۔ "کملا! یہ تم نے کیا حرکت کی؟ کیا کرنا چاہتی ہو تم؟" اُس نے بپھر کر کہا۔ زندگی میں پہلی بار اُس نے کملا کو اُس کے نام سے مخاطب کیا تھا۔

کملا اُسے میوزک روم کی طرف کھینچنے لگی۔ "نینا! یقین کرو میں جو کچھ کر رہی ہوں غلط نہیں ہے۔" کملا نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"میں یقین نہیں کر سکتی۔" نینا نے زخمی لہجے میں کہا۔ تو کملا اس لئے نروس تھی۔ اب اور زیادہ نروس ہو گئی تھی۔ اُس کا جسم لرز رہا تھا۔

"نینا! پچھلی بار تم نے خود مجھے بتایا تھا کہ تمہیں یقین نہیں آتا کہ کیلاش، لیلیٰ کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے اور مجھے تو اس پر کبھی یقین نہیں آئے گا۔ میں کیلاش کو تم سے بہت پہلے سے.......... تم سے بہت زیادہ جانتی ہوں۔ تم غلطی پر ہو۔ مہلک غلطی کرنے والی ہو۔ یاد رکھو، اُس رات ایمپائر ریسٹورنٹ میں مَیں بھی موجود تھی۔ لفظ سفّاک سہی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ لیلیٰ پاگل ہو گئی تھی۔ تم بھی جانتی ہو یہ بات، اور تم سے وقت کے معاملے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ اب آئندہ چند روز کیلاش کو غور سے دیکھو کہ وہ تمہیں منش لگتا ہے یا راکھشس۔ یاد کرو کہ وہ لیلیٰ سے کتنی محبت کرتا تھا۔" کملا کی آواز کسی سے مشابہ تھی۔ اُس نے نینا کا بازو سختی سے دبوچ لیا۔ "میں تمہیں جانتی ہوں۔ تم جیسے سچے اور کھرے لوگ میں نے بہت کم دیکھے ہیں۔ تم تو بچپن ہی سے سچ بولنے کی عادی ہو۔ تمہاری ایک جذباتی غلطی نے کیلاش کو عمر بھر کے لئے تنگ و تاریک کوٹھری میں بھیج دیا تو تم خود کو کبھی معاف نہیں کر سکو گی۔"

نینا نے سختی سے اُس کا ہاتھ ہٹا دیا۔ "سچ اور جھوٹ کا فیصلہ عدالت میں ہو گا۔ اب مجھ پر ایک مہربانی کرو۔ ٹیکسی منگوا دو میرے لئے۔" اُسی وقت جلترنگ نے ڈنر کا اعلان کیا۔

"میں تمہیں اس طرح نہیں جانے دوں گی۔"

"ہاں، یہ بتاؤ، ڈورا کا پتا یا فون نمبر ہے تمہارے پاس؟" نینا نے پوچھا۔ کملا نے نفی میں سرہلایا۔ "وہ واپس کب آئے گی؟"

"کل رات۔" کملا نے جواب دیا۔ پھر نینا کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ "نینا! میں تمہاری بنتی کرتی ہوں.........."

اُسی لمحے دروازہ کھلا۔ نینا نے گھوم کر دیکھا۔ ٹھاکر دروازے میں کھڑا تھا۔ "نینا! میں نے کملا کو سمجھایا تھا۔" اُس نے نرم لہجے میں کہا۔ "مگر اس کا خیال تھا کہ تم کیلاش کو دیکھو گی تو تمہیں بیتا ہوا اچھا وقت یاد آ جائے گا۔ یاد آ جائے گا کہ کیلاش لیلیٰ سے کتنی محبت کرتا تھا لیکن کملا کو اندازہ نہیں تھا۔ کیلاش بھی تمہیں دیکھ کر اتنا ہی اَپ سیٹ ہے جتنی تم ہو۔"

"اُسے ہونا بھی چاہئے۔ اب تم لوگ مجھے جانے دو۔"

"نینا.......... اِس وقت کہاں جاؤ گی۔" ٹھاکر نے التجائیہ لہجے میں کہا۔ "یہاں سیزن کا رش ہے، کسی ہوٹل میں بھی کمرا نہیں ملے گا۔ تم یہاں سکون سے رہو، کل رات ڈورا سے مل کر چلی جانا۔"

بات معقول تھی۔ نینا سوچ میں پڑ گئی۔ کملا رونے لگی۔ "نینا! پلیز، مجھے معاف کر دو۔ میری نیت خراب نہیں تھی، تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔"

نینا کا غصہ تیزی سے معدوم ہو گیا۔ اُس کی جگہ کھوکھلے پن نے لے لی۔ کملا پھر کملا تھی۔ نینا کو وہ وقت یاد تھا، جب کملا، لیلیٰ کو کاسمیٹکس کے کمرشل کے لئے بھیج رہی تھی اور لیلیٰ ہچکچا رہی تھی۔ تو کملا نے اُسے سمجھایا۔ "دیکھو لیلیٰ، انہیں تمہاری ضرورت نہیں لیکن تمہیں جانا ہے۔ اپنے لئے جگہ بناؤ.......... زبردستی۔ میں جانتی ہوں کہ تم موزوں ہو۔ تم میں صلاحیتیں ہیں لیکن خود کو تسلیم کرانا تمہارا کام ہے۔ دنیا میں کبھی کسی کو بیٹھے بٹھائے سب کچھ نہیں ملتا۔" اور وہ لیلیٰ کی کامیابی کا نقطۂ آغاز تھا۔

"کیلاش کون سے ڈائننگ روم میں ہو گا؟" نینا نے تھکے تھکے لہجے میں پوچھا۔

"سائپرس روم میں۔" ٹھاکر نے پُرامید لہجے میں کہا۔ "وہاں سنتوش اور رادھا بھی ہوں گے۔ تمہیں رانی چاند نگر نے اپنی ٹیبل پر بلایا ہے۔ وہ اوشن روم میں ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ڈورا سے ملنے تک یہاں رکوں گی۔" نینا نے کملا کو سخت نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور کملا اب میں تمہیں وارننگ دے رہی ہوں۔ کیلاش میری بہن کا قاتل ہے۔ اب ہمارے درمیان اتفاقیہ ملاقات کرانے کی کوشش نہ کرانا ورنہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

☆==========☆==========☆

اسموکرز کی وجہ سے ڈائننگ ہال کو شیشے کی دیوار کے ذریعے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ سائپرس روم میں اسموکنگ ممنوع تھی۔ اوشن روم میں کوئی بھی بیٹھ سکتا تھا، کوئی کہیں بھی بیٹھ سکتا تھا۔ البتہ ٹھاکر اور کملا کے لئے ایک میز مخصوص تھی اور اُن کے خاص مہمانوں کی بات اور تھی۔ نینا نے اوشن روم کے دروازے پر کھڑے ہو کر رانی چاند نگر کی تلاش میں اِدھر اُدھر دیکھا اور نظر پڑتے ہی ہاتھ لہرایا۔ پھر وہ اُن کی میز کی طرف بڑھ گئی۔

مسئلہ بیٹھنے کے بعد کھلا۔ وہ جہاں بیٹھی تھی، وہاں سے کملا کی میز صاف طور پر نظر آ رہی تھی۔ وہ سب ساتھ بیٹھے تھے۔ کملا، ٹھاکر، سنتوش، رادھا، کیلاش اور سنجے۔ اُن کے علاوہ دو افراد اور بھی تھے۔ رُما.......... ایک کروڑ روپے کی لاٹری والی اور ایک کوئی معمر شخص تھا۔

نینا جیسے تیسے کھانا کھاتی رہی۔ اُس کی کوشش تھی کہ رانی صاحبہ اور ان کے مہمانوں سے خوش خلقی سے گفتگو بھی کرے لیکن بلا ارادہ اُس کی نظریں کیلاش کی طرف اُٹھ جاتی تھیں۔ وہ مقناطیس کی طرح اب بھی اُسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ رانی صاحبہ نے بھی یہ بات محسوس کر لی۔ انہوں نے کہا۔ "دیکھ بھی سہی، اُس کی شخصیت کا طلسم اِن حالات میں بھی قائم ہے! ہے نا؟ میں نے عہد کیا تھا کہ اس کے بارے میں بات نہیں کروں گی لیکن تم تو جانتی ہو، میں کیلاش کو اُس کے بچپن سے جانتی ہوں، پہلے یہاں ہوٹل تھا۔ اس کے دادا دادی اُسے یہاں لائے تھے۔"

یہ عجیب بات تھی۔ بڑے اور مشہور لوگوں کے درمیان بھی کیلاش بے حد نمایاں رہتا تھا۔ اُس کے انداز میں ایک بے ساختہ وقار تھا۔ اُس کی مسکراہٹ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔

رادھا نے کیلاش کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ کیلاش نے بڑی نرمی اور آہستگی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ وہ، سنجے اور معمر شخص جلد ہی اٹھ گئے۔ نینا نے انہیں اٹھتے دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ وہ اُٹھ کر برآمدے میں آئی اور اپنے بنگلے کی طرف جانے والے راستے پر چل دی۔ اُسے تنہائی کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔ ایک ناقابلِ فہم گہری اُداسی اُس کے وجود میں اُتر گئی تھی۔ وہ لیلیٰ کی موت کے دکھ سے بڑی اور مہیب اُداسی تھی۔ وہ اُن لوگوں کے متعلق سوچ رہی تھی، جو اُس کی اور لیلیٰ کی زندگی کا حصہ تھے۔ وہ انہیں قریبی دوست سمجھتی تھی مگر اُن کی اصلیت اب کھلی تھی۔ انہیں لیلیٰ کے قاتل سے ہمدردی تھی۔ وہ اُس کی طرف سے گواہی دینے بمبئی آنے والے تھے۔ کملا، ٹھاکر، سنتوش، رادھا.......... سب ایک جیسے تھے۔

اپنے بنگلے میں پہنچ کر وہ اندر جانے کے بجائے برآمدے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔ سامنے آشرم کی مرکزی عمارت جگمگا رہی تھی۔ وہاں وہ سب لوگ اکٹھے ہو گئے

تھے.......... سازشی ٹولہ! مگر انہیں یکجا کس نے کیا تھا.......... اور کیوں کیا تھا؟ وہ سوچتی رہی۔

☆==========☆==========☆

شیکھر نے چمڑے کا وہ خوب صورت کیس لا کر کیلاش کے سٹنگ روم میں میز پر رکھا اور اُسے کھولا۔ وہ ایک چلتا پھرتا چھوٹا سا بار تھا۔ اُس نے برانڈی کی بوتل نکالتے ہوئے کیلاش اور سنجے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ کیلاش نے نفی میں اور سنجے نے اثبات میں سر ہلایا۔ شیکھر نے دو جام بنائے۔ ایک سنجے کو دیا اور دوسرا ہاتھ میں لے کر شیشے کے سلائیڈنگ ڈور کی طرف چلا گیا۔ آسمان پر پورا چاند نکل آیا تھا۔ سمندر کا شور واضح طور پر سنائی دے رہا تھا۔ "نینا کی یہاں موجودگی تمہاری خوش بختی کی دلیل ہے۔ دلچسپ لڑکی ہے۔" شیکھر نے کہا۔

کیلاش خاموش رہا۔ سنجے اپنا جام گھماتا رہا۔ شیکھر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔ "تم دونوں کو تو پتا ہی نہیں چلا ہو گا۔ کیل.......... کھانے کے دوران وہ بار بار تمہیں دیکھتی رہی تھی اور ہر بار اُس کے چہرے پر عجیب تاثرات اُبھرتے تھے۔ اُداسی، بے یقینی اور نفرت۔ وہ سوچتی رہی ہے.......... اور مجھے لگتا ہے، اُس کے اندر کوئی چیز اُسے بتا رہی ہے کہ دو اور دو پانچ نہیں ہوتے۔"

"تم نہ جانے کہاں کی ہانک رہے ہو؟" سنجے نے خشک لہجے میں کہا۔

"دیکھو.......... میں کیلاش کو باعزت بری کرانے کی بھاری فیس وصول کر رہا ہوں۔ مجھے معلوم کرنا ہے کہ تمہارے حق میں کون سی چیز جاتی ہے۔ ویسے زاویہ بھی بہت اچھا تھا۔ میں نے نینا کے چہرے کے تاثرات واضح طور پر دیکھے۔ کیل.......... وہ تمہارے چہرے سے نگاہیں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔ وہ تمہاری محبت اور نفرت کے درمیان معلق ہے۔ مجھے اب یہ سوچنا ہے کہ میں اُس سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہوں اور کس طرح؟"

☆==========☆==========☆

سنتوش، رادھا کو اُس کے بنگلے تک چھوڑنے گیا۔ رادھا بہت چپ چاپ تھی اور یہ غیر معمولی بات تھی۔ سنتوش جانتا تھا کہ ڈنر بہت مہنگا پڑا ہے۔ رادھا نے کیلاش کے معاملے میں لیلیٰ کی فتح کو کبھی دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ اب جب کہ یہ لیلیٰ درمیان سے

ہٹ چکی تھی، وہ پھر کیلاش کو جیتنا چاہتی تھی لیکن کیلاش کا رویہ سرد تھا۔ اگر لاٹری
خریدنے والی خاتون رادھا کا دھیان نہ بٹاتی تو شاید رادھا وہیں رو دیتی۔ حیرت انگیز بات یہ
تھی کہ رُما کو سیریل گیتا' کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ رادھا
گیتا کے کردار کے لئے موزوں ترین اداکارہ ہے۔ دراصل سیریل گیتا ہندی کے ایک
سپرہٹ ناول پر بنائی جا رہی تھی۔ "میں نے تو ناول پڑھتے ہی اپنے پتی سے کہہ دیا تھا کہ
اس پر ٹی وی سیریل بننی چاہئے اور گیتا کا رول صرف اور صرف رادھا کر سکتی ہے۔" رُما
نے کہا تھا۔ اس اعتبار سے تو سب کچھ ٹھیک تھا لیکن رُما نے یہ کہہ کر اُس کی پسندیدہ ترین
اداکارہ لیلیٰ تھی' سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا تھا۔

بنگلے کی طرف جانے والے راستے پر جاپانی لالٹینوں کی طرز کے بلب روشن تھے۔ ان
کی وجہ سے شمشاد کے درختوں پر سائے تھرک رہے تھے۔ سنتوش کو آشرم کا ماحول ہمیشہ
کچھ عجیب سا لگتا تھا۔ اُس کے خیال میں کسی شاعر نے شمشاد کے درختوں کو بجا طور پر
بھوت قرار دیا تھا۔ سنتوش کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔

بنگلے کی طرف مڑتے ہوئے اس نے رادھا کا ہاتھ تھام لیا لیکن رادھا خاموش
رہی۔ سنتوش کو غصہ آنے لگا۔ پورے دن وہ رادھا کے موڈ کی سختیاں سہتا رہا تھا۔
اسے شب بخیر کہنے ہی والا تھا کہ رادھا نے کہا۔ "اندر چلو۔" گویا وہ اب بھی اس کی جان
چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔

"کچھ پلاؤ گی؟" اُس نے کہا۔

"بوتل میرے جیولری کیس میں ہے۔" رادھا نے کہا۔ "اس کے علاوہ شراب کے
لئے کوئی محفوظ جگہ ہے ہی نہیں۔ خادمائیں ہر چیز کی تلاشی لیتی ہیں۔"

سنتوش نے دو جام بنائے۔ ایک رادھا کو دیا اور پھر خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔
رادھا نے کچھ سوچنے کے بعد زبان کھولی۔ "آج رات کے متعلق کیا خیال ہے تمہارا؟"

"کیا مطلب' میں سمجھا نہیں کہ تمہارا اشارہ کس طرف ہے؟"

"تم خوب سمجھتے ہو۔" رادھا نے تلخ لہجے میں کہا۔ "کیلاش کو جب خود پر قابو نہیں
رہتا تو وہ آسیب زدہ نظر آتا ہے اور سنجے بھی بہت زیادہ فکر مند ہے' دوسری طرف کملا
ٹھاکر بہت زیادہ نروس ہیں۔ ڈنر کے دوران وہ وکیل تمام وقت نینا کو دیکھتا رہا اور

کیلاش کو.......... مجھے تو شروع ہی سے شک تھا کہ نینا' کیلاش پر بُری طرح مرتی ہے اور
وہ لاٹری جیتنے والی رُما.......... اگر آئندہ کملا نے اُسے میرے برابر بٹھایا تو میں اُس کا گلا
گھونٹ دوں گی۔"

"ایسی حماقت نہ کرنا' میں کوئی امکان رد نہیں کرتا۔ اگر تمہاری سیریل گیتا پٹ جائے
تو..........؟ اس صورت میں ہم رُما سے کسی فلم میں سرمایہ کاری کی توقع کر سکتے ہیں' اُس
سے بنائے رکھو۔"

"سرمایہ کاری تو کیلاش بھی کر سکتا ہے۔" رادھا نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"دیکھو رادھا.......... کیلاش کا امکان اپنی جگہ لیکن سنجے بہت محتاط آدمی ہے' اگر
کیلاش کو سزا ہو گئی تو کاروبار سنجے سنبھالے گا اور دوسری بات یہ کہ نینا کے معاملے میں
تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر اُسے کیلاش سے محبت ہوتی تو وہ اُس کی گردن میں پھانسی کا
پھندا ڈالنے کی کوشش کیوں کرتی' اگر وہ کہہ دے کہ وقت کے معاملے میں وہ پُریقین
نہیں تو کیلاش کو بری سمجھو۔"

"ایسی باتیں مردوں کی سمجھ میں بہت دیر سے آتی ہیں۔ تم نینا کو جانتے ہو' وہ بچپن
ہی سے خوش اخلاق ہے لیکن کھری۔ اُسے جھوٹ بولنا نہیں آتا' وہ اپنے لئے جھوٹ
نہیں بول سکتی' کیلاش کی خاطر کیا جھوٹ بولے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اُس رات کی
حقیقت جاننے کی بھرپور کوشش کرے گی اور ایسا جب بھی ہُوا' وہ بہت خطرناک ہو جائے
گی۔" رادھا نے جام نچاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یاد ہے' وہ رُما کہہ رہی تھی کہ لیلیٰ کا
اپارٹمنٹ موٹل کی طرح تھا۔ اس نے اپنے دوستوں کو اپارٹمنٹ کی چابیاں دے رکھی
تھیں کہ وہ بوقتِ ضرورت اسے استعمال کر سکیں اور سنتوش' اُس کے اپارٹمنٹ کی چابی
تمہارے پاس بھی تو تھی۔"

"ہاں اور تمہارے پاس بھی تھی۔" سنتوش نے سرد لہجے میں کہا۔

"درست.......... لیکن لیلیٰ کی موت کے وقت میں جوکی کلب میں تھی۔ ویٹر گواہی
دے سکتا ہے۔ میں انتظار کر رہی تھی تمہارا.......... اور تم لیٹ تھے۔ سنتوش.......... ڈکھ
ہزار میں تمہارا سرمایہ کتنا لگا تھا؟"

سنتوش کے اعصاب تن گئے۔ "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"جس روز لیلیٰ مری ہے' تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اُس سے ملنے جاؤ گے۔ تم نے قرض لے کر اُس فلم میں سرمایہ کاری کی تھی اور تم لیلیٰ سے التجا کرنا چاہتے تھے کہ وہ فلم نہ چھوڑے کیونکہ اس صورت میں تمہاری تباہی یقینی تھی۔ تم سب کچھ کر سکتے تھے۔ تم نے مجھے اُس فلم میں لیلیٰ کا رول کرنے پر مجبور کر کے میرا کیریئر تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور تم ہمیشہ پابندی وقت کے قائل رہے ہو مگر اُس روز تم مجھ سے وعدہ کرنے کے باوجود لیٹ تھے۔ تم پونے دس بجے جو کی کلب پہنچے۔ تمہارا چہرہ سفید ہو رہا تھا' ہاتھ کانپ رہے تھے۔ تم نے میز پر شراب تک چھلکا دی تھی۔ لیلیٰ کی موت نو بج کر اکتیس منٹ پر ہوئی اور اُس کے اپارٹمنٹ سے جو کی کلب کا پیدل راستہ بھی زیادہ سے زیادہ دس منٹ کا ہے' اب تم خود سمجھ لو۔" رادھا نے سنتوش کا ہاتھ تھام لیا۔ "دیکھو سنت! مجھے گیتا کا رول ہر قیمت پر چاہئے اور وہ رول مجھے دلوا دو' میں اُس رات کی ہر بات بھول جاؤں گی بس اب جاؤ' میں سونا چاہتی ہوں۔"

☆=========☆=========☆

کملا اور ٹھاکر اُس وقت تک اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائے رہے' جب تک اپنے بیڈ روم میں نہ پہنچ گئے۔ بیڈ روم میں پہنچتے ہی کملا ٹھاکر کی طرف مڑی۔ "سرجیت......... کیا سب' کچھ تباہ ہو گیا۔ کیا معاملہ اتنا ہی بگڑ چکا ہے' جتنا میں سمجھ رہی ہوں؟" اُس نے پوچھا۔

"کملا! میں نے تمہیں پہلے ہی سمجھا دیا تھا۔" ٹھاکر نے نرم لہجے میں کہا۔ "تم نے نینا کو یہاں بلا کر غلطی کی ہے اور اب وہ تم سے خفا ہے۔ ڈنر کے دوران تمہاری تو اُس کی طرف پیٹھ تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ کس طرح ہماری ٹیبل پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اُس کی نگاہوں میں ہمارے لئے اجنبیت تھی' جیسے وہ ہمیں پہلی بار دیکھ رہی ہو۔"

"میرا خیال ہے' کیلاش کے سوا اسے کچھ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔" کملا بولی۔ "تم نہیں جانتے' کیلاش اُس کے لئے کتنا اہم ہے۔ مجھے تو شروع ہی سے شبہ تھا کہ وہ کیلاش سے محبت کرتی ہے۔"

"لیکن تمہارا خیال غلط ثابت ہوا نا۔ بات نہیں بنی کملا۔ اب آج کے متعلق کوئی بات نہیں ہو گی' بس اب سو جاؤ' کل تمہاری حالت بہتر ہو گی۔"

کملا تھکے تھکے انداز میں مسکرائی۔ "لیکن سرجیت! مجھے رہ رہ کر احساس ہوتا ہے کہ تم نے کوئی خوف ناک بات مجھ سے چھپائی ہے' مجھے بتاؤ وہ کیا بات ہے؟"

"کملا! تمہیں اب تک میری محبت پر اعتماد نہیں آیا۔ خوفناک بات تو تم جانتی ہی ہو۔ اب ہمارے کاروبار میں مسابقت پیدا ہو رہی ہے اور امیر لوگوں کی طبیعت میں ٹھہراؤ نہیں ہوتا۔ نت نئی دلچسپیاں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف رومن باتھ کی تعمیر میری توقع سے بڑھ کی مہنگی ثابت ہوئی مگر مجھے یقین ہے کہ جب اس کا افتتاح ہو گا تو........."

کملا نے اُس کی بات کاٹ دی۔ "مجھ سے وعدہ کرو سرجیت۔ تم بمبئی والے اکاؤنٹ کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے' مجھے اس آشرم سے ہاتھ دھونا گوارا' مگر اس عمر میں میں دوبارہ قلاش ہونا نہیں چاہتی۔"

"اس کی طرف سے تم بے فکر رہو کملا' اور اب تم سو جاؤ۔"

"اور تم نہیں سوؤ گے؟"

"نہیں' میں مطالعہ کروں گا۔ تم جانتی ہو' مجھے مطالعہ کئے بغیر نیند نہیں آتی۔" ٹھاکر نے لائٹ آف کی اور کمرے سے نکل گیا۔ اُس وقت تک کملا نیند کی گولی لے چکی تھی۔ سونے سے پہلے وہ زیرِ لب کہہ رہی تھی۔ "سرجیت! تم مجھ سے کیا چھپا رہے ہو؟ بتا دو نا۔"

☆=========☆=========☆

نینا نے پونے دس بجے لوگوں کو آشرم کی مرکزی عمارت سے جوق در جوق نکلتے دیکھا۔ اُسے احساس ہو گیا کہ اب روشنیاں گل کر دی جائیں گی۔ آشرم میں ہر طرف خاموشی کا راج ہو گا کیونکہ وہاں دن کا آغاز صبح سویرے ہوتا تھا۔ اس لئے لوگ رات دس بجے تک سو جاتے تھے۔ پھر اُس نے کسی کو اپنے بنگلے والے راستے پر مڑتے دیکھا اور سمجھ گئی کہ وہ رُما دیوی ہیں۔

چند لمحے بعد رُما آئی اور برآمدے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔ "بھئی! غضب کا کھانا کھلاتے ہیں یہ لوگ' اگر میں عمر بھر ایسا کھانا کھاتی تو اتنی مریل کبھی نہ ہوتی' ایک ایک کیلوری گنتے ہیں۔" رُما نے کہا۔ "اور رات کتنی خوبصورت ہے۔ ستارے نکلے ہوئے ہیں۔ سمندر کی آواز بھی بھلی لگ رہی ہے اور نینا' مجھے چمچے کانٹے سے کھانے کی عادت

نہیں لیکن چھچے کانٹے سے کھانے میں مجھے کوئی دشواری نہیں ہوتی' یہ انگلش فلموں کا کمال ہے۔ میں فلمیں بہت غور سے دیکھتی ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ اپنا ہیئر کلپ ٹھیک کرنے لگی۔

نینا نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی' وہ سادہ مزاج عورت اُسے بہت اچھی لگی تھی۔ آشرم کی حدود میں سچائی اور سادگی کبھی کبھی ہی نظر آتی تھی۔

"اور نینا......... مجھ سے کیلاش کے چہرے سے نظر ہی نہیں ہٹائی جا رہی تھی۔ حالانکہ میں نے سوچا تھا کہ مجھے اس سے نفرت محسوس ہو گی لیکن بھئی وہ تو بہت خوش اخلاق آدمی ہے۔ البتہ رادھا بہت چڑچڑی اور بدمزاج ہے۔ مجھے پہلی بار اندازہ ہوا کہ وہ لیلیٰ سے کتنی نفرت کرتی ہے۔ میں نے پوری سچائی سے کہا کہ لیلیٰ آنے والے وقتوں میں روایت کا رُوپ دھار جائے گی۔ اس پر وہ چڑ کر بولی' نیم پاگل اور بلانوش لوگ تو ہوتے ہی روایت ہیں' خاص طور پر مرنے کے بعد۔" کہتے کہتے رما کے چہرے پر تاسف ابھر آیا۔

"اس پر دوسروں کا ردِ عمل کیا تھا؟" نینا نے نرمی سے پوچھا۔

"سوائے کیلاش کے سب لوگ ہنس دیئے۔ کیلاش نے کہا۔ یہ بہت شرمناک تبصرہ ہے۔"

"یعنی کملا اور سنجے کے نزدیک بھی یہ ایک مذاق تھا؟"

"یہ تو یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ کچھ لوگ یونہی ہنس لیتے ہیں' کچھ لوگ شرمندگی میں بھی ہنستے ہیں لیکن یہ طے ہے کہ یہاں لیلیٰ سے کسی کو ہمدردی نہیں۔"

نینا اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آپ کی آمد کا شکریہ رُما جی! مَیں سونے سے پہلے سوئمنگ کی عادی ہوں' اب جاؤں گی؟"

"مجھے یہ بات معلوم ہے۔" رُما نے کہا۔ "کھانے کی میز پر یہ بات ہو رہی تھی' وہ کیلاش کا دوست اور اسسٹنٹ جو ہے نا......... کیا نام ہے اس کا .... سنجے' وہ کملا دیوی سے پوچھ رہا تھا کہ نینا یہاں کتنے دن ٹھہرے گی۔ کملا دیوی نے جواب دیا شاید پرسوں تک کیونکہ کل اسے ڈورا سے ملنا ہے۔ اس پر سنتوش نے کہا کہ اُس کا خیال ہے' نینا ہم سب سے کٹی رہے گی۔ کملا دیوی بولیں۔ ایک ایسی جگہ ہے جہاں نینا کسی بھی وقت مل سکتی ہے۔ رات دس بجے وہ اولمپک سوئمنگ پول میں سوئمنگ بھی ضرور کرے گی۔ اب میں سوچ رہی ہوں' اُن کا اندازہ درست تھا۔"

"وہ میری عادتیں جانتی ہیں۔" نینا نے کہا پھر بولی۔ "آپ کو اپنے بنگلے کا راستہ تو یاد ہے نا؟ نہیں تو میں آپ کو چھوڑ آتی ہوں' یہاں اندھیرے میں تمام راستے ایک سے لگتے ہیں۔"

"نہیں' میں چلی جاؤں گی۔ تم سے مل کر......... باتیں کر کے بڑی خوشی ہوتی ہے نینا۔" رُما نے کہا اور اٹھ گئی۔ اپنے بنگلے تک جانے کے لئے عام راستے کے بجائے وہ راستے کے برابر والے لان پر اُتر گئی۔ اُسے مایوسی ہو رہی تھی۔ نینا نے ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی جو اُس کے مضمون میں کام آ سکتی۔ تاہم وہ مطمئن تھی کہ ڈنر کے دوران اچھا خاصا مواد مل گیا ہے۔ وہ حسد اور رقابت کے موضوع پر خاصا مؤثر آرٹیکل لکھ سکتی تھی۔ عام لوگوں کے لئے یہ انکشاف چونکا دینے والا ہو گا کہ اداکارہ لیلیٰ کی عزیز ترین سہیلی اداکارہ رادھا کے روّیے سے لگتا ہے کہ وہ لیلیٰ کی موت پر خوش ہے' جیسے اُس کے راستے کا سب سے بڑا کانٹا دُور ہو گیا ہو۔

☆==========☆==========☆

اُس نے احتیاط سے پردے کھینچے اور لائٹ آف کر دی۔ اُسے بہت جلدی تھی کہ کہیں دیر نہ ہو جائے لیکن اس سے جلدی نکلنے کا اُسے موقع ہی نہیں ملا تھا۔ باہر کا دروازہ کھولتے ہی اُسے خنکی کا احساس ہُوا۔ ہوا خاصی سرد ہو گئی تھی اور وہ گہرے رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ صرف پیراکی کا نیکر پہنے ہوئے تھا۔

ہر طرف خاموشی تھی۔ راستوں پر صرف جاپانی طرز کی لالٹینوں کی مدھم روشنی تھی۔ ضرورت پڑنے پر باآسانی درختوں کے سائے میں خود کو پوشیدہ رکھا جا سکتا تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا نینا ابھی وہاں موجود ہو گی؟ آسمان پر بادل چھا گئے تھے اور انہوں نے چاند تاروں کو نگل لیا تھا۔ یہ صورتِ حال' اس کے حق میں تھی۔ کوئی کھڑکی سے دیکھتا تو بھی وہ اسے نظر نہ آتا۔

نینا کو پرسوں واپس جانا تھا اور کل اسے ڈورا سے ملنا تھا۔ اس اعتبار سے' اس کے پاس ڈیڑھ دن کی مہلت تھی۔ منگل کی صبح تک اُسے بہرحال نینا کی موت کا سامان کرنا تھا۔

اولمپک پول کے کنارے والی کرسیوں کے پاس پہنچ کر وہ پھول دار جھاڑیوں میں

ذبک گیا۔ تاریکی میں اُسے پُول میں تیرتی ہوئی نینا محض ایک ہیولے کی طرح نظر آ رہی تھی۔ وہ بہت تیزی سے تیرتی ہوئی پول کے اُفتادہ ترحصے کی طرف جاتی اور پھر واپس آتی۔ وہ بڑی احتیاط کے ساتھ اپنی کامیابی کے امکانات کا حساب لگا رہا تھا۔ یہ آئیڈیا اُسے کملا کی یہ بات سُن کر کہ نینا ہر رات دس بجے اولمپک پول میں پیراکی ضرور کرتی ہے، سوجھا تھا۔ کوئی کتنا ہی اچھا پیراک ہو، حادثہ تو اُسے بھی پیش آ سکتا ہے۔ اچانک سر ٹکرا جائے کسی چیز سے تو............ یہاں وہ چیخے گی بھی تو اس کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہو گا اور یہ بھی تو ہے کہ تیرتے تیرتے اچانک کسی کی رگ کھنچ جائے۔ ایسے میں کوئی بھی مر سکتا ہے اور جسم پر چوٹ کا کوئی نشان بھی نہیں ہو گا۔

اُس نے سوچا تھا کہ جب نینا پول کے افتادہ ترحصے کی طرف نہ ہو گی، تب وہ پول میں اترے گا۔ پھر وہ اُس کا انتظار کرے گا اور جب وہ قریب آئے گی تو اُسے چھاپ بیٹھے گا۔ وہ اُسے اُس وقت تک پانی میں دبائے رکھے گا، جب تک اُس کی جدوجہد ختم نہیں ہو گی۔

وہ جھاڑی کی اوٹ میں پول کی طرف بڑھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اُسے دیکھے۔

وہ یہ بھول گیا تھا کہ نینا کتنا تیز رفتاری سے تیرتی ہے اور وہ دُبلی پتلی سہی لیکن اُس کے بازوؤں کے عضلات میں فولاد کی سی سختی ہے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر نینا کی مزاحمت توقع سے زیادہ دیر تک جاری رہی اور اس کی جدوجہد نے کسی اور کو متوجہ کر لیا تو بڑی گڑبڑ ہو جائے گی اور کیا پتا، نینا کے گلے میں وِسل ہو۔ کملا اصرار کر کے پیراکوں کو وہ وِسل دیتی تھی، اس ہدایات کے ساتھ کہ کسی بھی ہنگامی صورتِ حال میں وہ وِسل بجا دیں۔

وہ دبے قدموں، رینگتا ہوا سوئمنگ پول کی طرف بڑھتا رہا............ اُس کے وجود میں مایوسی اور غصہ کروٹیں لے رہا تھا۔ اب وہ چھلانگ لگانے کے لئے تیار تھا مگر شاید اسے یقین نہیں تھا کہ یہ مناسب ترین لمحہ ہے۔ وہ جانتا تھا کہ نینا اس سے بہتر اور تیز رفتار پیراک ہے۔ پانی میں اُسے اس پر کچھ فوقیت حاصل ہو گی اور وہ ایک غلطی کر چکا ہے اور دوسری غلطی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

☆=========☆=========☆

نینا جب پانی میں اُتری تھی تو سوئمنگ پول کے گرد و پیش کو دیکھا جا سکتا تھا۔ پول

کے گرد رکھی کرسیاں اور چھتری نما میزیں صاف نظر آ رہی تھیں لیکن اب ہر چیز تاریکی میں لپٹ چکی تھی۔ ہر طرف ہیولے ہی ہیولے تھے۔ نینا کے سر کا درد پانی میں آنے کے بعد بتدریج کم ہو گیا تھا۔ ہمیشہ کی طرح پانی اب بھی اس کی ذہنی اور اعصابی کشیدگی دور کرنے میں معاون ثابت ہو رہا تھا پھر نہ جانے کیسے اور کیوں نینا کو ماں یاد آ گئی۔ لیلیٰ کامیابی کے بعد ہر مہینے ماتا جی کو چیک بھیجتی رہی تھی پھر ایک بار چیک اس نوٹ کے ساتھ واپس آیا تھا کہ وہ مر چکی ہیں۔ کثرتِ مے نوشی نے ان کے جگر کو چھلنی کر ڈالا تھا۔

نینا نے پول کے افتادہ ترحصے کی دیوار کو چھوا پھر اُس نے گھٹنوں کو سینے سے لگاتے ہوئے پلٹا کھایا۔ اب وہ بیک اسٹروک کے بجائے بریسٹ اسٹروک کے ذریعے تیر رہی تھی۔ وہ اب غیر شعوری طور پر لیلیٰ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ لیلیٰ مردوں پر اعتماد نہیں کرتی تھی جبکہ خود اس میں یہ بات نہیں تھی اور یہ لیلیٰ کا کمال تھا کہ اس نے اس کی شخصیت میں کوئی خوف نہیں رہنے دیا تھا۔ وہ خود والدین کے استرداد کا شکار ہوئی تھی لیکن اس نے اسے اس کمپلیکس سے بچائے رکھا تھا۔ خود اس کی ماں بتاتی تھی............ نینا! میں تمہیں اسپتال سے لے کر آئی تو وینا نے تمہیں فوراً ہی مجھ سے لے لیا، وہ تمہارا پنگھوڑا بھی اپنے کمرے میں لے گئی۔ وینا اس وقت صرف گیارہ سال کی تھی لیکن اس نے تمہیں ماں بن کر پالا۔ میں تمہارا نام لکشمی رکھنا چاہتی تھی مگر وہ کہنے لگی نہیں، اس کا نام نینا ہے۔ یہ یاد کر کے نینا شکر گزاری کے احساس سے لبالب بھر گئی۔ لیلیٰ نے میرے لئے کیا کچھ کیا۔ میری تو زندگی ہی اس کی دی ہوئی ہے۔ کتنے احسانات ہیں مجھ پر اُس کے، وہ سوچتی رہی۔

اب وہ پول کے شمالی سرے پر پہنچ رہی تھی۔ اچانک اُس کی رفتار تیز ہو گئی۔ اُسے خطرے کا احساس ہو رہا تھا۔

☆=========☆=========☆

وہ سایہ پول کی دیوار کے ساتھ چل رہا تھا۔ وہ نینا کی رفتار کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹائمنگ کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ وہ نینا کو پیچھے سے پکڑ کر اُس کا سر پانی میں رکھنا چاہتا تھا۔ اُس وقت تک، جب تک نینا کا جسم ڈھیلا نہ پڑ جائے۔ وہ سوچ رہا تھا، اس میں کتنی دیر لگے گی؟ ایک منٹ............ دو منٹ؟ اور اگر نینا کی مزاحمت بہت شدید ہوئی

تو؟ وہ چاہتا تھا کہ موت ہر صورت میں حادثاتی ظاہر ہو۔ پھر اچانک ایک خیال نے اُسے چونکا دیا۔ اندھیرے میں اُس کے لب پھیلے اور ان پر ایک سفّاک مسکراہٹ مچلی۔ اُسے حیرت ہوئی کہ اُسے غوطہ خوری کے لباس کا خیال پہلے کیوں نہیں آیا۔ غوطہ خوری کا لباس اور آکسیجن کا ٹینک اُسے زیرِ آب رہنے میں مدد دے سکتا تھا۔ وہ اُسے گھسیٹ کر با آسانی پول کی تہہ تک لے جا سکتا تھا' اُسے زیرِ آب رکھ سکتا تھا۔ موت کا یقین ہونے پر ہی وہ اُسے چھوڑتا اور ماسک' دستانوں اور گاگلز کی وجہ سے کوئی اُسے دیکھتا بھی تو پہچان نہ پاتا۔

نینا اب تیرتی ہوئی واپس آ رہی تھی۔ اُس کے وجود میں بڑی شدّت سے نینا سے اسی وقت پیچھا چھڑانے کی خواہش اُبھری۔ اتنی شدّت سے کہ اسے ذہن سے جھٹکنا بہت زیادہ مشکل ثابت ہوا۔ اُس نے بڑی مشکل سے خود کو پول میں اترنے سے روکا' خود کو سمجھایا کہ یہ کام کل نہایت آسانی سے ہو جائے گا' بغیر کسی خطرے کے۔

نینا اب پول میں اترنے والی سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھ رہی تھی' وہ بہت آہستہ سے آگے بڑھا تاکہ اُسے قریب سے دیکھ سکے پھر وہ آنکھیں سکیڑ کر اُسے اپنے بنگلے کی طرف جانے والے راستے پر بڑھتے دیکھتا رہا۔ اُس نے سوچا' کل رات' اسی جگہ میں نینا کا منتظر ہوں گا اور پرسوں صبح کوئی نینا کی لاش دریافت کرے گا۔ ویسے ہی' جیسے اپارٹمنٹ کے چوکیدار نے لیلیٰ کی لاش دریافت کی تھی پھر اُس کے لئے خوف کی کوئی بات نہیں رہے گی۔

☆========☆========☆

پیر ۳۱۔اگست ۱۹۸۷ء

نینا سورج نکلنے سے خاصا پہلے بیدار ہو گئی۔ اُسے ٹھیک طرح سے نیند نہیں آئی تھی۔ رات بھر عجیب عجیب نامکمل خواب نظر آتے رہے۔ ان خوابوں میں سبھی موجود تھے۔ ماتا جی' لیلیٰ' کیلاش' سنجے' کملا' سنتوش' رادھا' ڈورا اور ٹھاکر.......... یہاں تک کہ لیلیٰ کے دونوں شوہر جنھوں نے لیلیٰ سے لالچ کی وجہ سے شادی کی تھی۔ پہلا شوہر۔ تیسرے درجے کا اداکار تھا اور دوسرا نام نہاد پروڈیوسر۔

چھ بجے وہ بستر سے اٹھی۔ اس نے کھڑکیوں کے پردے ہٹائے' پرندوں کے چہچہوں کے سوا کوئی آواز نہیں تھی۔ وہ کھڑکی میں کھڑی صبح کے حُسن کو آنکھوں اور سانسوں کے

ذریعے اپنے اندر اتارتی رہی.......... ساڑھے چھ بجے دروازے پر دستک ہوئی۔ سیتا اُس کے لئے جوس کا گلاس لائی تھی۔

نینا دانستہ اُس وقت تک بنگلے میں رہی' جب تک آشرم کے مہمان جلوس کی صورت میں اجتماعی چہل قدمی کے لئے نہ نکل گئے۔ کملا اور ٹھاکر اس جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ جلوس ساحلِ سمندر کی طرف رواں تھا۔ اُن کے کافی دور جانے کے بعد نینا بنگلے سے نکلی۔ اُس نے جلوس کی مخالف سمت میں جاگنگ شروع کر دی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اُس کا کسی سے سامنا ہو۔

وہ اب یہاں سے جلد از جلد رخصت ہونا چاہتی تھی' ڈورا سے ملنا ضروری نہ ہوتا تو کل ہی چلی گئی ہوتی۔ اُسے رُما کی بتائی ہوئی بات یاد آئی کہ گزشتہ رات رادھا نے لیلیٰ کو نیم پاگل اور بلانوش قرار دیا تھا اور کیلاش کے سوا تمام لوگ ہنس دیئے۔ وہ لوگ جو لیلیٰ کی موت پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے' اب اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ نینا کا خون کھول اُٹھا اور آنکھیں جلنے لگیں۔ اُس نے اپنی آنکھوں سے آنسو جھٹکے اور اپنی رفتار بڑھا دی۔ وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

راستے میں گولف کے شوقین اُسے گولف کورس کی طرف جاتے دکھائی دیئے۔ اب اس کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔ چنانچہ اس نے اپنی رفتار کم کر دی۔ اس نے سوچا.......... میری فٹنس متاثر ہو رہی ہے۔ میں یوگا کی کچھ مشقیں ضرور کروں گی۔ یہاں تکلیف اُٹھا رہی ہوں تو کیوں نہ کچھ فائدہ بھی اُٹھایا جائے۔

وہ آشرم واپس جانے کے ارادے سے پلٹی تو کیلاش سے ٹکرا گئی۔ کیلاش نے اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے گرنے سے بچایا لیکن نینا نے کیلاش کا ہاتھ جھٹکنے کی کوشش کی۔

”چھوڑو میرا ہاتھ۔“ اس نے سخت لہجے میں کہا اور سڑک کی طرف دیکھا سڑک سنسان تھی۔ کیلاش کا جسم پسینے میں نہا رہا تھا۔ ٹی شرٹ جسم سے چپک گئی تھی۔ لیلیٰ کی دی ہوئی گھڑی اُس کی کلائی پر بندھی تھی۔

کیلاش نے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ خوفزدہ نگاہوں سے کیلاش کو دیکھتی رہی جو اسے گھور رہا تھا' وہ اُس کے چہرے کے تاثر کو کوئی مفہوم نہیں دے پا رہی تھی۔

بالآخر کیلاش نے کہا۔ ”نینا! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔“

یعنی وہ اس ملاقات کو اتفاقیہ ظاہر کرنے کی کوشش بھی نہیں کر رہا تھا۔ "جو کچھ کہنا ہے' عدالت میں کہنا۔" یہ کہہ کر نینا نے جانے کی کوشش کی مگر کیلاش راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ نینا گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔ کیا آخری لمحوں میں لیلیٰ نے بھی اسی طرح محسوس کیا ہو گا؟ جیسے فرار کا راستہ مسدود ہو گیا ہو۔

"میں کچھ کہہ رہا ہوں' میری بات سُنو۔" کیلاش نے شاید اُس کے خوف کو محسوس کر لیا تھا اور اب خود احساسِ کمتری کا شکار ہو رہا تھا۔ "نینا! تم نے مجھے کوئی موقع ہی نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں کہ بظاہر سب کچھ میرے خلاف ہے اور ممکن ہے' تم درست کہہ رہی ہو' ممکن ہے میں خود بھی حقیقت سے بے خبر ہوں۔ ممکن ہے' میں دوبارہ لیلیٰ کے پاس گیا ہوں۔ میں نشے میں دُھت بھی تھا اور غصے میں بھی تھا لیکن نینا' میں لیلیٰ کی طرف سے پریشان بھی تھا۔ سوچو تو' اگر تم بھی سچ کہہ رہی ہو اور وہ عورت بھی جس نے مجھے لیلیٰ کے ساتھ ہاتھا پائی کرتے دیکھا تب بھی' کیا تم یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ میں لیلیٰ کو نیچے کُودنے سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم جانتی ہو کہ اُس روز لیلیٰ کتنی پریشان تھی۔ لگ رہا تھا' اُس کا دماغ ماؤف ہو گیا ہے۔"

"تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ تم لیلی کے اپارٹمنٹ میں دوبارہ جانا تسلیم کر سکتے ہو۔" نینا کو اپنی سانسیں رُکی محسوس ہوئیں۔

"نینا......... میں جانتا ہوں کہ تم میرے بارے میں کیا محسوس کرتی ہو لیکن ایک بات تمہیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے۔ میں اتنا پریشان تھا۔ نشے میں اتنا مدہوش تھا کہ مجھے یاد نہیں' اس رات کیا ہوا تھا۔ اب ان چند مہینوں میں دبی دبی سی یاد اُبھرتی ہے کہ میں لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں دوبارہ گیا تھا۔ میں نے دروازہ دھکیل کر کھولا تھا۔ اس کا مطلب ہے' ممکن ہے' تم نے واقعی فون پر مجھے چیختے سنا ہو لیکن اس کے بعد کی کوئی بات مجھے یاد نہیں۔ میں پوری سچائی سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ اب تم سے میرا سوال یہ ہے کہ میں نشے میں ہوں یا ہوش میں' کیا تمہارے خیال میں مَیں کسی کو قتل کر سکتا ہوں؟ مجھ سے اتنے بھیانک جرم کی امید کی جا سکتی ہے؟" اس کی سیاہ آنکھوں میں دکھ کی دھند اتری ہوئی تھی۔ وہ اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا پھر بے ساختہ اس کا ہاتھ آگے بڑھا "بولو نینا......... کچھ تو کہو۔"

نینا بہت تیزی سے حرکت میں آئی' وہ اس کے قریب سے پہلو بچا کر نکلی اور آشرم کے گیٹ کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی۔ انسپکٹر نجم نے ٹھیک کہا تھا۔ اس نے کہا تھا' اگر کیلاش کو احساس ہو گیا کہ فلیٹ میں موجود ہونے کا جھوٹ کارگر نہیں ہو رہا تو وہ فلیٹ میں موجود رہ کر لیلیٰ کو خودکشی سے باز رکھنے کی کوشش کا دعویٰ ضرور کرے گا۔ انسپکٹر کی بات درست ثابت ہوئی تھی اور انسپکٹر نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ کیلاش کے خلاف گواہی نہ دے سکیں تو وہ باعزت بری ہو جائے گا۔

☆========☆========☆

ڈورا' لیلیٰ کو ملنے والی پرستاروں کی ڈاک کے تھیلے اپنے ساتھ ہی لے کر گئی تھی' وہ ڈاک کو اچھی طرح سے کھنگال کر دیکھنا چاہتی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ جیسا بے رحم گمنام خط اُس کی نظر سے گزرا ہے' ایسے اور خط بھی ہوں گے۔ وہ عجیب خط تھا۔ لیلیٰ کی موت سے تین روز قبل پوسٹ کیا گیا تھا۔ لفافے پر پتا اور خط کا مضمون دونوں مختلف رسالوں سے لفظ کاٹ کے اور چپکا کے ترتیب دیا گیا تھا۔ وہ خط پڑھ کے اور یہ تصور کر کے کہ ایسے اور خط بھی پوسٹ کئے گئے ہوں گے' ڈورا کا خون کھول اٹھا تھا۔ ساتھ ہی تجسّس بھی بیدار ہو گیا تھا کہ اس طرح کے خط کون لکھ سکتا ہے؟ ڈورا' لیلیٰ کا ہر رنگ پہچانتی تھی۔ بظاہر بہت پُراعتماد شوخ' خوش مزاج اور حاضر جواب نظر آنے والی لیلیٰ اندر سے کس طرح عدم تحفظ کا شکار ہے' یہ بات اُس سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اُسے یاد تھا کہ اُس کی لیلیٰ کے پاس ملازمت کے ابتدائی دنوں میں نینا تعلیم کی غرض سے لندن گئی تھی۔ لیلیٰ نینا کو ایئرپورٹ سے رخصت کر کے آئی تو رو رہی تھی۔ تنہائی کا احساس اُسے کاٹے ڈال رہا تھا۔ "مجھے یقین نہیں آتا ڈورا کہ اب میں مہینوں چڑیا کی صورت نہیں دیکھ سکوں گی۔" اُس نے سسکتے ہوئے کہا تھا۔ "لیکن یہ تعلیم میری چڑیا کو کچھ کا کچھ بنا دے گی' ہے نا؟" پھر بہت تیزی سے برس گزرنے لگے۔

آج نہ جانے کیوں ڈورا کو لیلیٰ کی یاد بہت زندہ' بہت حقیقی لگ رہی تھی۔ لیلیٰ کی فضول خرچی' وہ جو کچھ کماتی' فوراً ہی خرچ کر دیتی۔ لیلیٰ کی دو شادیاں......... ڈورا کو یاد تھا کہ دوسری شادی کے وقت اُس نے لیلیٰ کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔ کہا تھا۔ لیلیٰ! کیا پہلا سبق کافی نہیں اور لیلیٰ نے اُسے اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا تھا۔ ڈورا......... وہ اتنا بُرا

نہیں' وہ مجھے ہنسانا جانتا ہے اور یہ بڑی بات ہے۔ اُس نے کہا۔ اگر یہ بات ہے تو کوئی مسخرا مصاحب پال لو۔ ڈورا نے تلخ لہجے میں کہا۔ اس پر لیلیٰ نے اُس کی پیشانی چوم لی تھی۔ ڈورا پلیز......... تم ہمیشہ ایسی ہی کھری رہنا۔ سچی بات اتنی ہی تلخی سے کہنا' ممکن ہے وکرم کے بارے میں تم ٹھیک کہہ رہی ہو' مگر میں قسمت ضرور آزماؤں گی۔ اور بعد میں اس مسخرے سے جان چھڑانے میں پانچ لاکھ روپے ضائع ہوئے۔ پھر لیلیٰ' کیلاش سے ملی' وہ کیلاش کے بارے میں ڈورا سے کہتی ڈورا' یہ تو ایک حسین خواب ہے' ٹوٹ جائے گا۔ لوگ اتنے اچھے تو نہیں ہوتے اور پھر اُس نے مجھ میں کیا دیکھا ہے آخر؟ ڈورا اسے ڈانٹتی۔ پاگل ہوئی ہو۔ کیا تم نے آئینہ دیکھنا چھوڑ دیا ہے؟ اور لیلیٰ کو جب بھی کوئی نئی فلم ملتی ابتدا میں وہ بہت نروس ہوتی۔ اُس میں اعتماد کی کمی تھی۔ ڈورا......... یہ کردار اچھا نہیں' مجھے یہ فلم سائن نہیں کرنا چاہئے تھی۔ میں اس کے کردار کے لئے موزوں نہیں ہوں۔ اور ڈورا کہتی۔ میں نے رشز دیکھے ہیں بے بی۔ تم ایک اور یادگار کردار ادا کر رہی ہو اور ایسی ہی ایک فلم میں اُس نے اداکاری کا سب سے بڑا ایوارڈ آسکر جیتا تھا' وہ آسکر جیتنے والی پہلی ہندوستانی اداکارہ تھی۔ اس کے بعد اس کی شہرت ہالی وُوڈ تک پہنچ گئی۔ ہالی وُوڈ سے اسے پیشکش ہوئی مگر نہ جانے کیوں اُس نے وہاں کوئی فلم قبول نہیں کی' وہ ڈرتی تھی' اُسے آسکر جیتنے کے بعد بھی خود پر اعتماد نہیں تھا۔

وہ کیلاش سے بہت محبت کرتی تھی لیکن جتنی محبت کرتی تھی اتنا ہی اُسے کھونے سے ڈرتی تھی۔ پھر سنتوش' دُکھ ہزار' کا اسکرپٹ لے کر آیا' وہ پہلا موقع تھا کہ لیلیٰ اسکرپٹ پڑھ کر خوش ہوگئی۔ بھگوان قسم ڈورا' مجھے اداکاری کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ اس نے اسکرپٹ پڑھ کر کہا تھا' یہ کردار' کردار نہیں۔ یہ تو میں ہوں' مجھے یہ کردار بہت اچھا لگا ہے۔

اور پھر سب کچھ ختم ہوگیا۔ ڈورا نے تلخی اور دُکھ سے سوچا۔ آخر میں ہم سب نے لیلیٰ کو تنہا چھوڑ دیا۔ میں بیمار تھی۔ نینا اپنی فلم کی آؤٹ ڈور شوٹنگ کے لیے گئی ہوئی تھی۔ کیلاش کاروبار کے سلسلے میں دوروں پر گیا ہوا تھا۔ لیلیٰ کے قریبی دوستوں میں سے کوئی اُسے زہریلے خط لکھ کر تباہ کر رہا تھا۔ اُن خطوط نے اس نازک مزاج لڑکی کو غرقِ مے ناب ہونے پر مجبور کر دیا۔'

اور اب ڈورا وقت سے کچھ پہلے سندرتا آشرم جا رہی تھی اُسے یقین تھا کہ نینا زہریلے خط لکھنے والے کی شخصیت کو کسی نہ کسی طرح بے نقاب کر دے گی۔

☆=========☆=========☆

نینا اپنے بنگلے میں پہنچی تو کملا کا ترتیب دیا ہوا شیڈول اُس کا منتظر تھا۔ ساتھ میں ایک رقعہ بھی تھا' جس میں اسے ڈاکٹر ٹھاکر سے ملنے کی تلقین کی گئی تھی۔ رقعہ رسمی تھا لیکن محبت اور تعلقِ خاطر کا اظہار بھی کر رہا تھا۔ نینا نے شیڈول کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر ٹھاکر سے ملاقات' پونے نو بجے صبح۔ ڈانس کلاس' نو بجے صبح' مساج' ساڑھے نو بجے صبح' پیراکی کے کرتب' ساڑھے دس بجے۔ فیشل' گیارہ بجے۔ جڑی بوٹیوں کا لیپ' بارہ بجے۔ شام کو مینی کیور' پیڈی کیور' یوگا کی کلاس اور پیراکی کی مشقیں۔

نینا' ٹھاکر سے نہیں ملنا چاہتی تھی لیکن نہ ملنا بھی مناسب نہیں تھا۔ ویسے بھی ملاقات مختصر رہی۔ ٹھاکر نے اُس کی نبض چیک کی' بلڈ پریشر جانچا پھر تیز روشنی میں اُس کی جلد کا معائنہ کیا۔ "تم ان خوش قسمت عورتوں میں سے ہو نینا' جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حسین تر ہوتی جاتی ہیں۔ تمہارے نقوش اور بدن کی ساخت ہی ایسی ہے۔" پھر اچانک وہ یوں بڑبڑایا' جیسے یہ آواز بلند سوچ رہا ہو۔ "لیلیٰ کی طرح نہیں' وہ بے چاری آخری دنوں میں اپنی خوبصورتی کی طرف سے فکر مند رہنے لگی تھی' آخری بار اس کا معائنہ کرتے ہوئے میں نے اُسے چند مشورے دیئے تھے' تمہیں معلوم ہے؟"

"نہیں۔" نینا نے کہا اور فوراً ہی سوچا کہ کیا ٹھاکر مجھے یہ جتانے کی کوشش کر رہا ہے کہ آخری دنوں میں لیلیٰ دیدی نے مجھ پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا تھا۔ مجھ سے باتیں چھپانے لگی تھی۔ پھر اُسے خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں' ٹھاکر جھوٹ بول رہا ہو۔

"سوری......... مجھے لیلیٰ کا تذکرہ نہیں نکالنا چاہئے تھا۔" ٹھاکر نے جلدی سے کہا۔

"اور اگر یہ سوچ رہی ہو کہ لیلیٰ نے تمہیں یہ بات کیوں نہیں بتائی تو یہ ذہن میں رکھو کہ لیلیٰ کو یہ احساس شدت سے ستاتا تھا کہ وہ کیلاش سے تین سال بڑی ہے۔ میں نے اسے سمجھایا تھا کہ محبت کرنے والوں کے درمیان ایسے فرق کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن اس سے لیلیٰ کی فکرمندی کم نہیں ہوئی' وہ تمہاری شادابی دیکھ کر اور احساسِ کمتری میں مبتلا ہو رہی تھی۔ تمہیں دیکھ کر اُسے بڑھاپے کا احساس ستانے لگا تھا۔"

نینا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اُسے احساس تھا کہ ٹھاکر اُسے بغور دیکھ رہا ہے۔ اُس کا ستائشی لہجہ دراصل کڑوی گولی پر چڑھائی جانے والی شکر کی طرح تھا۔ وہ اُسے یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ لیلیٰ اُسے حریف سمجھنے لگی تھی، لیکن کیوں؟ نینا کو وہ منظر یاد آ گیا جب ٹھاکر بڑے معاندانہ انداز میں لیلیٰ کے پورٹریٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ کیا وہ لیلیٰ کی خوش مزاجی کا بدلہ لینے کی کوشش کر رہا تھا؟ لیلیٰ نے اُس کا نام کاٹھ کا سپاہی رکھا تھا، بظاہر اس پر ہنستا تھا، محظوظ ہوتا تھا مگر شاید اندر ہی اندر چڑتا تھا۔

نینا کے تصور میں لیلیٰ کا چہرہ، اُس کا سراپا پھر گیا۔ وہ ترشے ہوئے لب، گہری شربتی آنکھیں، جگمگاتی ہوئی مسکراہٹ، لمبے بال.......... وہ تو مرتے دم تک خوبصورت تھی۔ وہ احساسِ کمتری میں مبتلا کیسے ہو سکتی تھی؟ اپنی چڑیا کو حریف کیسے سمجھ سکتی تھی؟ نینا یہ سب کچھ سوچتے ہوئے؛ ٹھاکر کو دکھانے کے لئے سندرتا آشرم کے تشہیری پوسٹر پر نظریں جمائے رہی۔ حالانکہ اُس کی نگاہوں میں لیلیٰ کی تصویر تھی مگر پھر پوسٹر کے ایک جملے نے اُسے چونکا دیا۔ "بادلوں کے دوش پر اُڑتی ہوئے تتلی۔" وہ جملہ اُسے جانا پہچانا کیوں لگ رہا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے ٹھاکر کی طرف مڑی۔ "جو عورتیں یہاں خوبصورتی کے لئے دولت لٹاتی ہیں، اُن کے پاس اگر لیلیٰ کی خوبصورتی کا دس فیصد بھی ہو تو تمہارا آشرم ویران ہو جائے گا ٹھاکر۔" اُس نے سرد لہجے میں کہا۔ ٹھاکر گنگ کھڑا رہ گیا۔

☆========☆========☆

عورتوں کے آشرم میں گزشتہ روز کے مقابلے میں زیادہ رونق تھی لیکن دو سال پہلے جیسی رونق بہرحال نہیں تھی۔ نینا خلافِ توقع انجوائے کر رہی تھی۔ مساج اور فیشل نے اُسے تروتازہ کر دیا تھا.......... اپائنٹ میٹس کے درمیانی وقفوں میں کئی بار اُس کا رادھا سے سامنا ہوا۔ ہر بار نینا کی سماعت میں رادھا کے لیلیٰ کے بارے میں کہے ہوئے الفاظ گونجے۔ شرابی.......... نیم پاگل لیکن رادھا نے جیسے نینا کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی .... یا گہری سوچ میں ڈوبنے کی اداکاری کر رہی تھی۔ شاید وہ کیلاش کو پھر سے قابو میں کرنے.......... پھر سے جیتنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی۔
وہاں رُما بھی نظر آئی۔ وہ یوگا کی مشقیں بہت اچھے انداز میں کر رہی تھی لیکن نینا

یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ اب بھی وہی ہیئر کلپ لگائے ہوئے ہے اور وہ وقتاً فوقتاً اُسے ہاتھ سے درست بھی کر رہی تھی اور ایسا وہ عام طور پر اُس وقت کرتی، جب کسی سے گفتگو کر رہی ہوتی۔ نینا نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ رادھا، رُما سے بچے بچے پھرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔

نینا نے لنچ اپنے کمرے میں کیا۔ وہ کیلاش کے سامنے آنے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ کھانے کے بعد وہ کچھ دیر لیٹی۔ صبح سے اب تک وہ کیلاش کے چہرے کو تصور سے جھٹکنے کی کوشش کرتی رہی تھی لیکن لیٹتے ہی کیلاش کا اذیت سے مسخ چہرہ اس کے تصور پر چھا گیا۔ وہ سوچتی رہی، صبح اُس نے کیلاش کے چہرے پر جو تاثر دیکھا تھا، اُسے کیا کہا جا سکتا ہے؟ اذیت، برہمی تجسّس یا انتقام کی خواہش۔ اُس نے یہ بھی سوچا کہ کیا اب اس کی باقی زندگی اس چہرے سے فرار کی نذر ہو جائے گی۔ خاص طور پر عدالت کے فیصلے اور کیلاش کو سزا ہونے کے بعد۔

☆========☆========☆

رُما بستر پر ڈھیر ہو گئی۔ تھکن سے اُس کا بُرا حال ہو رہا تھا، آنکھوں میں نیند اتری آ رہی تھی لیکن اُسے احساس تھا کہ پہلے اُسے اپنے تاثرات ریکارڈر کرنے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں وہ ذہن سے محو ہو جائیں۔ اُس نے بستر پر لیٹتے ہوئے ریکارڈر اٹھا کر قریب رکھا اور بولنا شروع کر دیا۔ "اس وقت چار بجے ہیں اور میں بُری طرح تھک چکی ہوں۔ یہ آشرم میں میرا پہلا دن تھا۔" اُس نے ایکسر سائزز اور دیگر مرحلوں کی تفصیل ریکارڈ کرائی۔ "اور اب میں خود کو بہت بدلا بدلا محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے اپنی ٹانگوں اور ہاتھوں میں مسلز کی موجودگی کا احساس ہو رہا ہے، جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یوگا کی کلاس میں بھی مزہ آیا لیکن کنول کا آسن میرے لئے دشوار ثابت ہوا۔

"کلینک مجھے بہت اچھا لگا۔ باہر سے تو وہ مرکزی عمارت جیسا ہی لگتا ہے لیکن اندر سے بالکل مختلف ہے۔ ہر ٹریٹ منٹ روم کا داخلی دروازہ علیحدہ ہے۔ ایسے ہر راستے کے اطراف میں پھولوں کی جھاڑیاں ہیں۔ یہ اہتمام راز داری کے خیال سے کیا گیا ہے۔ ویسے مجھے رازداری کی کوئی پروا نہیں، اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں چہرے کی لکیروں سے چھٹکارا پانے کے لئے ڈاکٹر ٹھاکر کے مشورے پر کالیجن کے انجکشن لے رہی ہوں تو مجھے کیا

پروا لیکن اداکارہ رادھا کبھی نہیں چاہے گی کہ ایسی کوئی بات عام ہو۔

ڈاکٹر ٹھاکر بہت پُرکشش آدمی ہے۔ میرا خیال ہے' کملا دیوی کو ہر وقت ٹھاکر کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ستاتا رہتا ہو گا۔ حالانکہ بظاہر ایسا نہیں لگتا۔ دونوں کی عمروں میں کم از کم پانچ سال کا فرق ہے۔ بہرحال ڈاکٹر ٹھاکر نے میرے لئے کالیجن انجکشن تجویز کئے ہیں۔ انہوں نے بڑی توجہ سے میرے چہرے کی جلد کا معائنہ کیا تھا لیکن مجھے پہلے ٹیسٹ کرانا ہو گا کہ کہیں مجھے کالیجن سے الرجی تو نہیں۔ میں نے ڈاکٹر کو بتا دیا ہے کہ میں سُوئی سے پاگل پن کی حد تک ڈرتی ہوں' اسی لئے آج تک میں نے کبھی انجکشن نہیں لگوایا۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ انجکشن سے پہلے مجھے ویلیم کا بڑا ڈوز دیا جائے گا اس کے بعد مجھے پتا بھی نہیں چلے گا۔

"ایک بات اور.......... ٹھاکر کے آفس میں بہت اچھی پینٹنگز ہیں لیکن مجھے سب سے زیادہ سندرتا آشرم کے اشتہاری پوسٹر نے متاثر کیا۔ یہ اشتہار تمام بڑے رسالوں میں چھپتا بھی رہا ہے۔ ٹھاکر نے مجھے بتایا کہ وہ پوسٹر آشرم کے ہر بنگلے میں آویزاں کیا گیا ہے۔ مجھے اس اشتہار کے الفاظ اور جملوں کی ساخت بہت اچھی لگی۔ میں نے تعریف بھی کی۔ ٹھاکر خوش ہو گیا۔ اُس نے کہا' اس کی تخلیق میں میرا بھی حصہ ہے۔ اُس کا لہجہ فخریہ تھا۔"

☆=========☆=========☆

کیلاش نے صُبح کا بیشتر وقت مردانہ آشرم کے جمنازیم میں گزارا۔ سنجے اُس کے ساتھ تھا۔ دونوں مختلف مشقیں کرتے رہے پھر پیراکی کے لئے چلے گئے۔ سوئمنگ پول میں سنتوش پہلے ہی سے موجود تھا۔ کیلاش نے اُسے اور سنجے کو بلا ارادہ چیلنج کر دیا۔ وہ ہر روز پیراکی کرتا رہا تھا اور اُس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اس کے باوجود وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ سنجے سے بہت معمولی فرق سے جیتا۔ حتیٰ کہ سنتوش بھی اس سے محض چند فٹ پیچھے تھا۔ وہ سنتوش کو کمزور سمجھتا تھا مگر ایسا نہیں تھا۔

"میں بھی آج کل ہر صبح پیراکی کے لئے وقت نکال لیتا ہوں۔" سنتوش نے وضاحت کی۔

وہ پول سے نکلے اور ڈیک چیئرز کی طرف بڑھ گئے۔ "سنتوش تم یہاں کیسے؟" سنجے

نے سنتوش کو سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "پچھلے ہفتے ہی ہم ملے تھے تو یہاں کی بات نہیں ہوئی تھی۔"

"تو تم نے بھی مجھے کب بتایا تھا کہ تمہارا یہاں آنے کا ارادہ ہے۔" سنتوش نے بے پروائی سے کہا۔ "ویسے یہ میرا آئیڈیا نہیں۔ رادھا کو یہاں آنے کا شوق ہو رہا تھا۔" وہ کیلاش کی طرف مُڑا۔ "شاید کسی نے اُسے بتا دیا ہو گا کہ تم یہاں آ رہے ہو؟"

"کملا کو اس سلسلے میں زبان بند رکھنا.........."

سنتوش نے کن انکھیوں سے ویٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنجے کو خاموش رہنے کی تلقین کی۔ سنجے نے ویٹر سے تین جام لانے کو کہا۔ "میرے حصے کی بھی شاید تم ہی انڈیلو گے۔" کیلاش نے چڑچڑے پن سے کہا پھر وہ ویٹر کی طرف مڑا۔ "میرے لئے کوک لانا۔"

ویٹر کے جانے کے بعد سنتوش نے کہا۔ "ضروری نہیں کہ کملا نے کچھ بتایا ہو۔ تمہارے اسٹاف میں ایسے لوگ بھی ہیں جو معاوضہ لے کر کالم نویسوں کو اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے' رادھا کو کسی کالم نویس نے تمہاری موجودگی کے بارے میں بتایا تھا۔ بہرحال اس سے کیا فرق پڑتا ہے' فائدہ ہی ہو سکتا ہے۔ رادھا تمہارے حق میں عدالت میں کچھ بھی کہہ سکتی ہے اور یقین کرو' لیلیٰ کی ذہنی کیفیت کے بارے میں عدالت کو جتنا رادھا قائل کر سکتی ہے' کوئی اور نہیں کر سکتا۔" اُس نے کیلاش کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔"

☆=========☆=========☆

بنگلے کی طرف واپس جاتے ہوئے سنجے نے کیلاش سے کہا۔ "اس کی باتوں میں نہ آنا۔ تمہیں دُکھ ہزار میں سرمایہ لگانے پر اسی نے قائل کیا تھا اور تمہارا نقصان اس کے مقابلے میں چار گنا ہوا تھا۔"

"میں نے سرمایہ کاری اس لئے کی تھی کہ اسکرپٹ بہت جاندار تھا۔ جس کسی نے بھی وہ رول لکھا تھا' لیلیٰ کی شخصیت کو سامنے رکھ کر لکھا تھا' کیسا خوبصورت کردار تھا' تضادات سے بھرپور۔"

"میں تو اسے ایک مہنگی غلطی قرار دوں گا۔" سنجے بولا۔ "میں اس کڑوے سچ پر

معذرت خواہ ہوں کیلاش، لیکن تم مجھے معقول مشوروں کا معاوضہ دیتے ہو۔"

☆========☆========☆

وکیل شیکھر، کیلاش کے بنگلے میں بیٹھا کیس کی پہلی پیشی کی تفصیل پڑھتا رہا تھا۔

"اگر ہم وقتی طور پر حواس گم ہو جانے کی بنیاد پر دفاع کرتے ہیں تو ہمیں نظیریں بھی دینا ہوں گی۔" اُس نے کہا۔

میز پر کاغذات کا انبار جمع تھا۔ سنجے نے کہا۔ "یاد ہے، یہاں بیٹھ کر میں، تم، نینا اور لیلیٰ بارہا اسکریبل کھیلتے رہے ہیں اور تم اور لیلیٰ ہمیشہ جیت جاتے تھے۔ نینا مجھ سے چپکی رہتی تھی اور لیلیٰ کہتی تھی، 'بلڈاگ' ہجے نہیں کر سکتے۔"

"کیا مطلب؟" شیکھر نے پوچھا۔

"لیلیٰ اپنے قریبی دوستوں کے نام رکھنے کی عادی تھی۔ میرا نام اُس نے بلڈاگ رکھا تھا۔"

"تمہیں تو یہ نام بہت بُرا لگا ہوگا؟"

"نہیں، لیلیٰ اگر کسی کو کوئی نام دیتی تھی تو وہ اس بات کی سند ہوتا تھا کہ وہ اُسے قریبی دوستوں میں شمار کرتی ہے اور یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔" سنجے نے بتایا۔

کیلاش سوچتا رہا۔ لیلیٰ کے رکھے ہوئے نام دو دھاری تلوار کی طرح ہوتے تھے۔ وہ اُس کی ذہانت اور مردم شناسی کا ثبوت تھے۔ خود اُسے وہ شاہین کہتی تھی۔ بلند پرواز، تیز نگہ، خوددار اور خودشکار کر کے کھانے والا .... اور سنجے بلڈاگ تھا۔ بھاری جسم کا وفادار کتا جس کی گرفت خوفناک ہوتی ہے۔

"اب کھانا منگواؤ، ہمیں آج سہ پہر بہت تیزی سے کام کرنا اور نمٹانا ہوگا۔" کھانے کے دوران کیلاش نے اپنے نینا سے صبح کے ٹکراؤ کے بارے میں بتایا۔ "لہٰذا تمہاری کل والی تجویز ناقابلِ عمل ٹھہری۔" اُس نے کہا۔ "میں لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں دوبارہ جانے کا اعتراف نہیں کر سکتا۔"

کھانے کے بعد وقت رینگ رینگ کر گزرتا رہا۔ شیکھر وقتی دیوانگی کی اصطلاح کی وضاحت کر رہا تھا۔ "لیلیٰ نے سب کے سامنے تمہیں ریجیکٹ کیا۔ اس فلم میں کام کرنے سے انکار کیا، جس میں تم نے بھاری سرمایہ کاری کی تھی۔ اگلے روز تم نے اُس سے التجا

کی کہ وہ اپنے فیصلوں پر نظرِ ثانی کرے لیکن وہ تمہاری توہین کرتی رہی، تمہیں مے نوشی پر اپنے سے مقابلے کے لئے اُکساتی رہی۔"

"دیکھو، تم کچھ بھی کہو۔ میں اس امکان کو کبھی قبول نہیں کروں گا کہ میں لیلیٰ کو قتل کر سکتا ہوں۔" کیلاش نے تند لہجے میں کہا۔

شیکھر کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ "دیکھو کیلاش، پہلے تو تم یہ سمجھ لو کہ میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں نے مان لیا کہ تم نے آج نینا کے ردِ عمل کو درست طور پر سمجھا ہے اور تم عدالت کے سامنے لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں دوبارہ جانے کا اعتراف نہیں کر سکتے۔ اب اگر ہم وقتی طور پر یادداشت زائل ہونے کو بنیاد بناتے ہیں تو ہمیں نینا اور اُس چشم دید گواہ راگنی، دونوں کی شہادتوں کو غیر مؤثر کرنا ہوگا اور میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ یہ ممکن نہیں۔"

"ایک کام ایسا ہے، جو ہمیں کرنا چاہئے۔" سنجے نے کہا۔ "میرا خیال ہے، ہمیں اس نام نہاد گواہ راگنی کی نگرانی کرانا چاہئے۔"

"اچھا آئیڈیا ہے، یہ کام تو بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔" شیکھر بولا۔

کیلاش سوچتا اور کُڑھتا رہا۔ وہ اُس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ اُس کی آزادی کے تحفظ کی ترکیبیں سوچ رہے تھے اور ان کا انداز ایسا تھا، جیسے انہیں اس کی موجودگی کا احساس ہی نہیں۔ اُسے اُن پر غصہ آنے لگا۔ اُن پر برس پڑنے کو جی چاہنے لگا۔ اُن میں سے ایک اُس کا وکیل تھا اور دوسرا عزیز ترین دوست، جو پچھلے ماہ سے اُس کی آنکھیں، اُس کے کان اور اُس کی آواز بنا ہوا تھا جبکہ کیلاش اپنی زندگی آپ گزارنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے کیس کے سلسلے میں کسی پر بھی اعتبار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اب سنجے اور شیکھر یہ طے کرنے میں مصروف تھے کہ راگنی کی نگرانی کس طرح کرائی جائے اور اس کام پر کس کو مامور کیا جائے۔

وہ دونوں پانچ بجے کے قریب رخصت ہوئے۔ اس وقت تک کیلاش ذہنی طور پر بُری طرح تھک چکا تھا۔ پہلے اُس نے چہل قدمی کا ارادہ کیا، مگر پھر نہانے کی غرض سے باتھ روم میں گھُس گیا۔ باتھ روم کے آئینے میں اُس نے اپنے عکس کو بغور دیکھا۔ کنپٹیوں پر سفیدی جھلکنے لگی تھی۔ پریشانی نے چہرے پر لکیریں ہی لکیریں کھینچ دی تھیں۔ اُس خود پر

ترس آنے لگا۔

نہانے کے بعد وہ خود کو خاصا بہتر محسوس کرنے لگا۔ اُس نے فون کر کے ملازمہ کو چائے لانے کو کہا۔ برآمدے میں بیٹھنے کو جی چاہ رہا تھا مگر وہاں بیٹھنا اس اعتبار سے مخدوش تھا کہ ہر آنا جانا اس سے بات کرنے کے لئے رُک جاتا اور وہ اس وقت باتیں کرنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا۔ سب سے زیادہ ڈر اُسے رادھا کا تھا۔ رادھا کبھی اُس کی زندگی میں شامل رہی تھی' مگر اب وہ چاہنے کے باوجود اس کی طرف ملتفت نہیں ہو پاتا تھا۔ "یہ دل بھی عجیب شے ہے۔" اُس نے سوچا۔ "پھر جائے تو پھر ہی جاتا ہے۔"

وہ کاؤچ پر لیٹ گیا۔ وہاں سے سمندر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ ساحل پر سر پٹکتی جھاگ اُڑاتی موجیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ اُس کے ذہن میں اُس مقدمے کا خیال آیا جس کی سماعت آئندہ ہفتے شروع ہونے والی تھی' تو اُس کے جسم سے پسینہ پھوٹ پڑا۔ وہ بے چین ہو کر اُٹھا اور اُس نے بنگلے کا پہلو کی طرف کھلنے والا دروازہ کھولا اور ریلنگ تھام کر کھڑا ہو گیا۔

اب وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کب وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اُس کی اور لیلیٰ کی زیادہ عرصے تک نبھ نہیں سکے گی۔ لیلیٰ کے اندر بہت گہرائی میں بہت قوی بے اعتباری تھی۔ وہ بے وفائی کی توقع رکھتی تھی اور نتیجہ یہ کہ دوسرے کو سچ مچ بے وفائی کی طرف دھکیل دیتی تھی۔ کہیں اسی وجہ سے تو اُس نے فلم 'دُکھ ہزار' میں سرمایہ نہیں لگایا تھا۔ اس امید پر کہ فلم سُپرہٹ ہو گی اور کامیابی لیلیٰ کا دماغ خراب کر دے گی اور وہ شادی سے پیچھے نہیں ہٹ سکے گی۔ لیلیٰ بنیادی طور پر' اول و آخر اداکارہ تھی۔ اُسے بچے کی بہت خواہش تھی لیکن سچی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اندر کی تمام مامتا نینا پر نچھاور کر چکی تھی۔

سورج تیزی سے سمندر کی طرف جھکنے لگا۔ فضا اپنے گھونسلوں کی طرف واپس آنے والے پرندوں کے چہچہوں سے گونجنے لگی۔ جھینگر بولنے لگے۔ شام ہو چکی تھی۔ رات ہونے والی تھی۔ اب ڈنر کا مرحلہ ہو گا۔ وہ اپنی میز پر بیٹھنے والوں کے چہروں کے تاثرات تصور میں دیکھ سکتا تھا۔ کملا اور ٹھاکر کی جھوٹی مسکراہٹیں اور آنکھوں سے جھانکتی فکر مندی۔ سنجے ہمیشہ کی طرح اُس کا ذہن پڑھنے کی کوشش میں مصروف ہو گا۔ سنتوش

ہمیشہ کی طرح نروس ہو گا۔ نہ جانے اُس نے مہاجنوں......... سود خوروں سے کتنا پیسہ قرض لے کر فلم میں لگایا ہو گا' جو ڈوب گیا۔ اب وہ مجھ سے کتنے قرض کی امید کر رہا ہے۔ میرے حق میں گواہی دینے کی کیا قیمت وصول کرنا چاہتا ہے؟ پھر رادھا......... محبت بھری' لبھانے والی نگاہوں سے تکتی' لرزتی انگلیوں سے چھوتی۔ وہاں زُنارام اوتار بھی ہو گی' جو بار بار اپنے ہیئر کلپ کو چھو رہی ہو گی۔ متجسس نگاہوں سے دیکھ رہی ہو گی۔ پھر شیشے کی دیوار کے اُس پار سے نفرت اور غصے سے تکتی ہوئی نینا کی آنکھیں۔

وہ ڈنر کا تصور کر کے لرز گیا پھر اُسے خیال آیا' جیل میں کیسا کھانا ملتا ہو گا۔ "فکر نہ کرو' جلد ہی پتا چل جائے گا۔ تمہیں تو وہاں کافی وقت گزارنا ہے" اُس نے خود سے کہا۔

☆=========☆=========☆

ڈورا دو بجے آشرم پہنچی۔ اُس نے اپنا سامان کمرے میں رکھا اور فوراً ہی آفس چلی گئی۔ کملا نے اُسے لیلیٰ کے پرستاروں کی ڈاک کے تھیلے فائلنگ روم کی الماری میں رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ وہ اُن میں سے مٹھی بھر خطوط نکال کر اپنی میز کی نچلی دراز میں رکھ لیتی تھی' وہ جانتی تھی کہ کملا کو لیلیٰ کی ڈاک بُری لگتی ہے۔ اس لئے وہ اُس کے سامنے یا آفس کے اوقات میں اُن خطوں کے جواب نہیں دیتی تھی۔ آج اُسے کملا کی ناراضی کی پروا نہیں تھی' یہ اُس کا چھٹی کا دن تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ ڈاک میں سے مزید زہریلے خطوط تلاش کر کے علیحدہ کرے گی۔

اس نے کوئی دسویں بار اُس زہریلے خط کا جائزہ لیا' جس کے بارے میں اُس نے نینا کو خط بھی لکھا تھا۔ ہر بار خط پڑھتے ہوئے اُس کا یہ احساس قوی تر ہو جاتا کہ اس میں کسی نہ کسی حد تک سچائی ہے۔ لیلیٰ' کیلاش سے مل کر خوش تھی مگر گزشتہ تین چار فلموں کی ناکامی نے اسے چڑچڑا بنا دیا تھا اور جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا' کیلاش کے لئے اُس کا چڑچڑا پن ناقابلِ برداشت ہوتا جا رہا تھا۔ ایسے میں مرد دوسری عورتوں کی طرف متوجہ ہو جائیں تو یہ فطری بات ہوتی ہے۔

لیلیٰ بھی یہ خطوط کھول کر پڑھنے کے بعد شاید اسی انداز میں سوچتی ہو گی۔ شاید اسی وجہ سے اُس نے شراب کا سہارا ڈھونڈا تھا۔ وہ اکثر کہتی تھی......... دنیا میں دو ہی افراد ایسے ہیں جن پر میں اعتماد کر سکتی ہوں' ایک چڑیا' دوسرا شاہین اور اب ڈورا' تم بھی اُن

میں شامل ہوتی جا رہی ہو' اور یہ سُن کر ڈورا کو محسوس ہوا تھا کہ جیسے اسے دُنیا کا سب سے بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ اور ملکہ صاحبہ بڑی اچھی دوست ہیں' لیلیٰ کہتی تھی' بشرطیکہ ان کی جیب سے کچھ جا نہ رہا ہو اور ان کے کاٹھ کے سپاہی کو ٹھیس نہ پہنچ رہی ہو۔ ملکہ صاحبہ کملا کا نام تھا اور کاٹھ کا سپاہی لیلیٰ ٹھاکر کو کہتی تھی۔

کملا اور ٹھاکر آفس میں نہیں تھے۔ ڈورا فائلنگ روم میں داخل ہو گئی۔ وہاں لیلیٰ کی ڈاک کے دو بھرے ہوئے تھیلے رکھے تھے۔ ڈورا نے ہاتھ ڈال کر بہت سارے خطوط نکالے اور اپنی میز کی طرف واپس چلی آئی۔ ان خطوط کے درمیان سے گمنام خط چھانٹ کر علیحدہ کرنا صبر آزما کام تھا۔ اس نے کھلے ہوئے خطوط سے تلاش کا آغاز کیا......... اُن خطوں سے جو لیلیٰ پڑھ چکی تھی لیکن پون گھنٹے کی تلاش کے باوجود اُسے کوئی گمنام خط نہیں ملا۔ وہ عام سے خط تھے' جن میں اپنی پسندیدہ اداکارہ کے لئے محبت اور ایسے ہی دوسرے جذبوں کا اظہار تھا۔ کچھ خطوط تنقیدی بھی تھے۔ وہ خطوط میں اس طرح الجھی ہوئی تھی کہ اسے کملا اور ٹھاکر کی آمد کا پتا ہی نہیں چلا۔ وہ اُس کے نزدیک آ گئے تو اس نے چونک کر سر اُٹھا کے انہیں دیکھا۔ ان کی آمد خلافِ معمول نہیں تھی۔ چار بجے وہ ہر روز آفس آتے تھے۔ ڈورا نے آہستگی سے تمام خط خطوں کے ڈھیر میں شامل کر دیئے۔

کملا کچھ پریشان تھی۔ اُسے یہ احساس بھی نہیں ہوا کہ ڈورا وقت سے پہلے واپس آ گئی ہے۔ "ڈورا! مجھے رومن باتھ والی فائل نکال کر دو۔" اُس نے کہا۔

ڈورا فائل لینے چلی گئی' وہ فائل لے کر آئی تو ٹھاکر نے فائل کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن کملا نے فائل جھپٹ لی۔ اُس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ ٹھاکر نے اُس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "پلیز کملا......... اپنے اعصاب پر زیادہ زور مت ڈالو۔" کملا نے سُنی اَن سُنی کرتے ہوئے ڈورا سے اپنے کمرے میں چلنے کو کہا۔

"میں ذرا اپنی میز صاف کر لوں۔" ڈورا نے مہلت چاہی۔

"اسے یونہی چھوڑ دو' اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" کملا نے چڑچڑے پن سے کہا۔

اب ڈورا کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی' اگر وہ گمنام خط کو دراز میں رکھنے کی کوشش کرتی تو وہ کملا کی نظروں میں بھی آ جاتا' وہ کہتی کہ مجھے دکھاؤ اور یہ خط ڈورا نینا کے سوا

سی کو دکھانا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ خاموشی سے کملا اور ٹھاکر کے پیچھے چل دی۔ اُسے ہاں کی صورتِ حال بہت خراب معلوم ہو رہی تھی اور کسی نہ کسی طرح اس کا تعلق ومن باتھ سے تھا۔

کملا نے اپنی کرسی پر بیٹھ کر فائل کھولی اور تیزی سے ورق اُلٹنے لگی۔ فائل میں وجود کاغذات زیادہ تر رومن باتھ کے کنٹریکٹر کے بھیجے ہوئے بل تھے۔ وہ ان بلوں کی قم کو بہ آواز بلند دُہراتی رہی۔ آواز بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ "اور اب اسے اس کے کمروں کا کام مکمل کرنے کے لئے چار لاکھ روپے چاہئیں۔" کملا نے میز پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔

ڈورا جلدی سے ٹھنڈے پانی کا گلاس لانے کی غرض سے لپکی۔ ٹھاکر نے آگے بڑھ کر کملا کی کنپٹیاں سہلاتے ہوئے نرم لہجے میں اُسے سمجھایا۔ "کملا......... بیکار خود کو پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔ اچھی اچھی باتیں سوچو' اس طرح تو تمہارا بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔"

ڈورا نے پانی کا گلاس کملا کو دیا پھر ٹھاکر کو غصے اور نفرت سے گھورا۔ سب کچھ اسی شخص کا کیا دھرا ہے۔ اُس نے سوچا۔ اسے پیسہ برباد کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ کملا بے چاری اخراجات کم کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی ہے اور جتنی بچت ہوتی ہے' اس سے زیادہ اس خبیث شخص کی فضول خرچی میں چلا جاتا ہے۔ رومن باتھ اس کی نہایت تباہ کن اسکیم تھی۔ نہ جانے کیوں' کملا اس کی باتوں میں آ گئی۔ ٹھاکر کا کہنا تھا کہ رومن باتھ ہمارے لئے بہترین پبلسٹی ہو گا اور کاروباری حریفوں میں ہمیں اہمیت اور امتیاز دلائے گا۔ سندرتا آشرم کا شعبہ مالیات ڈورا پر پوری طرح روشن تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ٹھاکر کو کملا نے کنٹرول نہ کیا تو جلد ہی سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

"کملا جی......... ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ رومن باتھ کی تعمیر کو فوراً روک دیجئے۔" ڈورا نے تجویز پیش کی۔ "باہر کا کام مکمل ہو چکا ہے' عمارت خاصی خوبصورت لگتی ہے۔ اندر کے لئے جس ماربل کا آپ نے آرڈر دے رکھا ہے' اُسے کینسل کر دیجئے۔ کسی کو کمی کا احساس بھی نہیں ہو گا۔ میرا خیال ہے' کنٹریکٹر کی اب تک کی ادائیگی ہو چکی ہے۔"

"ہاں......... تقریباً۔" ٹھاکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا پھر وہ مسکرایا۔ "ڈورا ٹھیک کہہ

رہی ہے کملا۔"

کملا نے سُنی اَن سُنی کر دی۔ "میں ان اعداد و شمار کو ایک بار اور چیک کرنا چاہتی ہوں۔"

اس کے بعد دیر تک وہ تینوں سر جوڑے اعداد و شمار کی پڑتال میں لگے رہے۔ ایک موقع پر کملا اور ٹھاکر کمرے سے باہر بھی گئے۔ ڈورا دل ہی دل میں دُعا کرتی رہی کہ وہ اس کی میز کے پاس نہ جائیں' وہ دونوں واپس آ گئے۔ کچھ دیر بعد کملا نے فائل سے سر اٹھایا۔ "میں وکیل سے بات کروں گی۔ کنٹریکٹر نے ہر آئیٹم میں اضافہ کیا ہے۔ ٹینڈر کی شرائط کی خلاف ورزی.........."

"وہ بے چارہ بھی کیا کرے۔" ٹھاکر نے جلدی سے کہا۔ "قیمتوں میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ ڈورا ٹھیک کہتی ہے' مزید تعمیر کی ضرورت نہیں۔"

اچانک ڈورا کو کمرے میں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اُس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو رادھا کو سامنے کھڑا پایا۔ رادھا کی آنکھوں میں دلچسپی کی اضافی چمک تھی۔ "شاید میں بے وقت آئی ہوں۔" اس نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "اوہ.......... آپ لوگ رومن باتھ کے اسکیچ چیک کر رہے ہیں۔" وہ خود بھی فائل پر جُھک گئی۔ "بھئی آئیڈیا بہت اچھا ہے لیکن باتھ کے لئے معدنی پانی کی فراہمی بہت مہنگی پڑے گی۔ میرا خیال ہے' تمہیں سرمائے کی ضرورت ہو گی اور تم جانتی ہو' کیلاش میری رائے کو بہت اہمیت دیتا ہے اور اب تو لیلیٰ سے بھی چھٹکارا مل چکا ہے۔ میں کہوں تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ اچھا' اب میں چلتی ہوں' ڈنر پر ملاقات ہو گی۔" یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازے پر پہنچ کر وہ پلٹی۔ "اور ہاں کملا جی.......... میں نے اپنا بِل ڈورا کی میز پر چھوڑ دیا ہے۔ میرا خیال ہے' میرا بِل غلطی سے میرے بنگلے پر بھیجا گیا ہو گا کیونکہ تم نے مجھے اپنے مہمان کی حیثیت سے مدعو کیا تھا' اور مہمانوں سے بِل وصول نہیں کئے جاتے۔"

ڈورا کی آنکھیں پھیل گئیں۔ گویا رادھا اُس کی میز تک گئی تھی۔ ہو سکتا ہے گمنام خط پر اس کی نظر پڑی ہو۔

کملا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ "رادھا کو پتا چل گیا ہے کہ ہم مالی طور پر تباہی

کے قریب کھڑے ہیں۔ اب یہ کسی بھی کالم نویس کو بتا دے گی اور پھر سب کچھ ختم.........."

ڈورا نے کملا سے رومن باتھ والی فائل لی اور استقبالیہ میں واپس آئی۔ اُس کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ اپنی میز تک پہنچی۔ تمام خطوط موجود تھے مگر گمنام خط غائب تھا۔ مایوس ڈورا نے سوچنے اور اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ وہ خط کتنا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کیا اس خط کے ذریعے کیلاش کو بلیک میل کیا جا سکتا ہے؟ یا یہ بات ہے کہ جس نے گمنام خط لکھے تھے' وہ اُن خطوط کو واپس لینے کے لئے اسی ڈر سے بے تاب ہو رہا ہے کہ ان خطوط کی مدد سے اُس تک پہنچا جا سکتا ہے۔

وہ اپنی کرسی پر ڈھے گئی۔ اسی وقت اس کی نظر اس بِل پر پڑی جو رادھا نے اس کی میز پر رکھ دیا تھا۔ بِل کی پیشانی پر رادھا نے لکھا تھا۔ مکمل ادائیگی کر دی گئی رادھا' بقلم خود۔

☆=========☆=========☆

ساڑھے چھ بجے کملا نے نینا کو فون کیا۔ "نینا! رات کا کھانا میرے اور سُرجیت کے ساتھ کھانا۔ کیلاش' اس کا وکیل' سنجے سنتوش اور رادھا رات کے کھانے پر یہاں نہیں ہوں گے۔" وہ ایک بار پھر پُرانی کملا معلوم ہو رہی تھی' جسے اپنی بات منوانے کا ہنر آتا تھا۔ نینا کے جواب دینے سے پہلے اس نے مزید کہا۔ "پلیز نینا' انکار نہ کرنا' کل تو تم واپس جا رہی ہو۔"

"اب کیا کھیل کھیل رہی ہو کملا دیدی؟" نینا نے کہا۔

"مجھے اپنی گزشتہ رات کی غلطی کا احساس ہو گیا ہے' مجھے کیلاش سے تمہیں ملوانے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے تھی' میں معذرت کرنا چاہتی ہوں۔"

کملا کے لہجے میں تھکن تھی.......... یاس تھی۔ نینا اُس سے ہمدردی محسوس کئے بغیر نہ رہ سکی۔ اُس نے سوچا' اگر کملا' کیلاش کو بے قصور سمجھتی ہے تو یہ اس کا نقطۂ نظر ہے۔ مجھے کیا۔ اس نے مجھے اور کیلاش کو ملانے کی احمقانہ کوشش کی مگر یہ تو اس کا مخصوص انداز ہے چنانچہ اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ٹھیک ہے کملا دیدی میں آ جاؤں گی۔"

نینا نے پورا دن خود کو مصروفیات میں الجھائے رکھا تھا لیکن اسے ارتکاز میسر نہیں آ سکا تھا۔ اُسے بار بار کیلاش کی بات یاد آ رہی تھی۔ "میں دوبارہ لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں گیا تھا۔ میں نے اسے بچانے کی کوشش کی ہو' یہ بھی تو ممکن ہے۔" پھر نینا کو خیال آیا کہ کیلاش کو آشرم میں دیکھنے کے بعد سخت غصے کے عالم میں وہ ایک بات نظرانداز کر گئی تھی' کملا درحقیقت لیلیٰ سے بہت محبت کرتی تھی۔ لیلیٰ کی موت پر اس کا دکھ جھوٹا نہیں تھا۔ وہ اداکاری نہیں تھی لیکن ٹھاکر کی بات اور تھی۔ اُس نے آتے ہی ٹھاکر کو لیلیٰ کی تصویر کے سامنے کھڑا دیکھا تھا اور ٹھاکر کو علم نہیں تھا کہ کوئی اُسے دیکھ رہا ہے۔ اُس کے چہرے کے اس وقت کے تاثرات کچھ اچھے نہیں تھے۔ وہ لیلیٰ کی تصویر کو لیلیٰ کی موت کے باوجود معاندانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر اُس کا یہ کہنا کہ لیلیٰ اپنے حُسن کے ڈھلنے کے احساس کی وجہ سے خوفزدہ تھی۔ کیوں آخر؟ اُس کے انداز میں وہ زہریلا پن کیوں تھا؟ کیا دشمنی تھی اُسے لیلیٰ سے؟ بات صرف اتنی سی تھی کہ لیلیٰ اسے کاٹھ کا سپاہی کہہ کر پکارتی تھی۔ وہ تو اس نام کو بڑی خوش دلی سے قبول کرتا تھا اور لیلیٰ اس بات پر اسے سراہتی تھی پھر اتنی برہمی کیوں؟

نینا کے خیالات کی رو کیلاش کی طرف مڑ گئی۔ کیلاش' لیلیٰ سے کچھ نہیں چھپاتا تھا۔ اُس نے لیلیٰ کو اپنی ماں کی خودکشی کے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا۔ اس وقت اُس کی عمر بارہ سال تھی' وہ یہ بھی بتاتا تھا کہ اُسے اپنے باپ سے کتنی نفرت تھی۔ وہ کار کے اُس حادثے کے بارے میں بھی تفصیل سے بتاتا تھا' جس نے اس سے اس کی بیوی اور بچے کو چھین لیا تھا۔ "میں تو بے کار ہو کر رہ گیا تھا۔" وہ کہتا تھا۔ "دو سال تک مجھے کسی بات کا ہوش نہیں رہا' اگر سنجے نے کاروبار نہ سنبھال لیا ہوتا تو نہ جانے کیا ہوتا۔ اس نے بہت زیادہ محنت کی۔ وہ میری آواز بن گیا۔ یہ سمجھ لو' اُس نے میری جگہ لے لی تھی.......... کیلاش بن گیا تھا وہ۔"

نینا جان بُوجھ کر کاک ٹیل کے وقت تک بنگلے میں ٹھہری رہی پھر وہ بنگلے سے نکلی۔ آشرم کی مرکزی عمارت کی طرف جانے والے راستے پر چند لمحے رُک کر اس نے عمارت کے برآمدے کا جائزہ لیا۔ لوگ الکحل سے پاک کاک ٹیل کے گھونٹ لیتے ہوئے گپ شپ میں مصروف تھے۔

آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے۔ راستے پر جاپانی لالٹین نُما قمقمے جل رہے تھے۔ پس منظر میں سمندر کی لہروں کا شور سنائی دے رہا تھا۔ نیم تاریکی میں رومن باتھ کی عمارت کسی ہیولے کی طرح استادہ تھی۔ نینا کو وہ سب کچھ اجنبی اجنبی لگنے لگا' وہ گھر جانے کو تڑپ رہی تھی بس ڈورا سے ملاقات ہو جائے۔ وہ بے حد آدم بیزار ہو رہی تھی۔ اب تو کسی سے ملنے' بات کرنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ شاید مقدمے کا فیصلہ ہو جانے کے بعد اُس کے مزاج میں کوئی مثبت تبدیلی آئے' شاید یہ احساس کہ اس نے لیلیٰ کے قاتل کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے' اس کی بے چین روح کو شانت کر سکے.......... وہ پھر لوگوں سے مل سکے گی' تعلقات قائم کر سکے گی' نئے سرے سے زندگی شروع کر سکے گی۔

برآمدے میں پہنچتے ہی ایک ویٹر نے اُسے جام تھما دیا۔ اُس نے جام سے ایک گھونٹ لیتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کملا اور ٹھاکر اچھے میزبانوں کی طرح مہمانوں کے درمیان گھوم رہے تھے' وہ مسکراہٹیں بانٹتے خوش دلی تقسیم کرتے پھر رہے تھے مگر ٹھاکر کو دیکھ کر نینا کو ایک ہی خیال آیا۔ ٹھاکر' لیلیٰ سے کیوں نفرت کرتا تھا؟

☆==========☆==========☆

ڈائننگ روم میں کملا کی ٹیبل چار افراد کے لئے سیٹ کی گئی تھی۔ نینا جس وقت ٹیبل پر پہنچی' بیرا کملا کو فون کی وجہ سے بلانے کے لئے آیا تھا۔ کملا فون پر بات کر کے واپس آئی تو بہت غصے میں تھی لیکن جس انداز میں اُس نے نینا کی پذیرائی کی وہ مصنوعی نہیں تھا۔ "مجھے خوشی ہے نینا کہ ہمیں ایک دوسرے سے بات کرنے کی فرصت تو ملی۔" اُس نے کہا۔ "میں تمہیں اور ڈورا کو سرپرائز بھی دینا چاہتی تھی۔ ڈورا کچھ پہلے ہی آ گئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ ڈنر ہمارے ساتھ ہی کرے لیکن ابھی ڈورا نے فون پر بتایا ہے کہ اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ نہیں آ سکے گی۔ میں نے اُسے تمہارے متعلق بتایا تو وہ بولی کہ ڈنر کے بعد وہ تمہارے بنگلے پر تم سے مل سکے گی۔"

"ڈورا کی طبیعت زیادہ خراب ہے؟" نینا کے لہجے میں تشویش تھی۔

"نہیں بھئی' سفر کی تھکن کا اثر ہے۔" کملا نے کہا۔ اُس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ ڈورا کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ وہ کھانے کے دوران بھی تمام ٹیبلوں کا جائز

لے رہی تھی کہ ویٹر ٹھیک طور پر سے سرو کر رہے ہیں یا نہیں۔ نینا کو کملا کا ڈورا کو اپنے ساتھ ڈنر کے لئے بلانا عجیب سا لگا۔ کملا اپنے اور اپنے ملازمین کے درمیان فاصلہ رکھنے کی قائل تھی۔ ڈورا کو مدعو کرنے کی یہی وجہ ہو سکتی تھی کہ اسے نینا اور ڈورا کی ملاقات کے بارے میں تجسس ہو گیا ہو گا۔ نینا' ڈورا سے ملاقات پر مُصر جو تھی اور شاید ڈورا نے بھی یہ بات بھانپ لی تھی اسی لئے اتنی صفائی سے اس دعوت سے بچ نکلی تھی۔

انہوں نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ رُما آ گئی۔ اُس نے دیر سے آنے پر معذرت کی۔ وہ بہت خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھی' میک اپ بھی بہت سلیقے سے کیا تھا۔ "میں نے یہ لباس آشرم کی بوتیک شاپ سے خریدا ہے۔" اُس نے فخریہ لہجے میں بتایا۔ "بہت بڑی شاپ ہے۔ دُکان پر جو عورت کام کرتی ہے' اُس نے لباس منتخب کرنے میں میری بڑی مدد کی۔"

"بہت اچھی لگ رہی ہیں آپ۔" نینا نے کہا۔ رُما کھل اٹھی۔ اس کا ہاتھ پھر اپنے ہیئر کلپ کی طرف بڑھا۔ پھر وہ ٹھاکر سے مخاطب ہوئی۔ "ٹھاکر.......... مجھے آپ کا پوسٹر بہت اچھا لگا ہے۔ بنگلے میں' میں نے اس پوسٹر کو بہت غور سے پڑھا۔ آپ نے پوسٹر میں جو بھی دعویٰ کیا ہے' اسے آپ کا آشرم درست ثابت کرتا ہے لیکن ایک جملے کا تو جواب ہی نہیں۔ وہ ہے نا.......... آپ ایک ہفتہ سندر رتا آشرم میں گزارنے کے بعد خود آزاد اور ہلکا پھلکا محسوس کریں گے' جیسے بادلوں کے دوش پر اُڑتی ہوئی تتلی .... ہے نا؟"

نہ جانے کیوں.......... ٹھاکر بہت چوکنا دکھائی دینے لگا۔ "جی ہاں کچھ اسی طرح جملہ ہے۔"

"اور آپ نے مجھے بتایا تھا کہ یہ آپ کا لکھا ہوا جملہ ہے۔"

"میں نے نوک پلک درست کی تھی' ورنہ ہمارا پبلسٹی کا کام ایڈورٹائزنگ ایجنسی کرتی ہے۔"

"تم صفائی پیش کرنے کے انداز میں بات کیوں کر رہے ہو؟" کملا نے ٹھاکر کو ٹوکا۔ "رُما دیوی تو تعریف کر رہی ہیں۔" پھر وہ رُما کی طرف مُڑی۔ "رُما دیوی! اگر ہمارا آشرم ہوتا تو میرے پتی یقیناً ایک کامیاب رائٹر ہوتے۔ اب بھی آشرم کی پبلسٹی کے لئے کا رائٹنگ یہی کرتے ہیں۔"

"کچھ بھی ہو' مجھے وہ جملہ بہت پسند آیا ہے۔" رُما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کچھ ہی دیر بعد نینا قائل ہو گئی کہ رُما کو لوگوں کو باتوں میں الجھانے اور اگلوانے کا ہنر آتا ہے۔ کملا اور ٹھاکر اب ایسے ایسے قصے سنا رہے تھے جو انہوں نے کبھی اسے بھی سنائے تھے۔ انہوں نے آشرم کے کچھ دولت مند مہمانوں کی مضحکہ خیز عادتوں کا تذکرہ بھی کیا۔

پھر کھانے کی ٹیبل سے اُٹھنے سے پہلے رُما نے آخری سوال کیا۔ "آپ کے آشرم میں آنے والا سب سے پُرکشش اور مشہور مہمان کون تھا؟"

اُن دونوں نے ایک لمحہ ہچکچائے بغیر' ایک دوسرے کی طرف دیکھے بغیر بیک وقت جواب دیا۔ "لیلیٰ۔" اور نہ جانے کیوں نینا کو جُھرجُھری سی آ گئی۔

☆==========☆==========☆

نینا کھانے کے بعد کافی کے لئے نہیں رُکی۔ اپنے بنگلے پر پہنچتے ہی اس نے ڈورا کو اس کے اپارٹمنٹ فون کیا مگر کسی نے فون نہیں اُٹھایا۔ پھر نینا نے آفس کا نمبر ملایا۔

"نینا.......... میں تمہارے پاس آ رہی ہوں ابھی۔" ڈورا نے اُس کی آواز پہچانتے ہی کہا۔

دس منٹ بعد ڈورا کی دستک پر نینا نے دروازہ کھولا اور ڈورا سے لپٹ گئی۔ پھر صوفے پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھنے کے بعد اُنھوں نے ایک دوسرے کو ناقدانہ نگاہوں سے دیکھا۔ نینا کو یہ دیکھ کر بڑا صدمہ ہوا کہ ڈورا کتنی بدل گئی ہے۔ "ہاں' مجھے معلوم ہے میں بہت کمزور ہو گئی ہوں۔" ڈورا نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے ڈورا؟ تمہاری حالت تو اچھی نہیں۔"

"مجھے احساسِ جُرم ستاتا ہے۔" ڈورا نے آہ بھر کے کہا۔ "اس کڑے وقت میں لیلیٰ بالکل اکیلی تھی۔ تم اپنی فلم کی آوٹ ڈور شوٹنگ کے لئے گئی ہوئی تھیں۔ کیلاش کاروباری دورے پر تھا اور میں اسپتال میں۔ ہمیں پتا نہیں چلا کہ لیلیٰ پر کیا گزر رہی ہے' وہ لمحہ لمحہ کس طرح بدل رہی ہے۔ وہ اسپتال میں مجھ سے ملنے آئی تو میں حیران رہ گئی۔ کوئی چیز اندر ہی اندر اسے چاٹ رہی تھی لیکن اُس نے بتایا کچھ نہیں۔ مجھے اُسی وقت تمہیں خط لکھنا چاہئے تھا۔ میں نے لیلیٰ کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اب میں جاننا چاہتی ہوں کہ لیلیٰ پر کیا گزری تھی۔"

نینا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ”ڈورا پلیز.......... اب مجھے مت رلاؤ‘ میں بہت رو چکی ہوں۔ شروع میں تو میں گہرے سن گلاسز لگائے بغیر گھر سے نکلتی ہی نہیں تھی کہ پتہ نہیں کب رونا شروع کر دوں۔“ وہ ایک لمحے کو رکی پھر بولی۔ ”ایک بات بتاؤ ڈورا‘ کیا یہ ممکن ہے کہ کیلاش کے معاملے میں‘ میں غلطی پر ہوں؟ دیکھو‘ اگر کیلاش نے لیلیٰ کو دھوکا دیا تھا تو اسے ضرور سزا ملنی چاہئے لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ لیلیٰ کو چھلانگ لگانے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔ آخر لیلیٰ کو کیا ہوا تھا؟ وہ اتنی پریشان کیوں تھی؟ وہ جو شراب کو ناپسند کرتی تھی‘ شراب میں غرق کیوں ہو رہی تھی؟ ڈورا .... میں نے تو لیلیٰ دیدی سے پوچھا بھی نہیں۔ اگر میں نے ان سے ہمدردی کی ہوتی تو شاید یہ نہ ہوتا۔“

ڈورا نے نینا کو گلے سے لگا لیا اور اُس کی پیٹھ تھپکنے لگی۔ ”مجھے ایک بات بتاؤ تمہارے آؤٹ ڈور شوٹنگ پر جانے سے پہلے کیا لیلیٰ اَپ سیٹ ہو چکی تھی؟“

نینا نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ ”اس سے کچھ ہی دن پہلے تو دوسری طلاق ہوئی تھی۔ وہ پہلا موقع تھا کہ مَیں نے لیلیٰ دیدی کو پیسے کی طرف سے فکرمند دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا.......... چڑیا! مَیں نے اتنی دولت کمائی لیکن اب میں اپنے مستقبل کو غیر محفوظ محسوس کر رہی ہوں۔ میں نے کہا .... دیدی‘ دو شوہر تمہیں مالی اعتبار سے کھوکھلا کر گئے ہیں لیکن کیلاش کی بات اور ہے۔ وہ ارب پتی ہے‘ سب سے بڑی بات یہ کہ تمہیں بے تحاشا چاہتا ہے لیکن تم اُس کی محبت پر شک نہ کیا کرو دیدی۔ شک محبت کو ختم کر دیتا ہے۔ اب یہی دیکھو اُس نے تمہاری فلم میں کتنا سرمایہ لگایا ہے۔ دیدی یہ فلم کامیاب ہونی چاہئے جان لڑا دو۔ اس پر وہ ہنسنے لگی پھر بولی۔ ”چڑیا“ تم بہت سمجھ دار ہو ہمیشہ درست مشورہ دیتی ہو اور فلم ڈکھ ہزار تو مجھے کہیں کا کہیں پہنچا دے گی۔ وہ تو رول ہی میرا ہے۔“

”ہاں‘ پھر تم چلی گئیں۔“ ڈورا نے کہا۔ ”میں اسپتال میں تھی اور کیلاش کاروباری دورے پر۔ اس دوران کسی نے لیلیٰ کو ذہنی طور پر تباہ کرنے کی باقاعدہ مہم چلا دی۔“ اُس نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک خط نکالا۔ ”جس خط کا میں نے تذکرہ کیا تھا‘ وہ تو آج میری میز سے چُرا لیا گیا لیکن لیلیٰ کی ڈاک میں سے مجھے ایک اور ویسا ہی خط ملا‘ یہ بھی لیلیٰ پڑھ نہیں سکی تھی‘ یہ خط پڑھ لو‘ سب معلوم ہو جائے گا۔“

نینا نے خط لیا اور اُسے کھول کر پڑھا۔ اُس کی آنکھیں پھیل گئیں پھر اُس نے خط کو کئی بار پڑھا۔ مختلف رسالوں سے کاٹ کر چپکائے گئے‘ لفظوں سے ترتیب دیئے گئے خط کا مضمون کچھ یوں تھا۔

”لیلیٰ.......... مان جاؤ کہ کیلاش تم سے بیزار ہو چکا ہے۔ اب اس کے نزدیک تم کاٹھ کباڑ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ ڈکھ ہزار‘ میں اس کی سرمایہ کاری آخری اظہارِ محبت ہے‘ اسے ضائع نہ کرنا جان.......... شہرت تو یہ ہے کہ فلم ردی ہے اور اس رول کے لحاظ سے تم کم از کم دس سال بڑی ہو۔

تمہارا دوست

نینا کا چہرہ جیسے پتھرا گیا تھا۔ ڈورا اُسے بغور دیکھتی رہی۔ ”اور لیلیٰ کو ایسے خط باقاعدگی سے ملتے رہے ہوں گے۔“ اُس نے کہا۔

”اور جو خط چُرایا گیا‘ وہ کس نے چُرایا ہو گا؟“ نینا نے پوچھا۔

ڈورا نے تفصیل بتائی اور پھر کہا۔ ”میں اتنا جانتی ہوں کہ رادھا میری میز تک گئی تھی۔ اُس نے بِل میز پر رکھا تھا لیکن کملا اور ٹھاکر بھی باہر نکلے تھے‘ وہ بھی خط اُٹھا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم کام میں اتنے منہمک تھے کہ کوئی آفس میں آیا ہو گا تو ہمیں پتا بھی نہیں چلا ہو گا۔“

”لیکن یہ اسٹائل رادھا کا لگتا ہے۔“ نینا نے خط لہراتے ہوئے کہا۔ ”سوال یہ ہے کہ کیا اس خط کے خالق تک پہنچا جا سکتا ہے؟ خط انگریزی میں ہے۔ انگلش میگزین سے کاٹے ہوئے لفظ ہیں۔ ممکن ہے ان کے ذریعے کچھ پتا مل سکے۔ میں اس کا تجزیہ کرانے کی کوشش کروں گی۔ ویسے جو خط چُرا لیا گیا‘ اُس کا مضمون تو یاد ہو گا تمہیں؟“

”ہاں.......... یاد کر سکتی ہوں۔“ ڈورا نے کہا۔ نینا نے اس کی طرف پیڈ اور قلم بڑھا دیا۔ ”لکھو تو۔“

ڈورا ذہن پر زور دے دے کر لکھتی رہی۔ پھر اس نے پیڈ نینا کی طرف بڑھایا۔ ممکن ہے‘ ایک آدھ لفظ اِدھر اُدھر ہو گیا ہو۔ مگر میرا خیال ہے مضمون یہی تھا۔“

نینا نے پڑھا..........

”لیلیٰ.......... میں کتنی بار بتاؤں کہ کیلاش تم سے بیزار ہو چکا ہے۔ اس کی نئی محبوبہ

نوجوان ہے اور حسین بھی۔ تم سے بہت زیادہ.......... اور کیلاش نے جو تم کو زمرد
نیکلس دیا تھا' اُس نے اس سے دس گنا مہنگا اور کہیں خوبصورت نیکلس اپنی نئی محبوبہ کو د
ہے اور ہاں' سنا ہے .... فلم دُکھ ہزار' میں تمہاری پرفارمنس بہت گندی ہے۔ اپنے
مکالمے اچھی طرح یاد رکھا کرو۔"

تمہارا دوست

نینا نے اس خط کو کئی بار پڑھا۔ "جس وقت کیلاش نے لیلیٰ دیدی کو زمرد کا نیکلس د
تھا' وہاں کتنے لوگ موجود تھے؟" اُس نے ڈورا سے پوچھا۔

"کملا' ٹھاکر' سنجے' رادھا' سنتوش تم اور مَیں۔"

"اور صرف یہی لوگ جانتے تھے کہ کیلاش نے دُکھ ہزار میں سرمایہ لگایا ہے' اس
مطلب ہے کہ یہ خطوط ان میں سے کوئی شخص پوسٹ کرتا رہا ہے۔ اور خط تلاش کئے
نے؟"

"ایک تھیلے کو تو مَیں چیک کر رہی ہوں' اُس کے علاوہ ایک بھرا ہُوا تھیلا اور ہے
میرا خیال ہے' چھ سات سو خط ہوں گے اس میں۔"

"کل صبح میں تمہارے ساتھ اس تھیلے کے خطوط چیک کروں گی۔" نینا بولی۔ "سوچنا
یہ ہے کہ اس طرح کے گمنام خطوط کون لکھ سکتا ہے؟ کملا اور ٹھاکر کا فلم دکھ ہزار میں کوئی
انٹرسٹ نہیں تھا۔ ان کی تو بہتری اسی میں تھی کہ لیلیٰ اور کیلاش یکجا رہیں تاکہ ان کے
دم سے آشرم کی رونق قائم رہے۔ سنتوش کا فلم میں پیسہ لگا ہوا تھا۔ سنجے کا حال یہ ہے کہ
وہ کیلاش کے پیسے کو اپنا پیسہ سمجھتا ہے۔ اس اعتبار سے اُسے دکھ ہزار' میں سرمایہ کاری کی
بہت زیادہ فکر تھی۔ رادھا' کیلاش کی وجہ سے لیلیٰ دیدی سے چڑتی تھی' وہ لیلیٰ دیدی کی
تمام کمزوریوں سے اور ہر بات سے واقف بھی تھی اور وہی ان خطوط کو واپس لینے کے
لئے بے چین ہو سکتی ہے۔"

"کیوں؟ وہ خط اب اس کے کس کام کے؟"

نینا آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کھڑکی کھولی اور چند لمحے باہر دیکھتی رہی "و
ان کے لیے پریشان ہو گی' اگر وہ خطوط کسی طرح اس کے پوسٹ کیے ہوئے ثابت ہو گئے
تو اس کا کیریئر تباہ ہو جائے گا۔ فلم بینوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے اس کی پسندیدہ

اداکارہ کو ان خطوط کے ذریعے موت کی طرف دھکیلا ہے تو ان کا کیا ردِ عمل ہو گا؟ خاص
طور پر اس صورت میں کہ رادھا' لیلیٰ کی عزیز ترین سہیلی تھی۔"

"جانتی ہو' اس وقت تم نے کیا کہا ہے؟" ڈورا نے اسے ٹوکا۔ نینا نے نفی میں سرہلایا
"تم نے موت کی طرف دھکیلا' کہہ کر اس امکان کو تسلیم کیا ہے کہ لیلیٰ خودکشی کر سکتی
تھی۔"

نینا کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں۔ بات تو ٹھیک تھی۔"ڈورا پلیز.......... میری
مدد کرو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا غلط ہے اور کیا درست' میں کیا کروں؟"

☆==========☆==========☆

ڈنر کے لئے باہر جانے کی تجویز وکیل شیکھر کی تھی۔ اس نے سنتوش اور رادھا کو
بھی مدعو کر لیا۔ اس پر کیلاش نے احتجاج کیا' وہ کسی بھی طرح رادھا کے ساتھ وابستہ نہیں
ہونا چاہتا تھا لیکن شیکھر نے اس کے احتجاج کو مسترد کر دیا۔ "وابستہ تو تم ہو۔" اُس نے
کہا۔ "اور یہ مت بھولو کہ سنتوش اور رادھا ہمارے اہم گواہ ثابت ہو سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے؟"

"اگر ہم یہ اعتراف نہیں کرتے کہ تم دوبارہ لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں گئے تھے تو ہمیں
ثابت کرنا ہو گا کہ نینا سے وقت کے بارے میں غلطی سرزد ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت
کرنا ہو گا کہ لیلیٰ کی ذہنی حالت بہت ابتر تھی۔ خودکشی کا امکان بھی موجود ہے۔"

"اور اس چشم دید گواہ راگنی کا کیا کرو گے؟"

"کیا پتا' اس نے ٹیرس پر کوئی پودا ہلتے دیکھا ہو اور اپنے طور پر طے کر لیا ہو کہ لیلیٰ
ہمارے خلاف مزاحمت کر رہی ہے' وہ تو یوں بھی نفسیاتی کیس ہے۔"

خاصے تردد کے بعد کیلاش نے ہتھیار ڈال دیئے' وہ سب آشرم کے باہر ایک اچھے
ریسٹورنٹ میں چلے آئے۔ رادھا' کیلاش کے برابر اُس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھے سرگوشی میں
کہہ رہی تھی۔ "آج پھر بیتا ہوا زمانہ لوٹ آیا ہے میرے لئے۔"

پچھلے چند مہینوں میں رادھا مسلسل کیلاش کو فون کرتی رہی تھی۔ مگر کیلاش نے کبھی
اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی تھی۔ اب رادھا کا لمس اسے احساس دلا رہا تھا کہ وہ بے
وقوف تھا۔ رادھا کا حُسنِ جہاں سوز اپنی جگہ تھا اور وہ اُس کے حق میں گواہی بھی دے

سکتی تھی مگر اُس کی قیمت کیا وصول کرے گی؟

دوسری طرف سنتوش اور سنجے بڑی رازداری سے باتیں کر رہے تھے۔ سنجے، سنتوش سے فلم 'دُکھ ہزار' میں لگائی ہوئی رقم ڈوب جانے پر اظہارِ ہمدردی کر رہا تھا۔ "نقصان ہمارا بھی ہوا۔" اس نے کہا پھر رادھا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "رادھا! نے بڑے خلوص سے ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچانے کی کوشش کی تھی۔ تم نے لیلیٰ کی جگہ لے کر بڑی قربانی دی۔"

کیلاش ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ وہ ان لوگوں کے درمیان خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ وہ سب اسے دیکھ رہے تھے، وہ اُن کی سوچیں سُن سکتا تھا...... "مقدمہ آئندہ ہفتے شروع ہو رہا ہے...... کیا کیلاش واقعی قاتل ہے؟ اپنی دولت کی وجہ سے شاید بری ہو جائے، سب چھوٹ جاتے ہیں۔"

کیلاش بیزاری سے باہر ساحل کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ خاص طور پر سنجے سے بیزار ہو رہا تھا۔ سنجے ہر معاملے میں ٹانگ اڑانے لگا تھا، جیسے وہی کیلاش ہو۔ یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا تھا؟ اُس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ اُسے یاد نہیں آیا۔ یہ یاد آیا کہ وہ وقتاً فوقتاً اُس سے کہتا رہا تھا۔ سنجے، میرے خیالات پڑھنے کی کوشش مت کرو، میری طرف سے مت بولو، میں تنگ آگیا ہوں۔ لیلیٰ اُس سے اکثر کہتی تھی...... یہ بلڈاگ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتا ہے، تمہیں بیزاری نہیں ہوتی اس سے؟

اب گفتگو کی ذمے داری شیکھر نے سنبھال لی تھی۔ "آپ سب جانتے ہیں کہ آپ کیلاش کی طرف سے پیش ہونے والے اہم گواہ ہیں۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "آپ ایپا ریسٹورنٹ میں جو کچھ ہوا، اُس کی تفصیل جانتے ہیں۔ میں عدالت کے سامنے لیلیٰ کی ذہنی ابتری پوری طرح اجاگر کرنا چاہتا ہوں، آپ لوگوں کی شہادت کے حوالے سے۔ آپ جانتے ہیں کہ لیلیٰ کا پبلک میں کیا امیج تھا لیکن آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ باطنی طور پر شدید احساسِ عدم تحفظ کا شکار تھی۔ اُسے خود پر اعتماد نہیں تھا اسے ہر وقت ناکامی کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔"

"ہاں...... وہ مارلن منرو کی طرح نفسیاتی کیس تھی۔" سنتوش بولا۔ "اور مارلن منرو نے خودکشی کی تھی۔"

"بالکل۔" شیکھر نے سنتوش کو مسکراہٹ سے نوازتے ہوئے کہا۔ "اب سوال یہ ہے کہ خودکشی کا محرک کیا تھا؟ مجھے فلم دُکھ ہزار کے بارے میں بتاؤ۔"

"وہ رول لیلیٰ کے لئے موزوں ترین تھا جیسے اس کے ناپ کے کپڑے۔" سنتوش نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ "کہانی اس کی آپ بیتی معلوم ہوتی تھی۔ اُسے اسکرپٹ بہت اچھا لگا۔ ابتدا میں وہ بہت جم کر کام کر رہی تھی پھر اچانک نہ جانے کیا ہوا، وہ بدل گئی۔ شراب پینے لگی، چڑچڑی ہوگئی۔ سیٹ پر بار بار یاد کرنے کے باوجود مکالمے بھولنے لگی، ان کی ادائیگی میں برجستگی نہیں رہی۔ ایسا اکثر ہوتا ہے لیکن لیلیٰ بہت زیادہ پریشان تھی اُس پر وحشت طاری ہونے لگی تھی۔"

"یہی تو وہ بات ہے جو کم از کم گواہی دیتے وقت میں آپ کے منہ سے نہیں سننا چاہتا۔" شیکھر نے تیز لہجے میں کہا۔ "میں تو اسے ڈپریشن کی ماری بلانوش عورت ثابت کرنا چاہتا ہوں۔"

اُسی وقت ایک لڑکی رادھا سے آٹوگراف لینے آگئی۔ رادھا کھل اٹھی۔ "کیا یہ سچ ہے کہ ٹی وی سیریل گیتا میں ٹائٹل رول آپ کر رہی ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"دعا کرو کہ ایسا ہی ہو۔" رادھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے، آپ گیتا کے رول میں بہت جچیں گی۔" لڑکی نے آٹوگراف بک واپس لیتے ہوئے کہا۔

"کاش! ہم یہ گفتگو ٹیپ کرکے روی شرما کو بھیج سکتے۔" سنتوش نے کہا۔

"تمہیں قطعی طور پر کب معلوم ہو سکے گا؟" سنجے نے پوچھا۔

"امید ہے کہ تین چار دن میں فیصلہ ہو جائے گا۔"

"گیتا کے نام۔" سنجے نے جام بلند کرتے ہوئے کہا۔ رادھا نے اسے نظرانداز کر دیا۔ وہ کیلاش کی طرف مڑی۔ "تم مجھے وِش نہیں کرو گے؟"

"کیوں نہیں۔" کیلاش نے بھی جام بلند کیا۔ اُسے احساس تھا کہ رادھا اسے بغور دیکھ رہی ہے۔ لیلیٰ نے ہمیشہ ہر معاملے میں رادھا کو پیچھے چھوڑا تھا۔ پھر ان کے درمیان اتنی گہری دوستی کیوں تھی؟ اس لئے کہ لیلیٰ، رادھا کے لئے چیلنج تھی...... آگے بڑھنے، محنت کرنے کی تحریک...... اور رادھا، لیلیٰ کے ساتھ رہ کر خود کو اُس سے بڑا ثابت کرنا

چاہتی تھی۔

کھانے کے بعد کافی کا دَور چلا۔ رادھا نے اپنی کہنیاں میز پر ٹکا کر دونوں ہاتھوں پ
ٹھوڑی بھرلی۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ اُس نے کہا۔ ”فرض کرو، لیلیٰ
سمجھ رہی تھی کہ کیلاش کسی اور عورت کے چکر میں ہے اور اس سے تعلق توڑنا چاہ
ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو کیا اس سے اس کی خودکشی والی تھیوری کو تقویت
گی؟“

”لیکن مَیں کسی عورت کے چکر میں نہیں تھا۔“ کیلاش نے تلخ لہجے میں کہا۔

”تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جان۔“ رادھا نے اُس کا ہاتھ تھامتے ہو
کہا۔ ”ہاں شیکھر صاحب! آپ نے جواب نہیں دیا۔“

”بالکل، یہ ڈپریشن کا معقول جواز ہو گا، اس طرح استغاثہ کی یہ تھیوری بھی ا
موت مرجائے گی کہ کیلاش نے لیلیٰ کے رد کرنے کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔“ شیکھ
نے کہا پھر چند لمحے سوچنے کے بعد بولا۔ ”مِس رادھا! کیا آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ ا
دوران آپ کے اور کیلاش کے درمیان تعلق دوبارہ استوار ہو چکا تھا؟“ اُس کا لہجہ پُر ام
تھا۔

”اس کا جواب میں دوں گا۔“ کیلاش نے سخت لہجے میں کہا۔ ”اور میرا جواب
ہرگز نہیں۔“

”تم نے میری بات غور سے نہیں سُنی۔“ رادھا نے احتجاج کیا۔ ”میں یہ کہہ ر
تھی کہ اگر لیلیٰ کے اس انداز میں سوچنے کا ثبوت مل جائے تو کیسا رہے کہ کیلاش اُ
چھوڑنے والا ہے۔“

”رادھا، تم خاموش رہو۔“ سنتوش نے مداخلت کی۔ ”اور اب واپس چلو، تم
زیادہ ہی پی گئی ہو۔“

”ہاں شاید........ شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ رادھا نے شریر لہجے میں کہا
”حالانکہ عام طور پر تم ٹھیک نہیں کہتے، ٹھیک نہیں سوچتے اور غلط فیصلے کرتے ہو۔“

”ایک منٹ۔“ شیکھر نے گڑبڑا کر کہا۔ ”اگر تم مذاق نہیں کر رہی ہو تو بہتر ہے
کھل کر بات کرو۔ اس بات کا ثبوت موجود ہے تو کیلاش کے حق میں بہت اہم ہو گا

ثبوت کیا ہے آخر؟“

”ممکن ہے کوئی ایسی چیز ہو، جو تمہیں اہم نہ لگے۔“ رادھا نے کہا۔ ”مجھے سوچنے کا
موقع دو۔“

سنجے نے بیرے کو بِل کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”میرا خیال ہے، یہ گفتگو وقت ضائع
کرنے کے مترادف ہے۔“

☆=========☆=========☆

آشرم میں داخل ہونے کے بعد رادھا نے کہا۔ ”مجھے کیلاش سے کچھ گفتگو کرنی
ہے۔“ سنتوش کے سمجھانے کے باوجود وہ کیلاش سے چپکی رہی۔ اس بار کیلاش نے اپنا
ہاتھ چھڑانے کی کوشش بھی نہیں کی۔ ”رادھا........ تم یہ ثبوت کی بات یونہی مذاق میں
کر رہی تھیں؟“ اس نے پوچھا۔

”تم مجھے اب بھی بہت اچھے لگتے ہو جان۔“ رادھا نے اُس کی سُنی اَن سُنی کر دی۔
اب اُس کا بنگلا آ گیا تھا۔ ”اندر آؤ نا۔“

”نہیں رادھا، میں اب چلوں گا، گڈ نائٹ۔“

”ڈارلنگ! تمہیں احساس نہیں ہے کہ صرف اور صرف میں تمہیں باعزت بری کرا
سکتی ہوں۔“

☆=========☆=========☆

سنجے اور شیکھر، سنتوش کو گڈ نائٹ کہہ کر اپنے اپنے بنگلے کی طرف چل دیئے۔
شیکھر کافی مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ”اب کیل سمجھ داری کی باتیں کر رہا ہے۔“ اُس نے کہا۔
”اس عورت رادھا کو مٹھی میں لینے کا فیصلہ بروقت ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھ پایا کہ
رادھا کس ثبوت کی بات کر رہی تھی۔“

”ارے کچھ نہیں، وہ اشارے دے رہی تھی کہ کیلاش چاہے تو وہ عدالت میں اُس
کے ساتھ معاشقے کا اعتراف کر سکتی ہے۔“

”اور اگر کیلاش عقل مند ہے تو اس پیش کش کو ہچکچائے بغیر قبول کر لے گا۔“
شیکھر نے کہا اور سنجے کے ساتھ اُس کے بنگلے میں چلا آیا۔ ”میں تم سے تنہائی میں بات کرنا
چاہتا ہوں۔“

دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔ سنجے نے کہا۔ "میں بہت غریب والدین کا بیٹا ہوں، اپ
حساب سے مَیں نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔"

شیکھر اسے بغور دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ لیلیٰ نے اس شخص کا کتنا مناسب نا
رکھا تھا...... بلڈاگ، وفادار، اچھا دوست، قانون پسند شہری۔ وہ ایک ایسا شخص تھا ج
پر باآسانی انحصار کیا جا سکتا تھا۔ "کیلاش خوش قسمت ہے کہ اُسے تم جیسا دوست ملا۔"
بالآخر اُس نے کہا۔ "لیکن وہ ناشکرا ہے۔"

"یہیں تم غلطی پر ہو۔ کیلاش کاروبار کے معاملے میں مجھ پر بہت زیادہ انحصار کر
ہے لیکن مجھ سے چڑتا بھی ہے، مجھے روبرو دیکھ کر اسے وہ مسائل یاد آ جاتے ہیں، ج
سے وہ دوچار ہے۔" اتنا کہہ کر سنجے نے الماری سے اپنا سوٹ کیس گھسیٹا اور اسے کھو
کر شراب کی بوتل نکالی۔ شیکھر کو ایک جام دے کر اس نے اپنے لئے جام بنایا اور کاؤچ
دراز ہو گیا۔ "یہ نفسیاتی مسئلہ ہے۔" اُس نے مزید کہا۔ "وہ خود اپنی الجھنوں کی وجہ
کاروبار پر توجہ نہیں دے پا رہا ہے۔ میں کاروبار کا خیال رکھ رہا ہوں، مجھے دیکھ کر اُ
محرومی کا احساس ستانے لگتا ہے۔"

"ویسے میں اب اس کیس کے بارے میں پُرامید ہو گیا ہوں۔" شیکھر بولا۔ "کم ا
کم ہم عدالت کے ذہن میں شک کا بیج تو بو ہی سکتے ہیں۔ ہاں، راگنی کی نگرانی کا کچھ نتی
نکلا؟"

"نہیں، ابھی تک تو کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہوئی۔"

"ویسے رادھا یہ بیان بھی تو دے سکتی ہے کہ اس کے اور کیلاش کے تعلق کی تجد
نے لیلیٰ کو ڈپریس کر دیا تھا۔" شیکھر نے جام خالی کر کے رکھا اور دروازے کی طرف بڑ
گیا۔ "اس سلسلے میں سوچو۔" دروازے پر پہنچ کر وہ پلٹا۔ "صبح بات کریں گے لیکن کیل
رضامند کرنا آسان نہیں ہو گا۔"

☆========☆========☆

سنتوش اپنے بنگلے پہنچا تو فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ نہ جانے کیوں اسے یقین ہو
کہ روی شرما کا فون ہے۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ گیتا کے رول کے بارے م
حتمی فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اس کے جسم سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں

ریسیور اٹھایا اور ماؤتھ پیس میں کہا۔ "سنتوش اسپیکنگ۔"

"سنتوش، میں تمہیں صبح چھ بجے فون کر دوں گا۔" دوسری طرف سے روی شرما کی
آواز سنائی دی۔ "لیکن مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔"

سنتوش کو یقین ہو گیا کہ گیتا کا رول رادھا کو نہیں ملا ہے مگر روی شرما کو سوالات
کرنے تھے، یہ بات امید بندھا رہی تھی۔ "پوچھو۔" اُس نے لہجہ ہموار کرنے کی کوشش
کی۔

"ہم ابھی فیصلہ نہیں کر سکے ہیں کہ گیتا کا رول رادھا کو دیں یا نگینہ کو۔ رادھا اچھی
اداکارہ تھی...... نگینہ سے بہتر کہہ لو لیکن نگینہ کا نام بڑا ہے اور گزشتہ کئی برس میں
رادھا نے کسی بڑی فلم یا سیریل میں کام بھی نہیں کیا...... اور پھر دکھ ہزار، کی ناکامی
مسلسل زیر بحث آتی رہی ہے۔"

اگر سنتوش کے ہاتھ میں ریسیور نہ ہوتا تو وہ یقیناً دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیتا۔ پھر
وہی فلم...... دکھ ہزار! لیلیٰ کی تصویر اس کی نگاہوں میں پھر گئی۔ ایمپائر ریسٹورنٹ میں
وہ کس طرح اس پر چیخی تھی، پاگلوں کی طرح! اس کا جی چاہا تھا کہ اس کا گلا دبا دے۔ اس
زبان کو...... ان نفرت انگیز نگاہوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دے اور اب بھی وہی
مسئلہ بن رہی تھی۔ یہ حقیقت تھی کہ دکھ ہزار کا کردار لیلیٰ کے...... صرف لیلیٰ کے
لئے تھا۔ "وہ میری غلطی تھی۔" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں نے زبردستی رادھا کو
وہ رول کرنے پر مجبور کیا تھا۔"

"یہ باتیں ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ بہرحال نگینہ کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ
دنوں میں وہ منشیات کی لت میں پڑ گئی تھی۔ یہ بات کسی کالم نویس نے چھاپ بھی دی۔
اب پبلک بے راہ رَو فنکاروں سے بیزار ہو چکی ہے۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ
رادھا کسی قسم کے کسی بھی قسم کے...... اسکینڈل میں تو ملوث نہیں؟"

ریسیور پر سنتوش کی گرفت سخت ہو گئی۔ امکان کی ڈور اس کے ہاتھ میں آ گئی
تھی۔ اب اسے پھسلنے نہیں دینا تھا۔ "میں قسم کھا سکتا ہوں کہ......"

"ہر روز سینکڑوں آدمی میرے سامنے قسم کھا کر بہت کچھ کہتے ہیں، جو غلط ہوتا ہے۔
مجھے قسم کی نہیں سچ کی، یقین دہانی کی ضرورت ہے۔" دوسری طرف سے روی شرما سرد

لہجے میں بولا۔ ”اور میرے لئے اس کی بہت اہمیت ہے۔ یہ بہت بڑی سیریل ہے‘ ا
بعد میں کوئی ایسی ویسی بات سامنے آئی تو میں تباہ ہو جاؤں گا لیکن یہ بھی طے ہے کہ تمہ
کیریئر بھی تباہ کر دوں گا۔“

”یقین کرو روی‘ میں قسم کھاتا ہوں..........“

ریسیور رکھ کر سنتوش نے اپنی پسینے میں تر پیشانی کو پونچھا۔ خوش قسمتی کی طلا
انگوٹھی پھر اس کی انگلی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کاش لیلیٰ کی طرح رادھا بھی اسے دھک
نہ دے۔

☆=========☆=========☆

ڈورا‘ نینا کے بنگلے سے نکلی تو گمنام خط اس کے کوٹ کی جیب میں تھا۔ طے یہ پایا تھ
کہ وہ آفس میں اس خط کی ایک کاپی بنا کر اپنے پاس رکھے گی اور اصل خط نینا کو دے گ
اور نینا وہ خط لے کر انسپکٹر سلطان کے پاس جائے گی۔ انسپکٹر سلطان بمبئی میں اسپیشل برانچ
کا ذمے دار افسر تھا اور مہمان کی حیثیت سے اکثر سندر تا آشرم آتا رہتا تھا۔ وہ کملا کے
پہلے شوہر کا دوست تھا۔ لیلیٰ سے اس کی بڑی دوستی تھی‘ وہ لیلیٰ کے ساتھ بڑی شفقت سے
پیش آتا تھا۔ نینا نے کہا تھا۔ ”اس گمنام خط کے سلسلے میں انسپکٹر سلطان ہماری مدد کر سکتے
ہیں۔ یہ پتا چل جائے کہ خط کس نے بھیجا تھا تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ میں آج رات خط کی فوٹو کاپی بنالوں گی اور کملا کی غیر موجودگی میں ی
کام کروں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ اس خط پر کسی کی نظر پڑے۔“

ڈورا رخصت ہونے لگی تو نینا اس سے لپٹ گئی۔ ”ڈورا تمہیں یقین نہیں ہے ک
کیلاش مجرم ہے؟“ اُس نے پوچھا۔

”نہیں‘ کیلاش کسی کو قتل نہیں کر سکتا اور اگر وہ کسی اور عورت کے چکر میں تھا
منگنی ٹوٹنے پر اسے خوش ہونا چاہئے تھا‘ اسے لیلیٰ کو قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

ڈورا کو ہر حال میں آفس جانا تھا۔ خطوط کا تھیلا وہ دفتر ہی میں چھوڑ آئی تھی۔ میز
بھی خط بکھرے ہوئے تھے۔ کملا بے ترتیبی سے بہت چڑتی تھی۔ خود ڈورا کا بھی یہی حا
تھا۔

کھانے کی ٹرے اس کی میز پر رکھی تھی۔ اُس نے اُس میں سے برائے نام ہی کھ

تھا۔ ان دنوں بھوک ہی نہیں لگتی تھی‘ کچھ بیماری سے اٹھنے کی وجہ سے اور کچھ لیلیٰ کی
موت کے بعد سے اس میں زندگی کی وہ چمک دمک ماند پڑ گئی تھی‘ جو اُس کے بڑھاپے کی
وجہ سے لوگوں کو حیران کر دیتی تھی۔

اس نے فوٹو اسٹیٹ مشین کا ٹاپ ہٹا کر مشین کو آن کیا پھر اُس نے جیب سے بڑی
احتیاط سے کناروں سے تھام کر وہ گمنام خط نکالا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے
تھے۔ ڈر تھا کہ آفس میں روشنی دیکھ کر کملا نہ آ جائے۔ آ گئی تو اُس سے خط چھپانا محال ہو
گا۔ ٹھاکر کی طرف سے تو اسے اطمینان تھا کہ وہ اپنی اسٹڈی میں بند ہو گا‘ وہ رات کو بہت
دیر تک مطالعہ کرتا تھا اور ڈسٹرب ہونا اسے سخت ناپسند تھا۔

اس نے نیم وا کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سمندر کے شور کے سوا کوئی آواز نہیں تھی۔
سمندر کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی‘ جو اسے بُری نہیں لگ رہی تھی۔ اس کی
سمجھ میں نہیں آیا کہ کس چیز نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہے۔ تمام مہمان اپنے
بنگلوں میں سونے کی تیاری کر چکے تھے۔ تقریباً تمام بنگلوں کی لائٹس آف تھیں۔ دُور
اولمپک پول کی طرف چھتری نما میزیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ بائیں جانب رومن باتھ کی
عمارت سر اٹھائے کھڑی تھی۔ آہستہ آہستہ کُہر اتر رہا تھا۔ نظر دھندلانے لگی تھی۔ ڈورا
کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر آگے کو جھکی۔ باہر راستے پر صنوبر کے درختوں کے درمیان
اسے ایک سایہ سایوں بڑھتا نظر آیا‘ جیسے وہ احتیاط کر رہا ہو کہ کوئی اسے دیکھنے نہ پائے۔
ڈورا نے اپنا چشمہ درست کیا تو اسے احساس ہوا کہ سایہ زیرِ آب پیراکی کے لباس میں ہے
اور وہ اولمپک پول کی طرف جا رہا ہے۔

ڈورا خوفزدہ ہو گئی۔ نینا نے اسے بتایا تھا کہ وہ سوئمنگ کے لئے جائے گی۔ ڈورا نے
خط کوٹ کی جیب میں ٹھونسا اور تیزی سے آفس سے نکلی۔ اس کی گٹھیا کی ماری ٹانگوں کے
لئے بہت تیزی سے اترنا دشوار تھا لیکن اس نے ہر احساس کو ذہن سے جھٹک دیا اور تقریباً
بھاگ کر سیڑھیوں سے اتری‘ وہ بغلی دروازے سے باہر نکلی تو سایہ رومن باتھ کے پاس
سے گزر رہا تھا۔ ڈورا نے سوچا‘ اسے کسی طرح روکا جائے۔ اسے فکر یہ تھی کہ نینا اولمپک
پول میں اکیلی ہو گی۔

پھر اسے احساس ہوا کہ سائے نے اسے دیکھ لیا ہے‘ وہ رومن باتھ کی طرف بھاگا۔

ڈورا کو رومن باتھ کا دروازہ کھلا دکھائی دیا۔ شاید وہ بے وقوف ٹھاکر شام کو دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔ ڈورا سائے کے پیچھے بھاگی۔ اس کے گھٹنے لرز رہے تھے' وہ جلدی سے باتھ ہاؤس کے دروازے میں گھسی۔

باہر جاپانی لالٹینوں کی وجہ سے باتھ ہاؤس میں ملگجا سا اُجالا تھا۔ دروازے کے بائیں جانب ڈورا کو ٹارچ کی روشنی نظر آئی' وہ راستہ لاکرز کی طرف جاتا تھا۔ ڈورا کو خوف آنے لگا۔ اس نے سوچا' چیخ کر گارڈ کو پکارے مگر اسی لمحے سائے نے کہا۔ "ڈورا' یہاں اندر آ جاؤ۔"

جانی پہچانی آواز سن کر ڈورا نے سکون کا سانس لیا' وہ بہت احتیاط سے آگے بڑھی اور لاکرز کے پاس سے گزر کر ان ڈور سوئمنگ پول کی طرف چلی۔ وہ ٹارچ ہاتھ میں لیے اس کا منتظر تھا۔ اُس نے ٹارچ کی روشنی ڈورا کے چہرے پر ڈالی تو ڈورا گھبرا کر پیچھے ہٹی......... "فار گاڈ سیک' میری آنکھوں پر روشنی نہ ڈالو' مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔" اُس نے احتجاج کیا۔

دستانے میں لپٹا ہوا دوسرا ہاتھ تیزی سے ڈورا کے گلے کی طرف بڑھا۔ ٹارچ کی روشنی اب بھی ڈورا کے چہرے پر پڑ رہی تھی......... ڈورا نے دہشت زدہ ہو کر الٹے قدموں پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ اس نے خود کو بچانے کے لئے ہاتھ کوٹ کی جیب سے نکال کر بلند کئے' اسے احساس نہ ہوا کہ گمنام خط اس کی جیب سے نکل کر گر گیا ہے' پھر اس نے اپنے آپ کو تاریک خلاؤں میں گرتا محسوس کیا۔ اس کا سر سوئمنگ پول کے کنکریٹ سے بنے فرش سے ٹکرایا۔ آخری خیال جو اس کے ذہن میں آیا' وہ یہ تھا کہ چلو' اب مجھے یہ تو معلوم ہو گیا کہ لیلیٰ کا قاتل کون ہے۔

☆=========☆=========☆

نینا سوئمنگ پول میں برق رفتاری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اب کہر اترنا شروع ہو گیا تھا۔ ذرا دیر پہلے گرد و پیش بالکل واضح تھا اب سرے سے معدوم ہو گیا تھا۔ نینا اندھیرے میں پیراکی کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔ وہ پول کے شمالی سرے تک پہنچی اور دیوار چھو کر پلٹی۔ اب وہ بریسٹ اسٹروک کی مدد سے جنوبی سرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تیز رفتاری کی وجہ سے اُس کا دل طوفانی انداز میں دھڑک رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پچھلے

عرصے میں اُس کی جسمانی فٹنس متاثر ہوئی ہے۔

کچھ دیر بعد وہ پُرسکون ہو گئی' جیسے پانی نے اور جسمانی مشقت نے اس کی اعصابی کشیدگی کھینچ لی ہو۔ اُس نے اپنی رفتار کم کر دی۔ اس کے ساتھ ہی سوچیں اُس کے ذہن میں در آئیں' اُسے لیلیٰ کو موصول ہونے والے گمنام خطوط کا خیال آیا۔ ایک خط جو ڈورا کی میز سے چرا لیا گیا تھا۔ ایک خط ڈورا کے پاس تھا اور نہ جانے کتنے خط لیلیٰ نے پڑھ کر پھاڑ دیئے ہوں گے۔ وہ سوچ رہی تھی......... لیلیٰ نے مجھے ان خطوں کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟ اس نے مجھے بے خبر کیوں رکھا؟ حالانکہ وہ میرے مشورے پر یقین رکھتی تھی۔ مجھ پر اعتماد کرتی تھی۔ شاید اس لئے نہیں بتایا کہ اُسے کیلاش کی بے وفائی کا یقین ہو گا اور اس کے خیال میں وہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی اور ڈورا نے بھی ٹھیک کہا تھا اگر کیلاش واقعی کسی اور میں دلچسپی لے رہا تھا تو اُسے لیلیٰ کو قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

لیکن اُسے یقین تھا کہ وقت کے معاملے میں اُس سے کوئی بھول نہیں ہوئی' اسے معلوم کرنا تھا کہ وہ خط کس نے بھیجے تھے۔

وہ بہت تھک گئی تھی لیکن پُرسکون بھی ہو گئی تھی۔ صبح اسے ڈورا کے ساتھ مل کر لیلیٰ کی ڈاک چھانٹنا تھی' وہ خط انسپکٹر سلطان کے پاس لے کر جانا تھا۔ پول سے نکلتے ہوئے اس کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔ ہوا بے حد سرد تھی اور وہ پانی میں نسبتاً زیادہ دیر رہی تھی۔ اس نے گاؤن میں ہاتھ ڈال کر گھڑی نکالی۔ ساڑھے دس بجے تھے۔

صنوبر کے درختوں کے پیچھے سے آہٹ سنائی دی۔ "کون ہے؟" اس نے پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ اُس نے آگے بڑھ کر نگاہوں پر زور ڈالا مگر درختوں' جھاڑیوں اور ان کے سایوں کے سوا وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ شاید ہوا کی وجہ سے پتے ہل رہے تھے۔ اس نے گاؤن پہنا اور بنگلے کی طرف چل دی لیکن بغیر کسی وجہ کے وہ خوفزدہ تھی۔ اس نے قدم تیز کر دیئے۔

☆=========☆=========☆

اس نے ڈورا کو چھوا بھی نہیں تھا لیکن تفتیش کے دوران سوالات تو بہرحال اٹھنا تھے۔ مثلاً وہ باتھ ہاؤس میں کیا کر رہی تھی؟ اُس نے زیرِ لب باتھ ہاؤس کے کھلے

دروازے کو کوسا۔ دروازہ کھلا دیکھ کر وہ بلا ارادہ باتھ ہاؤس میں گھس گیا تھا' اگر وہ سیدھا ہی بھاگ لیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ ڈورا کبھی بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

لیکن خط کا معاملہ خوب تھا۔ وہ خط اسے نظر آگیا تھا' جو ڈورا کی جیب سے نکل کر گر گیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے جلا دیا جائے۔ مگر وہ فیصلہ نہیں کرپا رہا تھا' وہ خط تو دو دھاری تلوار تھا۔ اب وہ خط اس کے سوئمنگ سوٹ کی اندرونی جیب میں تھا۔ باتھ ہاؤس کا دروازہ کھٹکے سے بند ہو جانے والا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پول کی طرف بڑھا۔ کیا پتا نینا اب بھی پیراکی کر رہی ہو لیکن سوال یہ تھا کہ ایک رات میں دو اتفاقیہ اموات ترتیب دینے کا خطرہ مول لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نینا کا زندہ رہنا زیادہ خطرناک ہے یا ایک رات میں دو حادثوں کا چانس لینا؟ ڈورا کی لاش دریافت ہوگی تو نینا کے ذہن میں سوالات اٹھیں گے اور........ کیا نینا خط دیکھ چکی ہے؟

سوئمنگ پول سے آنے والی آوازوں نے بتا دیا کہ نینا موجود ہے' وہ بہت احتیاط سے درختوں کی آڑ لیتا آگے بڑھا۔ پھر اُس نے جھانک کر دیکھا۔ نینا بہت تیز رفتاری سے تیر رہی تھی۔ اُس نے اُس وقت کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا' جب نینا تھک جائے گی۔ اُس کی رفتار کم ہوگی لیکن مسئلہ وہی تھا۔ ایک رات میں دو حادثات! وہ ایک قدم پول کی طرف بڑھا۔

اُسی وقت اس کی نظر اس شخص کی طرف پڑی۔ وہ جھاڑیوں کی اوٹ سے نینا کو دیکھ رہا تھا۔ کیوں؟ کیا اس نے بھانپ لیا ہے کہ نینا خطرے میں ہے یا اس نے بھی یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نینا خطرناک ثابت ہوسکتی ہے؟

وہ پلٹا اور صنوبر کے درختوں کی آڑ لیتا ہوا واپس چل دیا۔ چند ہی لمحے بعد وہ رات کی سیاہی میں گھل مل گیا۔

☆========☆========☆

منگل........ یکم ستمبر ۸۷ء

کملا بہت سویرے بیدار ہوئی۔ اس نے برابر سوئے ہوئے ٹھاکر کو دیکھا۔ وہ سوتے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ بہت احتیاط سے اٹھی کہ اس کی نیند میں خلل نہ ہو وہ رات کو پُرسکون نیند نہیں سویا تھا۔ کملا کو معلوم نہیں تھا کہ رات وہ سونے کے لئے

کمرے میں کس وقت آیا۔ بہرحال یہ طے تھا کہ وہ بہت دیر سے آیا تھا۔ رات دو بجے کملا کی آنکھ اس کی غراہٹ کی وجہ سے کھلی تھی' وہ سوتے میں بڑبڑا رہا تھا........ شدید غصے کے عالم میں........ لیلیٰ لعنت ہو تم پر' دفع ہو جاؤ۔ کملا نے اُسے تھپ تھپاتے ہوئے کہا۔ سو جاؤ ڈیئر........ سو جاؤ۔ اور وہ سو گیا تھا۔ کملا سوچتی رہی تھی کہ اب ٹھاکر کو یہ خواب یاد بھی رہے گا یا نہیں اور یاد رہے نہ رہے' حقیقت تو وہ کبھی نہیں بتائے گا۔ کملا کے شکوک پھر تازہ ہو گئے۔ کیا واقعی سرجیت اور لیلیٰ کے درمیان کوئی تعلق تھا یا یہ سرجیت کی طرف سے یکطرفہ کشش تھی اگر ایسا بھی ہے تو اس سے حقیقت کی کڑواہٹ کم تو نہیں ہوگی۔

کملا بہت آہستگی سے بستر سے اتری۔ اس نے کمرے کا جائزہ لیا اور سرجیت کی خوش ذوقی کو سراہے بغیر نہ رہ سکی۔ کمرے کا فرنیچر اور کلر اسکیم شاندار تھی۔ پورے آشرم کا یہی حال تھا۔ اُس نے سوچا' اب یہاں کتنے عرصے رہ سکیں گے ہم؟ کیا پتا یہ ہمارا آخری سیزن ہو یہاں' اس صورت میں بمبئی والے اکاؤنٹ کی رقم کے سہارے زندگی باآسانی گزاری جاسکتی تھی لیکن کیسے........؟ سرجیت کی فضول خرچی کے لئے تو قارون کا خزانہ بھی ناکافی ہے۔ کملا جانتی تھی کہ سرجیت کے لئے اُس میں جو کشش ہے اس میں سندرتا آشرم کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ آشرم ہاتھ سے نکلنے کی صورت میں اس کی محبت کے قائم رہنے کی کوئی ضمانت نہیں۔

کملا صبح ساڑھے چھ بجے اٹھتی تھی۔ سرجیت ہمیشہ آدھے گھنٹے بعد اٹھتا تھا۔ کملا نے اس آدھے گھنٹے میں ریکارڈ کھنگالنے کا فیصلہ کیا۔ خاص طور پر امریکن ایکسپریس بل کا ریکارڈ۔ لیلیٰ کی موت سے پہلے کے چند ہفتوں میں سرجیت آشرم سے وقتاً فوقتاً دور رہا تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اسے میڈیکل کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کرنا ہے' یہ بات آشرم کے لئے بہتر تھی۔ اچھی خاصی پبلسٹی ہو جاتی تھی اور یہی وہ عرصہ تھا' جب کیلاش مسلسل سفر میں رہا تھا۔ کملا سرجیت کا مزاج سمجھتی تھی۔ لیلیٰ کا تمسخر اسے اپنے لئے چیلنج محسوس ہوتا ہوگا۔

لیلیٰ کی موت سے ایک دن پہلے انہوں نے دکھ ہزار کی شوٹنگ دیکھی تھی پھر انہوں نے لیلیٰ' نینا اور دیگر لوگوں کے ساتھ ایمپائر ریسٹورنٹ میں ڈنر کیا تھا' جہاں بدمزگی ہوئی

تھی۔ اگلے روز کملا تو رتناگری واپس آگئی تھی اور ٹھاکر سرجیت نے دہلی کی فلائٹ پکڑی
تھی لیکن کیا واقعی وہ دہلی گیا تھا؟ یا بمبئی میں رہ گیا تھا۔ اُس نے آشرم فون کر کے کملا سے
بات کی تھی، تو کیا وہ کال اُس نے دہلی سے کی تھی یا بمبئی سے؟ اُس وقت تو کملا نے فرض
کرلیا تھا کہ وہ دہلی سے بات کر رہا ہے لیکن اب وہ چیک کرنا چاہتی تھی۔

وہ آفس کی چابی لے کر نکل آئی لیکن یہ دیکھ کر اُسے جھٹکا لگا کہ آفس کا دروازہ کھلا
ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو آفس کی حالت نے اسے دہلا دیا۔ تمام لائٹس آن تھی
تھیں۔ ڈورا کی میز پر کھانے کی ٹرے رکھی تھی۔ کھانا جوں کا توں رکھا تھا۔ ٹرے کے ساتھ
میز پر خطوط بکھرے ہوئے تھے۔ کھڑکی نیم وا تھی۔ فوٹو اسٹیٹ مشین بھی آن تھی۔

کملا نے آگے بڑھ کر خطوط اُلٹ پلٹ کر دیکھے۔ وہ لیلیٰ کے پرستاروں کی ڈاک
تھی۔ اُسے دیکھ کر کملا کو غصہ آگیا۔ وہ ڈورا کے اس پاگل پن سے عاجز آچکی تھی کہ وہ
اب بھی بڑے خلوص سے لیلیٰ کے پرستاروں کے خطوں کے جواب دیتی تھی لیکن اب وہ
آفس کے معاملے میں بے پروائی اور غیر ذمے داری کی مرتکب ہو رہی تھی اور اس بات
کو برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا یا تو ڈورا کو رویہ درست کرنا ہو گا.......... یا نوکری چھوڑنی
ہو گی۔ اس طرح آفس کھلا چھوڑنا، اگر کوئی آکر ذاتی نوعیت کی فائلیں دیکھنا شروع کر دے
تو؟ ویسے یہ بات سمجھ سے باہر تھی کہ ڈورا فوٹو اسٹیٹ مشین کو آف کر کے کیوں نہیں گئی
لائٹیں آف کیوں نہیں کیں اس نے؟

پھر کملا نے ڈورا کو ذہن سے جھٹکا اور اس کام میں مصروف ہو گئی، جس کے لیے
اتنے سویرے آفس آئی تھی۔ اس نے فائل روم سے وہ فائل نکالی، جس پر سفری
اخراجات، ٹھاکر سرجیت لکھا تھا۔ صرف دو منٹ میں مطلوبہ معلومات حاصل ہو گئیں
سرجیت نے لیلیٰ کی موت والے دن فون دہلی سے نہیں، بمبئی سے کیا تھا۔ بل کی صورت
میں ثبوت موجود تھا۔

☆=========☆=========☆

نینا تھکن سے نڈھال ہو رہی تھی۔ اُسے لیٹتے ہی نیند آگئی۔ مگر وہ اچھی نیند نہیں
تھی، وہ طرح طرح کے خواب دیکھتی رہی۔ لیلیٰ اپنے پرستاروں کے خطوط پر کھڑی خط
پڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "میں کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی" وہ رو رہی تھی۔ "کسی پر بھی
نہیں۔"

نینا نے نہانے کے بعد جاگنگ سوٹ پہنا اور اجتماعی چہل قدمی کے لئے جانے والے
گروپ کی روانگی کے تین منٹ بعد بنگلے سے نکل آئی۔ اس کا رخ آشرم کی مرکزی
عمارت کی طرف تھا، وہ جانتی تھی کہ ڈورا سوا سات بجے سے پہلے اپنی میز پر پہنچ جاتی ہے۔
لیکن آفس میں قدم رکھتے ہی وہ حیران رہ گئی۔ ڈورا کی میز پر لیلیٰ کے پرستاروں کے
خطوط کا ڈھیر لگا ہوا تھا، میز پر کاغذ کی ایک بڑی شیٹ پیپر ویٹ کے نیچے رکھی تھی۔ اس پر
لکھا تھا.......... ڈورا، فوری طور پر مجھ سے ملو، نیچے کملا کے دستخط تھے۔ اس سے ثابت
ہوتا تھا کہ کملا وہ ابتری دیکھ کر گئی ہے۔

مگر نینا کی حیرت کا سبب یہ تھا کہ ڈورا اتنی بے ترتیب نہیں تھی۔ وہ ہر کام ترتیب
سے کرتی تھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اُس کی طبیعت خراب ہو گئی ہو۔ نینا تیز قدموں سے
سیڑھیوں کی طرف لپکی۔ ڈورا کا اپارٹمنٹ اسٹاف ونگ میں تھا۔ نینا نے دروازے پر
دستک دی لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ کئی دستکوں کے بعد نینا نے صفائی کی انچارج کے ذریعے
دروازہ کھلوایا۔ اندر بھی کوئی نہیں تھا۔ ڈورا کا بستر بے شکن تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ
رات وہ بستر پر لیٹی ہی نہیں تھی۔ نینا کی پریشانی عروج پر پہنچ گئی۔

"کہیں وہ بیمار تو نہیں ہو گئیں؟" صفائی کی انچارج نے کہا۔

"ہو سکتا ہے، وہ ٹیکسی پکڑ کر اسپتال چلی گئی ہوں، آپ تو جانتی ہیں، وہ کسی سے مدد
لینا پسند نہیں کرتیں۔"

نینا نے رتنا گری کے واحد اسپتال فون کیا۔ وہاں ڈورا نام کی کوئی مریض داخل نہیں ہوئی تھی۔ اب نینا اس کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کملا کی چہل قدمی سے واپسی کا انتظار کرے۔ اس نے دھیان بٹانے کو لیلیٰ کی ڈاک کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ گمنام خط اُن میں موجود نہیں تھا۔ تو کیا وہ خط اب بھی ڈورا کے ہی پاس تھا؟

☆==========☆==========☆

سات بجنے میں پانچ منٹ پر سنتوش اپنے بنگلے سے نکلا تاکہ اجتماعی چہل قدمی میں شامل ہو سکے۔ وہ رادھا کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا' وہ اُسے کھلی کتاب کی طرح پڑھ لیتی تھی۔ روی شرما نے صبح چھ بجے فون کیا تھا مگر کہا تھا کہ وہ لوگ ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچے ہیں اور وہ شام کو فون کرے گا۔ اُسے پھر لیلیٰ پر غصے آ رہا تھا۔ اگر ڈکھ ہزار درمیان میں نہ ہوتی تو اب تک رادھا' گیتا کے رول کے لئے منتخب ہو چکی ہوتی۔ لیلیٰ کی اُس وقت کی صورت اُس کی آنکھوں میں پھر گئی' جب اُس نے ایمپائر ریسٹورنٹ میں اُس سے ناتا توڑنے اور فلم ڈکھ ہزار چھوڑنے کا اعلان کیا تھا۔ کتنی نفرت تھی اس کے لہجے میں!

کملا اور ٹھاکر برآمدے میں نمودار ہوئے۔ کملا کا چہرہ تمتا ہوا تھا۔ اُس کے چہرے پر تاثر منجمد تھا' جیسے اُن لوگوں کے چہروں پر ہوتا ہے' جنہوں نے کوئی حادثہ دیکھا ہو اور.......... اُنہیں اس پر یقین نہیں آ رہا ہو۔ سنتوش نے راستے کی طرف دیکھا۔ وہاں سے کیلاش اور رادھا آتے دکھائی دیئے۔ کیلاش کے انداز میں بد دِلی تھی جبکہ رادھا اُس کے ساتھ کی وجہ سے بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔ سنتوش کو رادھا کی رات کی گفتگو یاد آ گئی۔ کس ثبوت کی بات کر رہی تھی وہ؟ کیلاش سے کسی کے تعلق کی..........؟

"نمستے۔" نسوانی آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اُس نے نظریں اٹھا کر دیکھا' وہ رُما تھی۔ "آپ کو تو مایو کہ ٹی وی سیریل گیتا کا مرکزی کردار ممکنہ طور پر نگینہ کو ملنے والا ہے لیکن میں بتا دوں لہ وہ نگینہ کو اس کردار کے لئے منتخب کر کے بڑی بھیانک غلطی کر رہے ہیں۔"

سنتوش نے سختی سے اُس کا بازو پکڑ لیا۔ اُسے خود بھی اپنی گرفت کی سختی کا اندازہ نہیں تھا۔ سہمی ہوئی رُما نے جھُرجھُری لی تو اُسے احساس ہوا۔ "سوری شریمتی جی' لیکن آپ کیسی عجیب بات کر رہی ہیں۔ آپ کو شاید علم ہی نہیں ہے۔"

رُما کو اچانک ہی احساس ہوا کہ یہ خبر تو صرف اندر کے لوگوں کے علم میں ہو گی۔ اسے انڈین ٹائمز کے ایڈیٹر نے یہ بات بتاتے ہوئے کہا تھا۔ "رادھا پر نظر رکھئے گا۔ دیکھئے گا' اُس کا ردِعمل کیا ہوتا ہے۔" اُسے یہ بات اس طرح سنتوش کے سامنے نہیں کہنا چاہئے تھی۔ اُس نے جلدی سے بات بنانے کی کوشش کی۔ "ظاہر ہے' مجھے کیسے علم ہو گا' میں تو یونہی کہہ رہی تھی۔"

سنتوش نے بے حد رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "اس سلسلے میں کسی سے بھی بات نہ کیجئے گا۔ یہ خبر غلط ہے مگر رادھا اس خبر سے اَپ سیٹ ہو جائے گی۔" سنتوش جانتا تھا کہ اگر گیتا کے کردار میں رادھا کو کاسٹ نہ کیا گیا تو وہ جنگلی بلّی کی طرح اُس پر جھپٹ پڑے گی۔

کیلاش' رادھا سے رخصت ہو کر جاگنگ کرتا ہوا آشرم کے گیٹ کی طرف چل دیا تھا۔ ادھر اجتماعی چہل قدمی شروع ہو رہی تھی۔ رادھا' سنتوش کی طرف آئی تو رُما پیچھے ہٹ گئی۔ سنتوش نے چہل قدمی کرنے والوں کو دیکھا۔ سنجے' وکیل شیکھر کے ساتھ چل رہا تھا۔ رانی چاند نگر اور اُس کا قافلہ ان کے پیچھے تھا۔

سنتوش کو وہ دن یاد آ گئے' جب لیلیٰ یہاں موجود ہوتی تھی۔ اس کی وجہ سے یہاں پورا سال ہجوم رہتا تھا کیونکہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ لیلیٰ کب یہاں چلی آئے گی۔ اب کملا کو ایک اور سپُر اسٹار کی ضرورت تھی اور کیلاش بھی سپُر اسٹار تھا۔ اس اعتبار سے کہ تمام لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بنا رہتا تھا۔

رادھا کھلنڈرے مُوڈ میں تھی۔ اُس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ کچھ گنگنا بھی رہی تھی۔ "مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" سنتوش نے اُس سے کہا۔

"کہو' کیا بات ہے؟"

"یہاں نہیں۔"

"تو پھر انتظار کرو۔" رادھا نے بے پروائی سے کہا۔ "اور موڈ خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔ گہرے گہرے سانس لے کر زہریلے خیالات کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرو۔"

"زیادہ جملے بازی کی ضرورت نہیں' چہل قدمی کے بعد میں تمہاری طرف آؤں گا۔"

"بات کیا ہے آخر؟" رادھا اُس کے رویے سے پریشان ہو گئی۔ سنتوش نے پلٹ کر دیکھا۔ رُما اُس کے عین پیچھے تھی۔ اُس نے آنکھ کے اشارے سے رادھا کو خاموش رہنے کی ہدایت دی۔

کملا آگے آگے تھی۔ ٹھاکر نے اپنی رفتار کم کی اور بڑی خوش دلی سے فرداً فرداً تمام مہمانوں کی خیریت دریافت کرتا گیا۔ سنتوش کو اس لمحے خیال آیا کہ لیلیٰ نے ٹھاکر کا نام کاٹھ کا سپاہی درست ہی رکھا تھا۔ ٹھاکر نے اس کی اور رادھا کی مزاج پُرسی کی پھر وہ رُما سے مخاطب ہوا۔ "آپ کا کیا حال ہے؟"

"بہت اچھا' یوں سمجھ لو میں اُس تتلی کی طرح ہوں' جو بادلوں کے دوش پر پرواز کر رہی ہو۔" رُما نے کہا اور قہقہہ لگایا۔ سنتوش کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں۔ جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔ "تو کیا......... تو کیا رُما کو بھی معلوم ہو گیا؟" اس نے ڈوبتے دل کے ساتھ سوچا۔

☆=========☆=========☆

شیکھر فوجداری مقدمات کا مشہور ترین اور مصروف ترین وکیل تھا۔ کیلاش ارب پتی آدمی تھا۔ کوئی وکیل اتنا اچھا مؤکل نہیں چھوڑتا مگر شیکھر کو احساس تھا کہ اُس کی کیلاش سے نبھ نہیں سکتی۔ اس وقت وہ کملا اور ٹھاکر کے پیچھے چہل قدمی کرنے والوں میں سب سے آگے تھا۔ اُسے سندرتا آشرم اور اُس کی فضا بہت پسند آئی تھی' اگر اُس کے دماغ پر کیس سوار نہ ہوتا تو وہ بہت لطف اندوز ہوتا لیکن یہاں تو وقت بہت کم تھا اور دفاع کی کوئی مؤثر صورت نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔ کیلاش تعاون ہی نہیں کر رہا تھا۔

سنجے' شیکھر کے پیچھے تھا۔ شیکھر اب تک سنجے کو پوری طرح نہیں سمجھ پایا تھا۔ شیکھر نے اپنی رفتار کم کی اور سنجے سے پوچھا۔ "راگنی کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟"

"میں نے ایک آدمی کو اُس کی نگرانی پر مامور کیا ہے اور دو آدمی اُس کے پس منظر کی چھان بین کر رہے ہیں۔" سنجے نے جواب دیا۔

"یہ کام تو مہینوں پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔"

"ہاں۔ لیکن کیلاش کے پہلے وکیل نے کہا کہ یہ غیر ضروری ہے۔" سنجے نے کہا۔ "اور اب تک کوئی اہم بات سامنے نہیں آئی ہے۔ ویسے وہ ماضی میں لوگوں پر الزام عائد کرتی رہی ہے کہ وہ چُھپ چُھپ کر اُسے دیکھتے ہیں .... گھورتے ہیں۔"

"یقین کرو' گواہوں کے کٹہرے میں تو میں اُسے کچا کھا جاؤں گا لیکن نینا کی گواہی کا میں کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خیر......... یہ ضرور معلوم کرنا کہ راگنی کی بینائی کیسی ہے۔"

سنجے نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ چند منٹ وہ خاموشی سے چلتے رہے پھر شیکھر نے کہا۔ "میں توقع کر رہا تھا کہ کیلاش' رادھا کی بانہوں میں بانہیں ڈالے ہوئے گا۔"

"وہ صبح کے وقت ہمیشہ جاگنگ کرتا ہے اور ممکن ہے رات بھر وہ رادھا کو اپنی بانہوں میں سمیٹے رہا ہو۔"

"کاش' ایسا ہی ہو اور ہاں' تمہارا دوست سنتوش بہت ناخوش نظر آ رہا ہے۔"

"اس کے متعلق خبر یہ ہے کہ وہ دیوالیہ ہو چکا ہے۔ اُس کی شان و شوکت لیلیٰ کے دم سے تھی۔ اب وہ رادھا پر تکیہ کئے ہوئے ہے کہ گیتا کا رول رادھا کو مل جائے۔ اس وقت وہ مالی اعتبار سے کیلاش پر لدنے کا سوچ رہا ہو گا لیکن میں اسے لدنے نہیں دوں گا۔"

"دیکھو سنجے' رادھا اور سنتوش' کیلاش کے دفاع کے لئے اہم ترین گواہ ہیں۔" شیکھر نے سرد لہجے میں کہا۔ "تمہیں کشادہ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے' میں کیلاش کو بھی یہ مشورہ دوں گا۔" وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے۔ اب وہ آشرم کی طرف واپس جا رہے تھے۔ شیکھر نے کہا۔ "ہم ناشتے کے بعد کام شروع کریں گے۔ مجھے یہ فیصلہ بھی کرنا ہے کہ کیلاش کو گواہوں کے کٹہرے میں لایا جائے یا نہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ گواہوں کے کٹہرے میں اپنے کیس کا خود ہی ستیاناس کر دے گا لیکن اُس کی گواہی کی ایک نفسیاتی اہمیت بھی ہے۔"

☆=========☆=========☆

چہل قدمی کے بعد سنتوش' رادھا کے ساتھ چل دیا۔ اپنے بنگلے میں پہنچ کر رادھا نے کہا۔ "بات مختصر کرنا' مجھے نہانا ہے اور ناشتا میں کیلاش کے ساتھ کروں گی۔"

"تم ہمیشہ دشوار ثابت ہوئی ہو۔" سنتوش نے کہا اور چند لمحے اُسے بغور دیکھتا رہا۔

"ویسے میں بات مختصر ہی کروں گا۔ کل رات تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ لیلیٰ نے خود کشی کی اس لئے کہ کیلاش اس سے بے وفائی کر رہا تھا یا بے وفائی نہیں بھی کر رہا تھا تو کم از کم لیلیٰ کو اس بات کا یقین تھا؟ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟"

"ثبوت ایک خط ہے۔" رادھا نے کہا اور اُسے بتایا کہ خط کیسے ملا۔ "میں وہ خط اٹھا لائی۔" اُس نے آخر میں کہا۔ سنتوش کے مانگنے پر اُس نے پرس میں سے خط نکال کر اُسے دے دیا۔

سنتوش نے خط کو بغور پڑھا پھر سر اٹھا کر رادھا کو دیکھا۔ "یہ خط کیلاش کا دفاع ہے۔ اگر اس کا کسی اور عورت سے چکر چل رہا تھا تو اُسے لیلیٰ سے پیچھا چھوٹنے پر خوش ہونا چاہئے تھا۔" رادھا بولی۔

"تم احمق ہو۔" سنتوش غرایا۔

رادھا سنبھل کر بیٹھ گئی۔ "تم سمجھتے کیوں نہیں' میں یہ خط کیلاش کو دے دوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ میں دل سے اُس کی بھلائی چاہتی ہوں' اُس سے محبت کرتی ہوں۔"

سنتوش نے خط کے پُرزے کر دیئے۔ "کل رات روی شرما نے فون کر کے مجھ سے تصدیق چاہی تھی کہ تم کسی ایسے ویسے معاملے میں ملوث تو نہیں ہو۔" اُس نے کہا۔ "تمہیں اندازہ نہیں کہ اس وقت وہ اسکینڈل ہی کی وجہ سے نگینہ پر تمہیں فوقیت دے رہے ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ تم نے گمنام خط لکھ لکھ کر اپنی عزیز ترین سہیلی لیلیٰ کو خود کشی کی طرف دھکیلا تو تمہیں اندازہ ہے کہ عام لوگ تمہارے بارے میں کیا سوچیں گے؟ یہ اسکینڈل نہیں کہلائے گا؟ اس کے بعد گیتا کے رول کے لئے امید بھی نہ رکھنا۔"

"لیکن یہ خط میں نے تو نہیں بھیجا تھا اسے۔" رادھا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"کون مانے گا یہ بات' سوچو تو............ زمرد کے نیکلس کے بارے میں کتنے افراد کو علم ہے اور جس وقت کیلاش نے لیلیٰ کو وہ نیکلس دیا تھا' میں نے تمہارے چہرے کے تاثرات دیکھے تھے۔ تمہارا بس چلتا تو اُسی وقت لیلیٰ کے سینے میں چاقو گھونپ دیتیں۔ یہ بات لوگوں کو معلوم تھی کہ لیلیٰ سیٹ پر اپنے مکالمے بھول جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اور اس جیسے اور بھی خطوط لکھے ہوں گے تم نے۔ بتاؤ' ایسے اور کتنے خط ہیں اور اس وقت کہاں ہوں گے' ہمیں مل بھی سکتے ہیں یا نہیں؟" سنتوش کا لہجہ سخت تھا۔

"بھگوان کی قسم............ میں نے لیلیٰ کو کبھی خط پوسٹ نہیں کیا۔" رادھا سہم گئی تھی۔ "سنتوش' مجھے روی شرما کے بارے میں بتاؤ' کیا کہہ رہا تھا وہ؟"

سنتوش نے پوری گفتگو دہرائی۔ رادھا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "میں نے تو سگریٹ پینا بھی چھوڑ دیا ہے۔" وہ بولی۔

سنتوش نے خط کے پرزے ایش ٹرے میں رکھ کر دیا سلائی دکھا دی۔ رادھا آ کر اس سے لپٹ گئی۔ "یہ بہت اچھا کیا تم نے کہ خط جلا دیا۔" اُس نے کہا۔ "ویسے میں کیلاش کے حق میں گواہی ضرور دوں گی۔ اس طرح ہمیں پبلسٹی بھی ملے گی۔ لیلیٰ کی ذہنی ابتری بیان کرتے وقت میری اداکاری قابلِ دید ہو گی۔ اپنی عزیز ترین سہیلی کے لئے میری آنکھوں میں آنسو ہوں گے............ آواز بکھر رہی ہو گی۔ گواہوں کے کٹہرے میں یہ ثابت کر دوں گی کہ میں کتنی بڑی اداکارہ ہوں۔" اُس کی آنکھوں سے دو آنسو لڑھک آئے۔

☆=========☆=========☆

کیا بات ہے نینا' ڈورا کہاں ہے؟" کملا کی متوحش آواز نے نینا کو چونکا دیا۔ ٹھاکر' کملا کے ساتھ تھا۔ نینا نے انہیں بتایا کہ ڈورا اپنے اپارٹمنٹ میں بھی موجود نہیں ہے' اس کا بستر بے شکن ملا ہے اور وہ آفس میں بھی نہیں ہے' اسپتال میں بھی نہیں ہے۔

کملا کے چہرے پر زلزلے کا سا تاثر اُبھرا۔ "میں صبح چھ بجے یہاں آئی تو ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔" اُس نے بتایا۔ "فوٹو اسٹیٹ مشین اور تمام لائٹس آن تھیں۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ مجھے بہت غصہ آیا میں نے سوچا۔ ڈورا اب بے پروا ہوتی جا رہی ہے۔"

فوٹو اسٹیٹ مشین آن تھی۔ گویا ڈورا رات کو یہاں آئی تھی۔ نینا نے سوچا۔ وہ مشین کی طرف لپکی کہ شاید گمنام خط مشین میں موجود ہو لیکن خط مشین میں نہیں تھا۔

پندرہ منٹ کے اندر ایک سرچ پارٹی تشکیل دے دی گئی۔ نینا کا مطالبہ تھا کہ فوراً پولیس کو مطلع کیا جائے لیکن کملا نے کسی نہ کسی طرح اسے سمجھا لیا۔ اُس نے کہا۔ "ڈورا پر مرگی کے دورے پڑتے رہے ہیں۔ علامت ظاہر ہوتے ہی وہ کوئی ویران گوشہ تلاش کرتی ہے۔ اسے بیماری کی حالت میں تماشا بنانا اچھا نہیں لگتا۔ پہلے ہمیں اُسے آشرم میں ہی تلاش کرنا چاہئے۔"

"میں تمہیں لنچ ٹائم تک کی مہلت دے رہی ہوں۔" نینا نے سرد لہجے میں کہا "اس کے بعد میں پولیس کو ضرور مطلع کروں گی۔"

"کملا نے ڈورا پر ترس کھا کر اسے ملازمت دی تھی۔" ٹھاکر ترش لہجے میں بولا۔ "اتنی خراب پبلسٹی سندرتا آشرم کے لئے مہلک ثابت ہو گی۔ یہاں پولیس نہیں آ سکتی۔"

نینا کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کملا بول پڑی۔ "یہاں تلاش کرنے کو بہت سی جگہیں ہیں۔ میں پولیس کو اطلاع دینے کی مخالفت اپنی اور آشرم کی خاطر نہیں' ڈورا کی خاطر کر رہی ہوں۔ ڈورا کو یوں تماشا بننا بہت برا لگے گا۔"

انہوں نے مل جل کر میز پر بکھرے ہوئے خطوط پلاسٹک کے تھیلے میں ٹھونسے۔ "یہ لیلیٰ کی ڈاک ہے۔" نینا نے کہا۔ "میں بعد میں اسے اپنے بنگلے میں لے جاؤں گی۔" یہ کہہ کر اُس نے تھیلے کے منہ پر سخت سی گرہ لگا دی۔ اب تھیلے کو کاٹا جا سکتا تھا۔ کھولنا ناممکن تھا۔

"تو تم ابھی رکو گی؟" ٹھاکر نے کوشش کی تھی کہ اس کے لہجے سے خوشی جھلکے مگر ناکام رہا۔

"جب تک ڈورا نہیں مل جاتی' میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔"

☆=========☆=========☆

سرچ پارٹی بڑی خاموشی سے ڈورا کو تلاش کرتی رہی۔ انہوں نے چپہ چپہ چھان مارا مگر ڈورا کا پتہ نہ چلا۔ نینا کو تو شروع ہی میں احساس ہو چکا تھا کہ اب تلاش بے سود ہے۔ ڈورا مر چکی ہے لیکن دوپہر تک وہ کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتی تھی۔

☆=========☆=========☆

کیلاش نے شیکھر کا فیصلہ قبول نہ کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ پہلے جمنازیم جا کر کچھ مشقیں کرے گا۔ اس سے پہلے وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ شیکھر کو احساس تھا کہ اس کا ارب پتی مؤکل اسے سخت ناپسند کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں اس کیس میں اپنے کامیاب دفاع کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی وہ خود ہی تھا' وہ شیکھر کے ان اشاروں کو سمجھنے تک کی کوشش نہیں کرتا تھا' جن کے بارے میں قانون کے ضابطۂ اخلاق کی رو سے شیکھر کھل کر

بات نہیں کر سکتا تھا اور اب وہ کہہ رہا تھا۔ "تم میرے دفاع کی تیاری کے لئے کام شروع کرو۔ میں جمنازیم میں ایک گھنٹا گزاروں گا' اس کے بعد کچھ دیر سوئمنگ کروں گا۔ ہو سکتا ہے' اس کے بعد تھوڑی سی جاگنگ کروں' واپس آ کر دیکھوں گا کہ تم نے میرے دفاع کے لئے کیا حکمت عملی ترتیب دی ہے اور وہ میرے لئے قابلِ قبول بھی ہے یا نہیں اور سمجھ لو.......... میں دوبارہ لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں جانا ہرگز تسلیم نہیں کروں گا۔"

"کیل.......... میں.........."

کیلاش ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "دیکھو' ایک بات سمجھ لو۔ کیل ایک ایسا بچہ تھا' جس نے نو ماہ کی عمر میں باقاعدہ چلنا شروع کر دیا تھا' سوا سال کی عمر میں وہ بولنے لگا تھا۔ وہ میرا خوبصورت بیٹا تھا' اس کی ماں بہت پیاری عورت تھی جو ارب پتی کی پتنی ہونے کے باوجود گھر کا ہر کام خود کرتی تھی۔ ایک شام وہ شاپنگ کر کے آ رہی تھی کہ ایک ٹرالر نے اس کی کار کو ٹکر مار دی۔ اس حادثے میں وہ میرے دو سالہ کیل کے ساتھ چل بسی' سمجھے؟ یہ آٹھ سال پہلے کی بات ہے۔ آئندہ مجھے کیل کہہ کر کبھی نہ پکارنا۔ مجھے اپنے بچے کی صورت نظر آنے لگتی ہے۔ محرومی کا احساس ڈسنے لگتا ہے مجھے۔ میرے سب زخم ہرے ہو جاتے ہیں' سمجھے۔" کیلاش کی آواز کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی بھیگ گئی تھیں۔ "اب تم سنجے کے ساتھ مل کر میرے لئے دفاع تیار کرو۔ میں جمنازیم جا رہا ہوں۔"

"میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔" سنجے نے کہا۔ دونوں باہر نکل آئے۔ "اس شخص کو کہاں سے پکڑ لائے ہو تم؟" کیلاش نے چڑچڑے پن سے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہے ہو۔ فوجداری مقدمات کا اس سے بہتر وکیل پورے ہندوستان میں نہیں ہے۔"

"میں نہیں مانتا' وجہ بھی سُن لو۔ وہ پہلے طے کر کے آیا ہے کہ میں مجرم ہوں' اسی لئے وہ مجھے جھوٹے دفاع کے لئے تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

اچانک سنجے کی نظر نینا پر پڑی۔ "ارے.......... یہ تو نینا ہے' ہے نا؟" اُس نے کہا وہ اس وقت مرکزی عمارت سے کچھ دُور تھی۔ نینا بھاگتی ہوئی لان عبور کر کے بیرونی گیٹ کی طرف جا رہی تھی' وہ آنکھیں بھی پونچھ رہی تھی' پھر انہوں نے اسے سن گلاسز

نکال کر لگاتے دیکھا۔ "میں تو سمجھا تھا' نینا آج واپس جا رہی ہے۔" کیلاش نے بے حد غیر جذباتی لہجے میں کہا۔ "کوئی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے' میں جاؤں گا تو وہ اَپ سیٹ ہو جائے گی' تم جا کر معلوم کرو' وہ تمہیں تو لیلیٰ کا قاتل نہیں سمجھتی۔" کیلاش کے لہجے میں تلخی در آئی۔

"تم مجھ سے چڑتے ہو کیلاش؟" سنجے افسردہ ہو گیا۔ "تم جانتے ہو' میں تمہاری خاطر آگ میں کود سکتا ہوں لیکن مجھے غصہ اتارنے کے لئے پنچنگ بیگ کے طور پر استعمال کرتے رہو گے تو میں ٹھیک طور سے تمہاری مدد بھی نہیں کر سکوں گا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو دوست' میں شرمندہ ہوں۔ اب جاؤ' جا کر دیکھو' کیا چکر ہے۔ ایک گھنٹے بعد میرے بنگلے میں آ کر بتانا مجھے۔"

☆==========☆==========☆

نینا نے سنجے کو ڈورا کی گمشدگی کی تفصیل بتائی۔

"یعنی ڈورا کئی گھنٹے سے غائب ہے اور پولیس کو مطلع نہیں کیا گیا۔" سنجے نے کہا۔

نینا نے اس کی وجہ بتائی۔ سنجے بڑی شفقت سے اُس کا ہاتھ تھام کر باہر نکل آیا۔ نینا راہ گیروں سے ڈورا کا حلیہ بتا کر پوچھتی رہی کہ انہوں نے ایسی کسی بوڑھی عورت کو دیکھا تو نہیں لیکن کسی سے مدد نہیں ملی۔

راستے میں سنجے نے نینا کو روک لیا۔ "مجھے یقین ہے' تم نے ناشتا بھی نہیں کیا ہو گا' کچھ کھا لو۔" وہ اسے ریسٹورنٹ میں لے گیا۔

کافی کے دوران سنجے نے کہا۔ "اب ہم واپس چلیں گے اور اگر اب تک ڈورا نہیں ملی ہے تو میں ٹھاکر کو پولیس میں رپورٹ کرنے پر مجبور کروں گا۔"

"ڈورا کو کچھ ہو گیا ہے۔" نینا نے شکستہ لہجے میں کہا۔

"ضروری تو نہیں ڈورا نے تم سے کہیں جانے کے متعلق تو کچھ نہیں کہا تھا؟"

نینا ہچکچائی کہ سنجے کو گمنام خط کے بارے میں کچھ بتائے یا نہیں۔ ایک خط چُرا لیا گیا تھا۔ دوسرے خط کی ڈورا کو نقل تیار کرنا تھی لیکن ڈورا کے ساتھ ہی وہ خط بھی غائب تھا۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد بالآخر وہ بولی۔ "رات ڈورا نے رخصت ہوتے وقت مجھ سے کہا تھا کہ وہ کچھ دیر دفتر میں رہے گی۔"

"لیکن یہاں کام اتنا زیادہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ رات کو دیر تک کام کرے۔"

"یہ تو ساڑھے نو بجے کی بات ہے۔" نینا نے کہا اور مزید سوالات سے بچنے کے لئے جلدی سے کافی کی پیالی خالی کر دی۔ "آؤ اب چلیں' ممکن ہے' وہ مل گئی ہو۔" اُس نے کہا۔

☆==========☆==========☆

لیکن ڈورا کی تلاش پوری طرح ناکام ہو چکی تھی اور اب ٹھاکر بھی پولیس کو مطلع کرنے کے لیے دوپہر کا انتظار کرنے پر زور نہیں دے رہا تھا۔

"میری مانو تو انسپکٹر سلطان کو بلوا لو۔" نینا نے تجویز پیش کی' جو تسلیم کر لی گئی۔ نینا ڈورا کی میز پر بیٹھی انسپکٹر سلطان کی آمد کا انتظار کرتی رہی۔

"میری ضرورت محسوس کرو تو میں رکا رہوں؟" سنجے نے اس سے پوچھا۔ نینا نے نفی میں سر ہلا دیا۔ سنجے نے ڈاک کے تھیلے کو دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

"لیلیٰ کے پرستاروں کی ڈاک......... ڈورا ان خطوں کے جواب دے رہی تھی۔"

"تم اسے پڑھنے نہ بیٹھ جانا' خواہ مخواہ ڈپریس ہو جاؤ گی" سنجے نے کہا پھر کملا اور ٹھاکر کو دیکھا جو دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ سنجے آگے کو جھک آیا اور بولا۔ "نینا! میں تمہیں مس کرتا رہا ہوں۔ میری پوزیشن عجیب سہی لیکن جس روز یہ تمام جھگڑے نمٹ جائیں گے' ہمارے درمیان بہت ساری باتیں ہوں گی' اور کسی لمحے میری ضرورت پڑے تو بلا جھجک مجھے پکار لینا۔"

نینا نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے رخسار سے لگا لیا۔ اُس کھردرے ہاتھ میں گرمی بھی تھی اور مضبوطی بھی۔ نہ جانے کیوں نینا کو کیلاش کا خوبصورت ہاتھ یاد آ گیا......... نرم اور فنکارانہ انگلیاں......... گداز ہتھیلی۔ "بس' اب جاؤ ورنہ مجھے رونا آ جائے گا۔" نینا نے کہا۔

سنجے سیدھا ہو گیا۔ "اگر میری ضرورت پڑے تو میں کیلاش کے بنگلے میں ملوں گا۔" اُس نے کہا اور چلا گیا

☆==========☆==========☆

انسپکٹر سلطان کملا کے پہلے شوہر کا دوست تھا جس نے رنگا گری میں آکاش ہوٹل

کھولا تھا۔ بعد میں کملا نے ٹھاکر کی تجویز پر ہوٹل کو سندر تا آشرم میں تبدیل کر دیا تھا۔ انسپکٹر، کملا کو بہت پسند کرتا تھا اور اس کا بے حد احترام کرتا تھا۔ اُسے اس بات کی خوشی تھی کہ کملا بھی شوہر کی موت کے باوجود اُس کا احترام پہلے ہی کی طرح کرتی تھی، اُسے دوست سمجھتی تھی۔ وہ کملا کی دعوت پر اکثر مہمان کی حیثیت سے آشرم آتا رہتا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ کملا نے اچھے بھلے منافع بخش ہوٹل کو ایک ایسے آشرم میں کیوں تبدیل کیا جس کے اخراجات اتنے زیادہ تھے کہ منافع بھی کھاجاتے تھے۔

کملا کے فون کے بعد انسپکٹر اپنے ایک ماتحت سب انسپکٹر کے ساتھ رتناگری کے لیے چل پڑا تھا۔ سرکاری جیپ اس کا سب انسپکٹر ڈرائیو کر رہا تھا۔ اوم ناتھ ڈرائیونگ کے دوران انسپکٹر کو دیکھتا رہا۔ انسپکٹر کے چہرے کی فکرمندی اور پیشانی کی لکیریں بتا رہی تھیں کہ اس کے نزدیک صورتِ حال سنگین ہے۔

ساڑھے دس بجے وہ آشرم پہنچے۔ انہیں اِکا دُکا لوگ باہر ٹہلتے نظر آئے۔ انسپکٹر جانتا تھا کہ بیشتر لوگ آشرم میں یوگا کی مشقوں میں مصروف ہوں گے۔ اسے معلوم تھا کہ کیلاش بھی آشرم آیا ہوا ہے۔ اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کیلاش سے ملے یا نہ ملے۔ کیلاش پر قتل کا مقدمہ چل رہا تھا لیکن وہ انسپکٹر سلطان کے سامنے ہی پلا بڑھا تھا۔ اُس کے آنجہانی دادا سے سلطان کا گہری دوستی کا رشتہ تھا۔

کیلاش کی موجودگی کا تو سلطان کو علم تھا مگر نینا کو وہاں موجود پا کر وہ حیران رہ گیا۔ نینا ڈورا کی میز پر بیٹھی تھی۔ وہ اتنی منہمک تھی کہ اُس نے قدموں کی آہٹ بھی نہیں سُنی تھی۔ انسپکٹر سلطان نے بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُسے بغور دیکھا۔ اُس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا آنکھوں میں سُرخی تھی، وہ لفافوں میں سے خط نکال کر اُنہیں ایک نظر دیکھتی اور ایک طرف ڈال دیتی۔ ایسا لگتا تھا کہ اُسے کسی خاص چیز کی تلاش تھی۔ اُس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے۔

انسپکٹر نے کھُلے دروازے پر زور سے دستک دی، وہ تقریباً اچھل پڑی۔ انسپکٹر پر نظر پڑتے ہی اُس کے چہرے پر پہلے سکون اور پھر شک کا تاثر اُبھرا، وہ بانہیں پھیلائے انسپکٹر کی طرف بڑھی لیکن پھر کچھ سوچ کر ٹھٹکی اور اُس سے ایک قدم کے فاصلے پر اُس نے خود کو روک لیا۔ "انسپکٹر صاحب.......... کیسے ہیں آپ؟" اُس کی آواز بھی ڈگمگا رہی تھی

قدموں کی طرح۔ انسپکٹر اس کی وجہ بھی جانتا تھا، وہ کیلاش کا دوست تھا۔ ایسے میں وہ اُسے دشمن ہی سمجھ سکتی تھی لیکن پاگل لڑکی کو یہ یاد نہیں رہا کہ دوست تو وہ لیلیٰ کا بھی تھا۔ انسپکٹر نے خود بڑھ کر اُسے گلے لگا لیا اور بڑی شفقت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "بہت دُبلی ہو گئی ہو۔ کہیں کملا نے تمہیں ڈائٹنگ پر تو مجبور نہیں کر دیا؟" اُس نے خوش دلی سے کہا۔

"نہیں انکل، مجھے تو موٹا کرنے والی غذائیں دی جا رہی ہیں۔"

"بہت خوب۔" سلطان نے کہا پھر وہ دونوں ٹھاکر کے دفتر میں چلے گئے۔ انسپکٹر نے دیکھا، وہ دونوں بھی حددرجہ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ اُس نے تمہید باندھنے کے بجائے اُن سے ڈائریکٹ سوال کیئے اور پھر بولا۔ "میں ڈورا کا اپارٹمنٹ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کملا آگے آگے چلی۔ ٹھاکر اور نینا، انسپکٹر کے ساتھ چل رہے تھے۔ نینا کو انسپکٹر سلطان کی موجودگی نے خاصا پُرسکون کر دیا تھا۔ انسپکٹر اتنی تاخیر سے بُلائے جانے پر اچھا خاصا خفا ہوا تھا۔

ڈورا کا اپارٹمنٹ اسی حال میں تھا، جس میں نینا نے اُسے چھوڑا تھا۔ سلطان نے جائزہ لیا اور الماری کے قریب رکھے ہوئے سوٹ کیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "ڈورا کا کہیں جانے کا ارادہ تھا؟"

"نہیں، وہ کل ہی تو واپس آئی تھی۔" کملا نے جواب دیا پھر اُس کی آنکھوں میں اُلجھن نظر آئی۔ "ڈورا ایسی تو نہیں، وہ تو آتے ہی سُوٹ کیس کھول کر چیزیں اپنی جگہ رکھتی تھی۔"

انسپکٹر نے سوٹ کیس کو نظر انداز کر کے، بیگ کھول کر دیکھا اُس میں ڈورا کی دوائیں تھیں، جو وہ ان دنوں استعمال کر رہی تھی۔

وہ لوگ دفتر میں واپس چلے آئے۔ انسپکٹر کو بتایا گیا کہ دفتر کس حالت میں تھا۔ فوٹو اسٹیٹ مشین کھُلی ہونے کے تذکرے پر انسپکٹر اپنی دلچسپی نہ چھپا سکا۔ "کھڑکی آدھ کھُلی تھی اور مشین آن۔" اُس نے دُہرایا۔ "گویا وہ کسی چیز کی فوٹو کاپی نکالنا چاہ رہی تھی۔ پھر اُس نے کھڑکی سے کچھ دیکھا اور پھر...... شاید اُسے چکر آ گئے؟ وہ ٹہلنے کی غرض سے باہر نکل گئی؟ مگر گئی کہاں ہو گی؟" انسپکٹر نے کھڑکی میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ شمالی لان کا ایک

حصہ اُس کی نگاہوں کے عین سامنے تھا۔ کچھ بنگلے' اولمپک پول کی طرف جانے والا راستہ اور رومن باتھ ہاؤس بھی نظر آ رہا تھا۔ "تم لوگوں کا کہنا ہے کہ تم نے چپہ چپہ چھان مارا ہے؟ اُس نے کہا

"ہاں......... اور وہ بھی میری نگرانی میں۔" ٹھاکر بولا۔

"ہم پھر سے تلاش کریں گے۔"

☆=========☆=========☆

نینا بیٹھی خط کھنگالتی رہی۔ تمام خط ایک جیسے تھے' کسی میں آٹوگراف کی فرمائش تھی تو کسی میں تصویر کی۔ تعریف تقریباً ہر خط میں تھی' کچھ میں تنقید بھی تھی لیکن گمنام خط کوئی اور نہیں ملا۔ تھا ہی نہیں۔ دو بجے کے قریب باہر سے اُسے کسی کے چیخنے کی آواز سُنائی دی' وہ کھڑکی کی طرف لپکی۔ ایک پولیس مین نیچے کھڑا رومن باتھ ہاؤس کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ نینا زینوں کی طرف دوڑی۔ آخری دو سیڑھیوں پر اس کا پاؤں پھسلا اور وہ بُری طرح فرش پر گری۔ اس کے گھٹنوں میں اذیت کی تند لہر دوڑ گئی۔ وہ بے بسی سے فرش پر پڑی سلطان کو باتھ ہاؤس میں جاتا دیکھتی رہی۔ پھر وہ ہمت کر کے اٹھی اور باتھ ہاؤس میں داخل ہو گئی۔

لاکرز سے آگے خالی سوئمنگ پول میں ڈورا موجود تھی۔ ایک پولیس مین پول کے باہر کھڑا ڈورا کی مُڑی تڑی لاش کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

لاش نکال لی گئی۔ وہ خواب کے سے عالم میں بیٹھی محبت سے ڈورا کے خون آلود بالوں کو سہلاتی رہی پھر سلطان نے اُسے کھینچا اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "ہاتھ مت لگاؤ اسے۔"

ڈورا کی آنکھیں کُھلی ہوئی تھیں۔ چہرے پر دہشت کا تاثر منجمد تھا۔ چشمہ ناک پر پھسل آیا تھا۔ ہاتھ یوں پھیلے ہوئے تھے' جیسے آخری لمحوں میں وہ کسی کو دھکیلنے کی کوشش کرتی رہی ہو۔ "کوٹ کی جیبیں دیکھو' ان میں لیلیٰ کو ملنے والا گمنام خط موجود ہے کہ نہیں۔" اُس نے خود کو کہتے سُنا پھر اُسے کچھ ہوش نہ رہا۔

اُسے ہوش آیا تو وہ اپنے بنگلے میں بستر پر دراز تھی۔ ٹھاکر اُس پر جھکا اُس کے نتھنوں سے کوئی شیشی لگائے کھڑا تھا' جس کی بُو بہت تیز تھی۔ کملا اُس کے ہاتھ سہلا رہی

تھی۔ اُس کا جسم گھٹی گھٹی سسکیوں سے لرز رہا تھا۔ پھر وہ چیخی۔ "نہیں......... نہیں......... مجھ سے ڈورا کو مت چھینو۔"

"نینا پلیز......... خود کو سنبھالو نینا۔" کملا نے اُسے چمکارا۔

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔" ٹھاکر نے اُس کی نس میں سُرنج اتارتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد وہ جاگی تو کمرے میں اندھیرا تھا۔ خادمہ سیتا اس کے پاس بیٹھی اُس کا کندھا ہلا رہی تھی۔ "مس نینا! ڈسٹرب کرنے پر معذرت خواہ ہوں۔" وہ کہہ رہی تھی۔ "لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ کچھ کھا پی لیں۔ انسپکٹر سلطان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

☆=========☆=========☆

ڈورا کی موت کی خبر آشرم میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی۔ مہمانوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ انداز میں ناپسندیدگی بھی تھی۔ لوگ یہاں سکون کی تلاش میں آتے تھے۔ قتل جیسی سنسنی صرف اخبار میں اچھی لگتی ہے۔

کیلاش مساج کرا کے اپنے بنگلے واپس آیا تو سنجے نے اُسے یہ خبر سُنائی۔ "نینا کا کیا حال ہے؟" کیلاش نے پوچھا۔

"بہت بُرا حال ہے' وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔"

"ہاں' وہ ڈورا سے بہت قریب تھی.........وہ........." کیلاش کہتے کہتے رُکا پھر اُس نے موضوع تبدیل کر دیا۔ "سکھبیر کہاں ہے؟"

"گولف کورس میں۔"

"میں یہاں اُسے گولف کھلانے کے لیے تو نہیں لایا۔" کیلاش چڑ گیا۔

"کیوں غصہ کر رہے ہو' صبح سے وہ اکیلا بیٹھا کام کرتا رہا۔ ویسے بھی تھوڑی سی ایکسر سائز کے بعد دماغ زیادہ بہتر کام کرتا ہے۔"

"پھر بھی اُسے یاد دلا دو' ساعت کی تاریخ سر پر کھڑی ہے۔ میرا خیال ہے' میں نے یہاں آ کر غلطی کی ہے۔ میں سمجھا تھا کہ میں پُرسکون ہو جاؤں گا مگر ایسا نہیں ہوا۔"

"تم کچھ بھی کہو' یہ جگہ بمبئی سے تو بہرحال بہتر ہے۔" سنجے نے کہا۔ "اور ہاں' ابھی

میرا تمہارے دوست انسپکٹر سلطان سے سامنا ہوا تھا۔"

"اُس کی یہاں موجودگی کا مطلب تو یہ ہے کہ ڈورا کی موت نارمل نہیں ہے۔"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم' ویسے انسپکٹر سلطان یہاں آتا رہتا ہے۔"

"اُسے یہاں میری موجودگی کا علم تو نہیں؟"

"ہاں عِلم ہے بلکہ وہ تمہیں پوچھ بھی رہا تھا۔" سنجے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "وہ تم سے ملنا چاہتا ہے لیکن سرکاری طور پر۔"

کیلاش اُداس ہو گیا۔ گویا ایک اور دوست اُس سے گریزاں ہے۔ وہ بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ بنگلا اُسے اپنے لئے پنجرا محسوس ہو رہا تھا۔ "میں چہل قدمی کے لیے جا رہا ہوں۔" اُس نے سنجے سے کہا پھر اُسے خوف آیا کہ سنجے بھی اُس کے ساتھ نہ لگ جائے۔ اُس نے جلدی سے کہا۔ "میں ڈنر کے وقت تک واپس آجاؤں گا۔"

چہل قدمی کے دوران اُسے مہیب تنہائی کا احساس ستاتا رہا۔ وہ اتنے لوگوں کی بھیڑ میں بھی اکیلا تھا۔ جب بھی وہ خود کو اتنا تنہا محسوس کرتا' نہ جانے کیوں اُسے اپنی ماں کا خیال آجاتا۔ اس وقت بھی وہ بِلا ارادہ ماں کے بارے میں سوچنے لگا۔ آخر ماتاجی نے پتاجی کو چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟ صرف اس لیے کہ اس طرح وہ ماتاجی سے چھین لیا جاتا۔ صرف اُسی کی وجہ سے وہ ازدواجی زندگی کا عذاب سر پر اُٹھائے زندگی گزارتی رہیں۔ ماتاجی نے ایک بار خودکشی کی کوشش کی تھی اور پتاجی ہمیشہ اُنہیں اس حماقت کا حوالہ دے کر مطعون کیا کرتے تھے۔ وہ ماتاجی پر زبان کے کوڑے برساتے.......... اُن کی نقلیں اُتارتے' مسلسل ذلیل کرتے رہتے' وہ ان کے ہر انفرادی خوف کا مذاق اُڑاتے' یہاں تک کہ ایک رات ماتاجی نے فیصلہ کیا کہ زندگی اُن کے لیے ناقابلِ برداشت ہو چکی ہے۔

کیلاش کو پتا بھی نہ چلا کہ وہ ساحل کی طرف جانے والی سڑک پر آگیا ہے۔ موجوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ اسے لیلیٰ کا خیال آیا۔ لیلیٰ اور وہ ٹہلنے نکلتے تو ٹریفک جام ہو جاتا تھا۔ سو قدم کا فاصلہ بھی گھنٹوں پر محیط ہو جاتا تھا۔ اُن دنوں مرد اُسے حاسدانہ نگاہوں سے گھورتے تھے۔ اب جو لوگ اسے پہچان لیتے تھے' ان کی نگاہوں میں اس کے لیے عناد ہوتا تھا' اس لیے کہ وہ اُسے اپنی محبوب اداکارہ لیلیٰ کا قاتل سمجھتے تھے۔

اب اُس کے پاس تھا ہی کیا.......... اُسے لوگوں سے ملتا ہی کیا تھا۔ خوف' عناد'

نہائی..........

پچھلے چند ماہ میں اُس کی زندگی ہی بدل گئی تھی۔ وہ ایسے کام کرنے پر مجبور ہو گیا تھا' ن کی وہ خود سے توقع بھی نہیں کر سکتا تھا اور اب اس نے یہ حقیقت قبول کرلی تھی کہ ماعت شروع ہونے سے پہلے اُسے ایک خوبصورت رکاوٹ اور دُور کرنی ہے.......... یک خوبصورت دیوار اور گرانی ہے۔

اس کا تصور کرتے ہی اُس کے جسم کا ہر مسام پسینہ اُگلنے لگا۔

☆==========☆==========☆

رُما بہت خوش تھی۔ کملا نے کاسمیٹکس کے سلسلے میں اور لباسوں کے معاملے میں اُس کی خوب رہنمائی اور مدد کی تھی۔ میک اپ کس طرح کا مناسب رہے گا' یہ بھی تفصیل سے سمجھایا تھا اور اس کے مشوروں پر عمل کرنے کے بعد رُما خود میں بہت ساری مثبت تبدیلیاں محسوس کر رہی تھی اور بہت خوش تھی۔

"ذرا ٹھاکر کے علاج کے بعد خود کو دیکھنا۔" کملا نے فخریہ لہجے میں کہا تھا۔ "تم خود کو پہچان بھی نہیں سکو گی۔"

دوسری طرف انڈین ٹائمز کے لیے آرٹیکل بھی زور دار تیار ہو رہا تھا۔ رُما نے فیصلہ کیا تھا کہ آرٹیکل مکمل ہوتے ہی کتاب کی تصنیف کا کام شروع کر دے گی۔

میک اَپ سے فارغ ہو کر اس نے اپنا ریکارڈر نکالا۔ اُس نے اتوار کے ڈنر والی کیسٹ' ریکارڈر میں لگا کر پلے کا بٹن دبایا۔ اُسے سُنتے ہوئے اُس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ کتنی عجیب بات ہے' لوگوں کی غیر موجودگی میں اُن کی گفتگو سُنی جائے تو وہ اُس تاثر سے مختلف ثابت ہوتے ہیں جو اُن کی صحبت میں ذہن پر مُرتب ہوتا ہے۔ مثلاً سنتوش بت اہم منیجر اور ایجنٹ مانا جاتا تھا لیکن ثابت ہوتا تھا کہ رادھا نے اُس کی ناک میں نکیل ڈالی ہوئی ہے اور رادھا بے حد متلون مزاج ہے۔ ابھی شعلہ ابھی شبنم' پل بھر میں اپنی غلطی بھی سنتوش کے کھاتے میں ڈال دے گی اور اگلے ہی لمحے برفی کی ڈلی بن جائے گی' وہ بولنے میں تلفظ کی غلطیاں بھی بہت کرتی ہے۔ سنجے اس سلسلے میں اُسے ٹوکتا ہے۔ سنجے کی آواز میں نرمی اور ٹھہراؤ ہے۔ رُما نے اُس سے کہا بھی تھا۔ "تم اپنی بات چیت سے بھی پڑھے لکھے لگتے ہو۔"

اس پر سنجے ہنس دیا تھا۔ "آپ نے مجھے میرے لڑکپن میں بولتے سُنا ہوتا تو کبھی ی بات نہ کہتیں۔"

لیکن سب سے اچھا لہجہ کیلاش کا تھا۔ اُسے لہجہ اچھا رکھنے کی کوشش نہیں کرنا پڑ تھی' اوروں کی طرح۔

رُما نے اپنا مائیکروفون چیک کیا اور پھر ریکارڈنگ شروع کی۔ "آوازیں لوگوں ک بارے میں بہت کچھ بتاتی ہیں۔"

اُسی وقت فون کی گھنٹی نے اسے حیران کر دیا' یہ اس کا پتی تو نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اس وقت لیبریونین کی میٹنگ میں ہو گا۔ رُما نے اُس پر بہت زیادہ زور دیا تھا کہ اب اُ ملازمت چھوڑ دینی چاہیے لیکن رام اوتار نے کہا۔ "مجھے کچھ مہلت دو' ابھی میں پور طرح خود کو لکھ پتی تسلیم نہیں کر سکا ہوں۔"

فون انڈین ٹائمز کے ایڈیٹر کا تھا۔ "میری اسٹار رپورٹر کا کیا حال ہے؟" اُس پوچھا۔ "رُما دیوی' ریکارڈر نے تو کوئی گڑبڑ نہیں کی؟"

"نہیں' ریکارڈر بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے۔ یہاں وقت بہت اچھا گزر رہا ہے دلچسپ لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔" رُما نے کہا۔

"مشہور لوگوں سے؟"

"ہاں' میں جس کار میں بمبئی سے رتنا گری آئی' اُس میں میرے ساتھ اداکارہ بیٹھی تھی۔ رات کے کھانے پر اداکارہ رادھا اور مشہور ارب پتی کیلاش میرے سا تھے۔"

"آپ کا مطلب ہے' کیلاش اور نینا ساتھ ساتھ ہیں؟" ایڈیٹر کے لہجے میں حیر تھی۔

"نہیں' ساتھ تو نہیں البتہ دونوں آشرم میں موجود ہیں۔ نینا کیلاش کے قریب بھی نہیں گزرتی۔ وہ تو واپس جانے والی تھی مگر اُسے کسی ضروری کام سے اپنی آنجہا بہن لیلیٰ کی سکریٹری ڈورا سے ملنا ہے.......... لیکن آج ڈورا کی لاش ملی ہے' آشرم رومن باتھ ہاؤس سے۔"

"ایک منٹ رُما دیوی' آپ یہ سب کچھ آہستہ آہستہ دُہرائیں' اس طرح کہ م

ایک ایک لفظ لکھ سکوں۔"

☆=========☆=========☆

ڈورا کی پوسٹ مارٹم رپورٹ آگئی تھی۔ موت کا سبب سر کی چوٹ تھی' جو کنکریٹ کے فرش پر خاص بلندی سے گرنے کا نتیجہ تھی۔ انسپکٹر سلطان پوسٹ مارٹم رپورٹ دیکھنے کے باوجود ڈورا کی موت کو حادثہ ماننے کے لیے تیا نہ تھا لیکن بظاہر اُس کے پاس اس کی کوئی معقول وجہ بھی نہیں تھی۔

رومن باتھ ہاؤس' جو دیکھنے میں مقبرہ لگتا تھا' ڈورا کے لیے مقتل ثابت ہُوا تھا۔ سوال یہ تھا کہ ڈورا باتھ ہاؤس میں کیوں گئی تھی؟ اتفاقاً یا کسی سے ملنے؟ لیکن یہ دوسری بات حلق سے نہیں اُترتی تھی' کیونکہ باتھ ہاؤس میں بجلی نہیں تھی۔ دوسری طرف کملا اور ٹھاکر کا کہنا تھا کہ باتھ ہاؤس کا دروازہ مقفل ہونا چاہیے تھا لیکن انھوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ گزشتہ روز وہ بہت عجلت میں باتھ ہاؤس سے نکلے تھے۔ "کملا باتھ ہاؤس کی بڑھتی ہوئی لاگت کی وجہ سے پریشان تھی۔" ٹھاکر نے بتایا تھا۔ "اور میں کملا کی وجہ سے فکر مند تھا۔ دروازہ بہت بھاری ہے۔ شاید بے دھیانی کی وجہ سے میں اُسے پوری طرح کھینچ کر بند نہیں کر سکا ہوں گا۔"

مہلک چوٹ ڈورا کے سر کے عقبی حصے میں لگی تھی۔ سوال یہ تھا کہ وہ پول میں خود گری تھی یا کسی نے اُسے دھکا دیا تھا؟ انسپکٹر سلطان بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ کوئی کتنا ہی پریشان ہو' کسی کی ذہنی کیفیت کتنی ہی خراب ہو' وہ اُس وقت تک اُلٹے قدموں نہیں چلتا' جب تک کسی خوف کی وجہ سے پیچھے نہ ہٹ نہ رہا ہو۔

وہ اپنی میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اُسے میئر کے ڈنر میں جانا تھا لیکن وہ نہیں جا سکتا تھا۔ اُس نے رتنا گری جانے کا فیصلہ کیا۔ اُسے نینا سے ملنا تھا۔ نہ جانے کیوں اُسے یقین تھا کہ نینا اتنی رات کو آفس میں ڈورا کی موجودگی کا سبب بتا سکتی ہے۔ ایسا کون سا ارجنٹ کام تھا جو ڈورا کو رات ساڑھے نو بجے آفس میں لے گیا تھا' وہ کسی اہم دستاویز کی فوٹو اسٹیٹ بنانا چاہتی تھی۔

سندر تا آشرم کی طرف جاتے ہوئے وہ یہی سوچتا رہا' ڈورا خود گری.......... یا اُسے دھکا دیا گیا اور یہی تو لیلیٰ کے مقدمہ قتل کا اہم ترین سوال تھا۔

☆========☆========☆

سنجے کی شام کیلاش کے بنگلے میں بمبئی سے بھیجی گئی کاروباری ڈاک کو نمٹاتے گزری۔ اُس کی تیز نگاہیں لمحہ بھر کو کسی دستاویز، کسی میمو پر ٹکتیں، اُس کے اہم یا غیر اہم ہونے کا اندازہ لگاتیں اور انھیں اسی حساب سے ان کے مقام پر رکھ دیتا، تمام آفیشل خطوط مشترکہ طور پر اس کے اور کیلاش کے نام بھیجے گئے تھے۔

کیلاش پانچ بجے واپس آیا۔ وہ بہت خراب موڈ میں تھا، جس سے ثابت ہوتا تھا کہ چہل قدمی اُسے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا سکی ہے۔ "تم اپنے بنگلے میں کام کیوں نہیں کرتے؟" اُس نے سنجے سے پوچھا۔

"اس لیے کہ کچھ معاملات میں تم سے مشورہ لینا ضروری ہے۔"

"جو بہتر سمجھو کرو، مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

بہتر تو یہ ہے کہ تم وہسکی کا ایک جام لو اور کچھ دیر آرام کرو۔"

اُسی وقت وکیل شیکھر آگیا۔ اُسے دیکھتے ہی کیلاش کے ہونٹ بھنچ گئے۔ سنجے کا جام ایک ہی گھونٹ میں حلق سے اُتار لیا اور سنجے نے جام دوبارہ اعتراض نہیں کیا۔

شیکھر صفائی کے گواہوں کی اُس فہرست پر تبادلۂ خیال کرنا چاہتا تھا، جو سنجے نے تیار کی تھی۔ اُس نے ان تمام مشہور لوگوں کے نام کیلاش کو سُنائے، جو اس کی طرف سے گواہی دینے والے تھے۔ "اس میں صدر کا نام تو شامل نہیں ہے۔" کیلاش نے طنز کیا۔

"کون سا صدر؟" شیکھر نے سادگی سے کہا۔

"ہندوستان کے صدر کی بات کر رہا ہوں۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کام کی بات نہیں ہو سکتی۔" شیکھر نے افسردگی سے کہا۔ "رات کا کھانا باہر کھاؤ گے یا آشرم میں؟"

"میں تو یہیں ہوں، کچھ دیر سوؤں گا۔"

شیکھر، سنجے کے ساتھ بنگلے سے نکل آیا۔ "دیکھ لو، یوں تو کام کرنا ناممکن ہے۔ صورتِ حال بگڑتی ہی جا رہی ہے۔" وہ بڑبڑایا۔

☆========☆========☆

ساڑھے چھ بجے سنجے کو اُس شخص کی کال موصول ہوئی، جو عینی شاہد راگنی کی نگرانی پر مامور تھا۔ "جس بلڈنگ میں راگنی رہتی ہے اس میں اچانک سنسنی پھیل گئی۔" نگرانی کرنے والے نے بتایا۔ "راگنی کے اوپر والے اپارٹمنٹ میں چور گھس آیا تھا، چور پکڑ لیا گیا۔ وہ کئی بار سزا بھی کاٹ چکا ہے۔ افراتفری کے باوجود راگنی اپنے فلیٹ سے نہیں نکلی۔"

☆========☆========☆

سات بجے سنجے، کیلاش کے بنگلے میں شیکھر سے ملا۔ کیلاش وہاں موجود نہیں تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ آشرم کی مرکزی عمارت کی طرف چل دیئے۔ "میں دیکھ رہا ہوں کہ کیل جتنا مجھ سے چڑتا ہے، اتنا ہی تم سے بھی چڑتا ہے۔" شیکھر نے کہا۔

"دیکھو.......... اگر وہ اپنی جھنجلاہٹ مجھ پر اُتارتا ہے تو اسے اس کا حق ہے۔ جس مصیبت وہ پھنسا ہے، ایک اعتبار سے اُس کا ذمّے دار میں ہوں۔" سنجے نے بے حد تحمل سے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"میں نے لیلیٰ کو کیلاش سے متعارف کرایا تھا۔ لیلیٰ پہلے مجھ سے ملی تھی اور مجھ سے تاثر بھی ہوئی تھی پھر میں نے اُسے کیلاش کی طرف دھکیل دیا۔"

☆========☆========☆

کاک ٹیل آورز میں سنجے، نینا کا راستہ تکتا رہا مگر وہ نہ آئی۔ شیکھر اپنے کسی شناسا کی طرف چلا گیا تھا۔ کیلاش، رانی صاحبہ سے باتوں میں مصروف تھا۔ رادھا اُس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ سنتوش تنہا تھا اور معمول سے زیادہ سوگوار لگ رہا تھا۔ سنجے اُس کی طرف بڑھ گیا۔ "گزشتہ رات رادھا کس ثبوت کی بات کر رہی تھی؟" اُس نے پوچھا۔ وہ جانتا تھا کہ سنتوش کا بس چلے تو اُس کا منہ نوچ لے۔ سنتوش اور دوسرے گِدھ جو کیلاش کے گرد منڈلاتے رہتے تھے، اُس سے چڑتے تھے کیونکہ وہ اُن کی راہ کی رکاوٹ تھا۔ وہ بہت اچھا گول کیپر تھا، کیلاش گول پوسٹ کی طرح تھا لیکن سنجے بھی گول نہیں ہونے دیتا تھا۔

"کچھ بھی نہیں، وہ نشے میں بھی نہیں تھی اور ڈرامائی پرفارمنس دینے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔" سنتوش نے خشک لہجے میں کہا۔

☆========☆========☆

کملا اور ٹھاکر ڈنر کے لیے تاخیر سے آئے۔ اس وقت تک تمام مہمان کھانا کھا
بیٹھ چکے تھے۔ اُن کے لبوں پر جھوٹی مسکراہٹیں تھیں۔ کملا نے بیٹھتے ہوئے تاخیر
معذرت چاہی۔ کیلاش نے رادھا کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس سے پوچھا۔ "نینا کیسی ہے؟"
جواب ٹھاکر نے دیا۔ "اُس کا بہت بُرا حال تھا۔ ہمیں اس کو مسکن دوا دینا پڑی۔"
سنجے، رُما دیوی کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ یہ عورت اس ہیئر کلپ کا پیچھا ک
چھوڑے گی۔ وہ اُس کے اور کیلاش کے درمیان بیٹھی تھی۔ اس نے میز کا جائزہ لیا۔
ٹھاکر، سنتوش، شیکھر، رادھا، کیلاش، رُما اور وہ خود......... لیکن اس کے برابر ایک
کُرسی تھی۔ اُس نے کملا سے اُس کے متعلق استفسار کیا۔
"یہاں سلطان بیٹھے گا، اس وقت وہ نینا سے بات کر رہا تھا۔" کملا نے بتایا۔ "
میں چاہتی ہوں کہ ڈنر کے دوران ڈورا کا تذکرہ نہ چھیڑا جائے۔"
"لیکن انسپکٹر نینا سے کیوں بات کر رہا ہے۔" رُما نے حیرت ظاہر کی۔ "کیا اس کے
خیال میں ڈورا کی موت قدرتی نہیں ہے؟ ویسے باتھ ہاؤس میں جاکر مرنا ہے تو عجیب۔"
چودہ آنکھیں اُس کی طرف اُٹھیں......... اس انداز میں کہ اُسے مزید کچھ پوچھنے ک
ہمت نہ ہوئی لیکن سوچوں پر کون پابندی لگا سکا ہے، وہ سوچ رہی تھی، انڈین ٹائمز ک
ایڈیٹر کو یہ سُن کر یقیناً حیرت ہو گی کہ کیلاش کو نینا کی بہت فکر ہے۔
اور اب وہ انسپکٹر سلطان سے ملنے کو بے تاب ہو رہی تھی۔

☆========☆========☆

نینا نے اپنے بنگلے کی کھڑکی سے آشرم کی مرکزی عمارت کو دیکھا۔ مہمان ڈنر ک
لیے جمع ہو رہے تھے۔ نینا نے خادمہ سیتا کو زبردستی رخصت کر دیا تھا۔ مسکن دواؤں ک
وجہ سے اُسے اپنا سر بھاری محسوس ہو رہا تھا اور وہ بھاری پن نہانے کے باوجود دور نہیں
ہوا تھا۔ وہ کھڑکی سے دیکھتی رہی پھر اُس نے انسپکٹر سلطان کو آتے دیکھا۔
چند منٹ بعد وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ نینا کو یاد تھا کہ لیلیٰ کہتی تھی،......
سلطان انکل مجھے اپنے باپ کی طرح لگتے ہیں......... مہربان، شفیق، اور ڈورا بھی سلطان
اعتماد کرتی تھی۔

سلطان نے اُسے چونکا دیا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں صبح تک انتظار نہ کر سکا لیکن
را کی موت سے متعلق چند پہلو میرے لیے اُلجھن کا باعث ہیں۔ ڈورا طویل سفر طے کر
ے آئی، وہ توقع سے پہلے یہاں پہنچی۔ اس نے سامان تک نہیں کھولا اور تھکن کے باوجود
اتے ہی آفس کا رُخ کیا، وہ کھانا کھانے ڈائننگ روم میں بھی نہیں آئی کیونکہ بقول اُس
ے اس کی طبیعت خراب تھی لیکن کھانے کی ٹرے اس کی میز پر رکھی رہی اور اُس نے
ھانے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، وہ تم سے ملنے تمہارے بنگلے آئی۔ ساڑھے نو بجے وہ یہاں
ے نکلی۔ اُس وقت تک وہ تھکن کے مارے نڈھال ہو رہی ہو گی لیکن وہ سیدھی آفس
آئی۔ اُس نے فوٹو اسٹیٹ مشین آن کی، آخر کیوں؟"
نینا اٹھی۔ اُس نے اپنا سوٹ کیس کھول کر ڈورا کا خط نکالا اور انسپکٹر کی طرف بڑھا
۔ "یہ علم ہونے کے بعد کہ کیلاش یہاں موجود ہے، میں فوراً ہی چلی جاتی۔" اُس نے
ا۔ "لیکن اس خط کی وجہ سے مجھے ڈورا سے لازماً ملنا تھا۔" پھر اُس نے انسپکٹر کو گمنام خط
ر اُس کی چوری کے متعلق بتایا۔ یہ بھی بتایا کہ ڈورا دوسرے گمنام خط کی کاپی بنانے والی
ی۔"
"ہوں۔" انسپکٹر نے خط پڑھنے کے بعد سر اُٹھایا۔ "یعنی گڑبڑ ہے۔"
"جی ہاں۔ کوئی شخص دانستہ لیلیٰ کو ان خطوط کے ذریعے تباہ کرنے کی کوشش کر رہا
ھا۔" نینا نے کہا۔ "چُرائے جانے والے خط کا مضمون ڈورا کو یاد تھا۔ میں نے پیڈ پر لکھ لیا
ہے۔ دوسرا خط ڈورا کے پاس ہی تھا لیکن کوٹ کی جیب سے برآمد نہیں ہوا۔ یعنی کسی نے
ڈورا کی موت کے بعد وہ خط بھی چُرا لیا۔"
"تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ ڈورا کو قتل کیا گیا ہے؟"
نینا کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔ "میں صرف اتنا کہہ سکتی ہوں کہ کوئی وہ خط
لینے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ اگر ایسے تمام خطوط مل جائیں تو لیلیٰ کے آخری ایام کا رویہ اور
اُس کا سبب واضح ہو جائے گا۔ انہی خطوط کی بنیاد پر لیلیٰ دیدی کا کیلاش سے جھگڑا ہوتا تھا
اور ڈورا کی موت سے کسی نہ کسی طرح ان خطوط کا تعلق ہے اور میں یہ پتا ضرور چلاؤں
گی کہ وہ خط کس نے بھیجے تھے۔ ممکن ہے، قانون کی نظروں میں جرم نہ ہو لیکن اُس خط
بھیجنے والے کو سزا مل کر رہے گی اور وہ جو کوئی بھی تھا، لیلیٰ دیدی سے بہت قریب تھا۔"

پندرہ منٹ بعد انسپکٹر، نینا کے بنگلے سے نکلا۔ دونوں خطوں کا مضمون اس کی جیب میں تھا اور نینا نے یقین ظاہر کیا تھا کہ لیلیٰ کو خط رادھا بھیجتی رہی ہے۔ بات معقول تھی۔ یہ اسٹائل رادھا کا معلوم ہوتا تھا۔ ڈائننگ روم میں جانے سے پہلے انسپکٹر آشرم کی مرکزی عمارت کے اُس حصّے کی طرف گیا، جہاں وہ کھڑکی تھی، جس سے گزشتہ رات ڈورا نے جھانکا تھا۔ ممکن ہے، کسی نے باتھ ہاؤس کے دروازے پر کھڑے ہو کر اشارے سے ڈورا کو بلایا ہو لیکن یہ بھی طے تھا کہ وہ کوئی ایسا شخص ہو گا، جس پر ڈورا اعتماد کرتی ہو گی ورنہ وہ ہرگز نیچے نہ آتی۔

☆========☆========☆

وہ ڈائننگ روم میں پہنچا تو کھانا شروع ہوئے کچھ دیر ہو چکی تھی۔ اُسے سنجے اور ایک عورت کے درمیان جگہ ملی، جس کا نام رُما رام اوتار بتایا گیا تھا۔ رادھا کیلاش کے برابر بیٹھی تھی اور بار بار اُسے چُھو رہی تھی۔ پھر اُسے رُما کے بارے میں یاد آگیا۔ اُس نے لاٹری میں ایک کرُوڑ روپے کا پہلا انعام جیتا تھا۔ "آپ خوش تو ہیں رُمادیوی؟" اُس نے پوچھا۔

"بہت خوش ہوں......... بہت زیادہ۔" رُما نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہاں آکر مجھے بہت سکون ملا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں یہاں سے بالکل بدل کر واپس جاؤں گی۔ خود کو بادلوں کے دوش پر اُڑتی ہوئی تتلی محسوس کر رہی ہوں گی۔" یہ کہہ کر اُس نے ٹھاکر کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ خوبصورت جملہ ان کی تخلیق ہے۔ انھیں تو رائٹر ہونا چاہیے۔"

اب رُما کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ بہت زیادہ بول رہی ہے۔ جبکہ رپورٹر کی حیثیت سے اُسے دوسروں کو زیادہ موقع دینا چاہیے بولنے کا۔ ویسے بھی انسپکٹر سے کوئی دھماکا خیز بات معلوم ہو سکتی ہے۔ اس بات سے اُسے سنسنی آمیز خوشی کا احساس ہوتا تھا کہ کسی کو معلوم ہی نہیں، اُن کے درمیان ایک اخباری رپورٹر موجود ہے۔

لیکن کسی نے ڈورا کا تذکرہ ہی نہیں چھیڑا تو رُما کو بہت مایوسی ہوئی۔

"آپ میں سے کسی کا یہاں سے فوری طور پر رخصت ہونے کا تو پروگرام نہیں؟" انسپکٹر سلطان نے اچانک پوچھا۔

"ہماری واپسی کا تو کچھ پتہ نہیں۔" سنتوش بولا۔ "رادھا کا کسی بھی وقت بمبئی جانا ہو سکتا ہے۔"

"کہیں بھی جانے سے پہلے مجھ سے ضرور مل لینا۔" انسپکٹر نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ "اور ہاں ٹھاکر جی، لیلیٰ کے پرستاروں کی ڈاک کے تھیلے میں لے جا رہا ہوں۔" پھر اُس نے باری باری سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "بات تو عجیب ہے لیکن رُمادیوی کو ہٹا کر اس میز پر موجود افراد میں سے کوئی ایک، لیلیٰ کو گھٹیا زبان میں گمنام خطوط لکھتا رہا ہے اور مجھے اُس کا پتہ چلانا ہے۔" اُس کی نگاہیں رادھا پر جا کر ٹِک گئیں۔ سنتوش نے اپنے وجود میں مایوسی کی لہر دوڑتی محسوس کی۔

☆========☆========☆

رات کے دس بجے تھے۔ کملا نے بہت پریشان کُن دن گزارا تھا۔ سب سے زیادہ وحشت اُسے اس بات سے ہو رہی تھی کہ سرجیت، لیلیٰ کی موت والے دن دہلی میں نہیں، بمبئی میں تھا۔ وہ اس کی تردید بھی نہیں کر سکتا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس نے ٹیلی فون بلز کا ریکارڈ تلف کیوں نہیں کیا۔ بہرحال یہ بھی طے تھا کہ وہ لیلیٰ سے کسی بھی قسم کے تعلق کا اعتراف بھی نہیں کرے گا۔ کملا ٹھاکر سرجیت کو بغور دیکھتی رہی۔ سرجیت نے دو جام بنائے اور ایک لا کر کملا کو دیا۔ "کملا......... آج ہم نے بہت مشکل دن گزارا ہے۔ اس اعتبار سے یہ بدپرہیزی ضروری ہے۔ ٹھیک ہے نا؟"

جواب میں کملا نے اپنے لبادے کی جیب سے ٹیلی فون بل کی کاپی نکال کر ٹھاکر کی طرف بڑھا دی۔ "تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا کہ اُس رات تم دہلی میں تھے، جبکہ تم بمبئی میں تھے۔ کیا تم اُس رات لیلیٰ کے پاس گئے تھے؟"

ٹھاکر نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "اچھا ہوا، تمہیں یہ بات معلوم ہو گئی۔ میں سوچ رہا تھا کہ تمہیں کیسے بتاؤں؟"

"مجھے ایک بات بتاؤ۔ تم لیلیٰ سے محبت کرتے تھے نا؟ تمہارے اور اُس کے درمیان افیئر چل رہا تھا نا؟"

"میں قسم کھا سکتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں اُس سے ملنے گیا تو ایک دوست......... ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے۔ میں وہاں ساڑھے نو بجے پہنچا۔ اپارٹمنٹ کا

دروازہ خفیف سا کُھلا ہوا تھا۔ میں نے لیلیٰ کی ہسٹیریائی چیخیں سُنیں۔ کیلاش چیخ کر اُسے ریسیور رکھنے کو کہہ رہا تھا۔ لیلیٰ جواب میں اُس پر چلّا رہی تھی۔ اسی وقت مجھے لفٹ کے اوپر آنے کی آواز سُنائی دی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی دیکھے۔ میں جلدی سے واپس ہو گیا..........“ ٹھاکر اُٹھا اور کملا کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ ”میں یہ بات تمہیں بتانے کے لیے مرا جا رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے، لیلیٰ کو کیلاش نے دھکا دیا تھا۔ لیلیٰ چیخ رہی تھی.......... چھوڑدو.......... مجھے چھوڑ دو.......... نہیں.......... تمہیں۔ پھر میں نے گرتے ہوئے اُس کی چیخ سُنی..........“

کملا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ ”اور لفٹ میں سے کون اُترا تھا؟ تم نے دیکھا کسی کو؟“

”نہیں۔ میں تو زینے کی طرف لپک لیا تھا۔“ ٹھاکر سرجیت نے کہا اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

☆=========☆=========☆

بدھ۔ ۲۔ ستمبر ۸۷ء

صبح چھ بجے فون کی گھنٹی چیخی۔ نیند میں مدہوش نینا نے ریسیور اُٹھایا۔ اُس کے لیے آنکھیں کھولنا مشکل ہو رہا تھا۔ دوا کے اثرات ذہن پر اب تک تھے۔ اُس سے ٹھیک طور پر سوچا بھی نہیں جا رہا تھا۔ دوسری طرف سے انسپکٹر نجم کی آواز سُنائی دی۔ اُس کے ابتدائی الفاظ نے ہی نینا کی نیند اُڑا دی۔ ”مس نینا.......... میں سمجھتا تھا کہ آپ اپنی بہن کے قاتل کو سزا دلوانا چاہتی ہیں۔ مجھے بتائیں کہ آپ اُس آشرم میں کیلاش کے ساتھ کیوں ہیں؟“

نینا نے کہا۔ ”میں تو اُس کے قریب بھی نہیں گئی اور مجھے معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ بھی یہاں آرہا ہے۔“

”یہی سہی۔ مگر اُسے دیکھتے ہی آپ کو فوراً واپس آجانا چاہیے تھا۔ اب ذرا آج کا انڈین ٹائمز دیکھ لیں۔ اُس سے کس طرح لپٹی ہوئی ہیں آپ۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو..........“

”وہ پرانی تصویر ہے۔ اُس وقت کی، جب آپ کی بہن کی چتا جلائی جا رہی تھی۔ آپ اس تصویر میں اُسے جن نظروں سے دیکھ رہی ہیں، وہ منہ سے بولتی محسوس ہوتی

ں۔ اب مہربانی فرما کر فوراً وہاں سے واپس آجائیں اور ہاں.......... یہ آپ کی بہن کی ہلریٹری کا کیا چکر ہے؟“

”اُسی کی وجہ سے تو میں یہاں رُکی ہوئی ہوں۔“ نینا نے کہا اور اسے گمنام خطوط اور ھر ڈورا کی موت کے بارے میں بتایا۔ ”میں وعدہ کرتی ہوں کہ کیلاش کے قریب بھی نہیں ہاؤں گی۔“ اُس نے کہا۔ ”لیکن یہاں رُکنا ضروری ہے۔ مجھے پتا چلانا ہے کہ ڈورا کے پاس جو خط تھا، وہ کس نے چُرایا ہے۔“

انسپکٹر نے کچھ دیر اُسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ آشرم چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوئی۔ آخر انسپکٹر نے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ”اگر آپ کی بہن کا قاتل باعزت بری ہو گیا تو اس کی ذمّے دار صرف اور صرف آپ ہوں گی۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں یہ بات۔ اور ہاں، محتاط رہیے گا۔“

☆=========☆=========☆

نینا جاگنگ کے لیے باہر نکلی تو اُس نے ایک اسٹال سے انڈین ٹائمز خریدا۔ پھر وہ ریسٹورنٹ میں چلی گئی۔ وہاں بیٹھ کر اُس نے اخبار کھولا۔ تصویر اُسے فوراً ہی نظر آگئی۔ ساتھ ہی اُسے وہ لمحہ بھی یاد آگیا، جسے کیمرے نے مقید کیا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ کیلاش اُس کے ساتھ تھا۔ اس نے رونا شروع کیا تو کیلاش نے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اپنے روبرو کر لیا۔ اُسے یہ بھی یاد تھا کہ ان بانہوں کے حلقے میں وہ خود کو کتنا محفوظ تصور کر رہی تھی۔ اُس نے اس یاد کو ذہن سے جھٹکنے کی ناکام کوشش کی۔ اُسے خود پر غصہ آنے لگا۔ اُس نے ایک نوٹ، میز پر رکھا ایش ٹرے کے نیچے دبایا اور ریسٹورنٹ سے نکل آئی۔ راستے میں اخبار اُس نے کوڑا گھر کی طرف اُچھال دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ آشرم میں ایسا کون ہے، جس نے یہ خبر انڈین ٹائمز تک پہنچائی۔ ممکن ہے، اسٹاف میں سے کوئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مہمان نے ذاتی پبلسٹی کے لیے سودے بازی میں اس خبر کو استعمال کیا ہو اور وہ رادھا بھی ہو سکتی تھی۔

وہ اپنے بنگلے واپس پہنچی تو انسپکٹر سلطان پورچ میں منتظر ملا۔ ”بہت سویرے اُٹھتے ہیں آپ؟“ نینا نے کہا۔

”میں ٹھیک طرح سے سو ہی نہیں سکا مجھے ڈورا کا پول میں اُلٹا گرنا مسلسل کھٹک رہا

ہے۔ یعنی وہ اُلٹے قدموں پیچھے ہٹ رہی تھی۔"

نینا کو ڈورا کا خون میں لت پت سراپا یاد آیا۔ وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ "یہی بات میں سوچ رہی تھی۔" اُس نے چند لمحے بعد کہا۔ "تھیلے میں سے اور کوئی گمنام خط ملا؟"

"نہیں، اور اب میں ڈورا کے سامان کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے، اُس میں کوئی اہم چیز مل جائے۔ تم بھی چلو۔ تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہو گی؟"

نینا پورچ کی ریلنگ سے ٹیک کر کھڑی ہو گئی۔ "اگر وہ خط مل جاتا تو میں ڈورا کی موت کو شاید حادثہ تسلیم کر لیتی لیکن اب........ مجھے یقین ہے کہ اگر ڈورا کو کسی نے دھکا نہیں دیا تو اس حد تک ڈرایا ضرور کہ وہ اُلٹے قدموں پیچھے ہٹتے ہٹتے پول میں جا گری اور میں اُسی شخص کو ڈورا کا قاتل کہوں گی۔ میں اُسے بے نقاب کرنا چاہتی ہوں۔"

سنجے کو بھی صبح سویرے ایک کال موصول ہوئی۔ اُسے عینی شاہد راگنی کی نگرانی کرنے والے نے فون کیا تھا۔ "راگنی کے متعلق تو کوئی چونکانے والی بات سامنے نہیں آئی لیکن اُس کی عمارت سے کل میں نے جس چور کے رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے کی رپورٹ دی تھی، اُس نے دعویٰ کیا ہے کہ اُس نے اداکارہ لیلیٰ کے قتل کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ اس سلسلے میں پولیس سے سودے بازی کو کوشش کر رہا ہے۔"

"اُس نے بتایا کیا ہے؟" سنجے نے پوچھا۔

"یہ تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن انسپکٹر نجم بہت خوش دکھائی دے رہا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ کیلاش کے خلاف اس کا کیس اور مضبوط ہو گیا ہو گا۔"

سنجے نے فون کر کے شیکھر کو یہ اطلاع پہنچائی۔ شیکھر نے کہا کہ وہ اس سلسلے میں اپنے آفس والوں سے بات کرے گا۔ ممکن ہے، وہ پتا چلا سکیں کہ بات کیا ہے۔ "ابھی میں انسپکٹر سلطان سے مل کر لیلیٰ کو موصول ہونے والے گمنام خطوط کے سلسلے میں بات کروں گا۔" شیکھر نے کہا۔ "اور سنو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ کیل کا کسی اور عورت کے ساتھ چکر نہیں چل رہا تھا۔ ایسا تو نہیں کہ وہ اس عورت کی عزت کی خاطر زبان کھولنے سے گریز کر رہا ہو۔ اُسے شاید اندازہ نہیں کہ یہ بات اس کے کیس کے لئے کتنی سود مند ہو سکتی ہے۔ اُسے سمجھاؤ اس سلسلے میں۔"

☆========☆========☆

سنتوش اجتماعی چہل قدمی کے لئے نکلنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس کا خیال تھا کہ فون دور درشن ٹی وی کے ایم ڈی روی شرما کا ہو گا۔ مگر اُس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ فون اس سُود خور کا تھا، جس سے اس نے بھاری رقم قرض لے کر فلم ڈکھ ہزار میں لگائی تھی۔ "دیکھو........ مجھے کچھ وقت دو۔ اگر گیتا کا رول رادھا کو مل گیا تو صورتِ حال بہتر ہو جائے گی۔ بس تھوڑا سا انتظار اور کر لو۔ بھگوان کی قسم........ روی نے خود مجھے بتایا تھا کہ رادھا کے امکانات........" وہ ریسیور رکھ کر یوں ہانپنے لگا، جیسے میلوں بھاگ کر آیا ہو، اس کا جسم لرز رہا تھا۔ وہ اپنے سُود خوروں کو خوب جانتا تھا۔ وہ خطرناک لوگ تھے۔ انہوں نے اسے مہلت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اب کیلاش سے بات کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ وہ باہر لپکا۔

☆========☆========☆

ڈورا کے ڈریسر کی درازوں میں ذاتی استعمال کی چیزیں تھیں۔ ڈیسک پر چیک بک کے علاوہ اسٹیشنری تھی۔ الماری میں سوئیٹروں کے ڈھیر کے پیچھے سے ایک سال پرانی اپائنٹ منٹ بک نکلی........ اور ڈکھ ہزار کے اسکرپٹ کی ایک کاپی۔ مصنف کا نام ابنِ ظفر لکھا تھا۔

نینا نے اسکرپٹ کی کاپی اٹھالی۔ "مجھے یہ اسکرپٹ پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔" اس نے کہا۔ وہ ورق الٹتی رہی۔ "اوہ........ یہ تو لیلیٰ کی کاپی ہے۔ وہ اسکرپٹ پر نوٹس بھی لکھتی تھی۔ بعض اوقات مکالمے بدلتی تھی۔ کہیں کہیں تبصرے بھی ہوتے تھے۔ پوری طرح اسکرپٹ پڑھے بغیر وہ کبھی کوئی فلم قبول نہیں کرتی تھی۔"

"تو یہ تم لے لو۔" انسپکٹر سلطان نے کہا۔ پھر اُس نے اپائنٹمنٹ بک کھولی۔ "یہ بھی لیلیٰ کی ہے۔" وہ بولا۔ "اور اِس میں صرف ۳۱ مارچ تک کے اندراجات ہیں۔" وہ اپائنٹمنٹ بک کے ورق الٹتا رہا۔ بک میں مختلف قسم کی اپائنٹمنٹ تھیں۔ کہیں کاسٹیوم کے لئے جانے کا حوالہ تھا اور کہیں فلم کی شوٹنگ کی ڈیٹ تھی۔ کچھ تاریخوں میں نوٹس بھی تھے۔ مثلاً چڑیا آج دار جلنگ پہنچی۔ .... کیلاش کلکتے میں ہے........ چڑیا سوری........ کیلاش دار جلنگ........ "ایسا لگتا ہے کہ وہ تم دونوں کے شیڈول بھی اپنے سامنے رکھتی تھی۔" انسپکٹر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ تاکہ جب چاہے، ہم سے رابطہ کر سکے۔" نینا بولی۔ وہ ابھی تک اسکرپٹ میں اُلجھی ہوئی تھی۔

انسپکٹر ایک صفحے پر ٹھٹک گیا۔ "اس رات تم اور کیلاش ایک ہی شہر میں تھے۔" اُس نے آہستہ آہستہ کئی صفحے پلٹے۔ "بلکہ کیلاش ان شہروں میں ضرور پہنچتا رہا ہے، جہاں تمہارا یونٹ جاتا تھا۔"

"جی ہاں، ہم عموماً رات کا کھانا ساتھ ہی کھاتے تھے اور ایک ساتھ لیلیٰ دیدی کو فون کرتے تھے۔"

انسپکٹر سلطان نے نینا کو بغور دیکھا۔ صرف ایک لمحے کو اُس کے چہرے پر رنگ سا دوڑا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ نینا کیلاش سے محبت کرتی رہی ہو اور اُس نے شعوری طور پر اس حقیقت کو قبول نہ کیا ہو۔ اگر ایسا تھا تو وہ اب لاشعور میں دبے ہوئے احساسِ جُرم کے تحت لیلیٰ کی موت کی سزا کیلاش کو دلوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ جانتے ہوئے کہ کیلاش کی سزا اُس کے لیے بھی بڑی سزا ہو گی۔ انسپکٹر سلطان نے اس پریشان کُن خیال کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی۔ "بظاہر اس اپائنٹمنٹ بک کا کیس سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے، یہ بک انسپکٹر نجم کی تحویل میں ہونی چاہیے۔"

وہ مزید کچھ دیر ڈھونڈتے رہے۔ مگر کوئی کام کی چیز نہیں ملی۔ "اب تم آشرم جاؤ اور اپنے پروگرام کے مطابق رہو۔" انسپکٹر نے مشورہ دیا۔ "لیلیٰ کی ڈاک میں کوئی اور گمنام خط نہیں ملا اور اس کا کوئی امکان نہیں جو ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہ خط کس نے بھیجے تھے۔ میں رادھا سے بات کروں گا۔ مگر وہ چالاک عورت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات تسلیم کرے گی۔"

وہ دونوں ڈورا کے اپارٹمنٹ سے نکلے اور آشرم کی طرف چل دیئے۔ راستے میں انسپکٹر نے پوچھا۔ "تم نے ڈورا کی آفس والی میز تو چیک نہیں کی ہو گی؟"

"جی نہیں۔" نینا نے جواب دیا۔ وہ سختی سے اسکرپٹ کو تھامے ہوئے تھی۔ کوئی باطنی حِس اُسے سکرپٹ پڑھنے پر اُکسا رہی تھی۔ اُس نے سُنا تھا کہ رول لیلیٰ کے لیے بے حد مناسب تھا لیکن اُس نے صرف ایک بار اس فلم کی شوٹنگ دیکھی تھی۔ لیلیٰ کی موت سے ایک دن پہلے اور اُس دن لیلیٰ بہت آپ سیٹ تھی۔ وہ بار بار مکالمے بھول رہی تھی۔

ئی ری ٹیکس کے بعد شوٹنگ پیک اپ کر دی گئی تھی۔ وہ ہچکچاتے ہوئے آفس کی طرف چل دی۔

کملا اور ٹھاکر اپنے آفس میں تھے۔ دروازہ کھُلا تھا۔ سنجے اور وکیل شیکھر بھی وہاں موجود تھے۔ شیکھر نے چھوٹتے ہی انسپکٹر سلطان سے مطالبہ کیا کہ اُسے گمنام خطوط کے بارے میں بتایا جائے۔ "وہ میرے مؤکل کے دفاع کے سلسلے میں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔" اُس نے کہا۔ "مجھے اُن کے بارے میں جاننے کا پورا پورا حق ہے۔"

انسپکٹر سلطان نے گمنام خطوط کے بارے میں تفصیل بتائی۔ شیکھر کے چہرے پر تناؤ نظر آیا۔ نگاہوں سے سختی جھلکنے لگی۔ نینا کو خوف آنے لگا۔ عدالت میں یہ شخص مجھ پر جرح کرے گا۔ جواب دیکھتے ہی دیکھتے ایسا شکرا لگنے لگا ہے، جسے شکار کی تلاش ہو۔

"دیکھیں......... یہ بات طے ہے کہ مس ڈورا اور مس نینا متفق تھیں کہ ان خطوط نے لیلیٰ کو ذہنی طور پر تباہ کیا تھا۔ وہ یہ جان کر چڑچڑی ہو گئی تھی کہ کیلاش کسی اور عورت کے چکر میں ہے اور اس سے بے وفائی کر رہا ہے۔" شیکھر نے کہا۔ "اور اب وہ خطوط غائب ہو چکے ہیں۔ ایک خط کا مضمون مس ڈورا نے اور دوسرے کا مس نینا نے اپنی یادداشت کے مطابق تحریر کیا۔ مجھے دونوں کی نقل چاہیے۔"

"ضرور......... کیوں نہیں۔" انسپکٹر سلطان نے نرم لہجے میں کہا۔

"اس کے علاوہ ایک اور چیز ہے، جسے میں بمبئی انسپکٹر نجم کے لیے بھجوا رہا ہوں۔ یہ لیلیٰ کی زندگی کے تین ماہ کی تفصیل ہے۔"

شیکھر نے اجازت طلب کرنے کی زحمت کیے بغیر اپائنٹمنٹ بک اُٹھالی۔ نینا کو توقع تھی کہ انسپکٹر سلطان اُسے ٹوکے گا مگر انسپکٹر خاموش رہا۔ نینا کو پرائیویسی مجروح ہونے کا احساس ستانے لگا۔ شیکھر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ.........؟ اُس نے برہمی سے انسپکٹر کو دیکھا۔ انسپکٹر بے تاثر نگاہوں سے اُسی کو دیکھ رہا تھا۔

نینا کو ایسا لگا، جیسے انسپکٹر سلطان اُسے گواہوں کے کٹہرے کے لیے تیار کر رہا ہو۔ چند ہی روز بعد سماعت شروع ہونا ہے اور اُس وقت اُسے ہر طرح کے سوالات کا سامنا کرنا ہو گا۔ دبی ہوئی چیزیں اُبھاری جائیں گی۔ ڈھکا چھپا کچھ بھی نہیں رہے گا۔ پرائیویسی نام کی کوئی چیز نہیں ہو گی۔ "میں ڈورا کی میز کی درازیں دیکھ لوں؟" اُس نے کہا۔

اسکرپٹ اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے اسکرپٹ کو ڈورا کی میز پر رکھ دیا۔ دراز میں کوئی کام کی چیز نہیں تھی۔ کملا اور ٹھاکر بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے آئے تھے۔ نینا نے نظریں اُٹھا کر انھیں دیکھا۔ وہ دونوں اسکرپٹ کو گھور رہے تھے۔ "یہ لیلیٰ کی فلم کی کہانی ہے؟" کملا نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیلیٰ کی کاپی ڈورا کے پاس تھی۔ اب میں لے جارہی ہوں۔" اُسی لمحے انسپکٹر، سنجے اور شیکھر، ٹھاکر کے دروازے سے نکلے۔ شیکھر کی باچھیں کِھلی ہوئی تھیں۔ "مس نینا......... آج آپ نے ہماری بہت مدد کی ہے۔ میرا خیال ہے، عدالت کو آپ سے ہمدردی ہونی چاہیے۔ کیونکہ آپ نے اپنے جُرم کی صلیب پر بے چارے کیلاش کو چڑھائے رکھا لیکن اذیت تو خود بھی اُٹھائی۔"

نینا کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ "کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"آپ کی بہن نے اپنی تحریر میں آپ کے اور کیلاش کے درمیان تعلق کا انکشاف کر دیا ہے۔" شیکھر نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔ "پھر کسی نے گمنام خط لکھ کر آپ کا نام لیے بغیر آپ کی بہن کو اس تعلق کے بارے میں بتایا۔ اب وہ تصویر بھی دیکھ لیں، جو آج کے انڈین ٹائمز میں چھپی ہے۔ میرا خیال ہے، جس تعلق کو کیلاش بے ضرر سا فلرٹیشن سمجھ رہا تھا، آپ کے نزدیک وہ سنجیدہ معاملہ تھا۔ چنانچہ اُس نے جب آپ کو ڈراپ کیا تو آپ نے اس سے انتقام لینے کا ایک اچھا طریقہ دریافت کر لیا۔"

"جھوٹے راکھشش۔" نینا نے اسکرپٹ کی کاپی شیکھر پر کھینچ ماری۔ اُسے احساس بھی نہیں تھا کہ کیا کر رہی ہے۔

شیکھر الٹا خوش نظر آ رہا تھا۔ اُس نے جُھک کر اسکرپٹ اُٹھایا اور اُسے واپس دیتے ہوئے بولا۔ "خاتون......... سماعت کے دوران بھی ایسی ہی کارکردگی دکھایئے گا۔ میں شکرگزار ہوں گا۔ کیلاش کی بے گناہی آسانی سے ثابت ہو جائے گی۔"

☆==========☆==========☆

کیلاش اُس وقت مردوں کے آشرم میں تھا......... اور خود کو بے حد تنہا محسوس کر رہا تھا۔ لوگ اُس سے کترا رہے تھے۔ جیسے اُن کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ کیا کہیں۔ کیلاش کو دس بجے سنجے اور شیکھر سے ملنا تھا لیکن وہ آشرم سے نکلا تو سوئمنگ کے لیے چلا گیا۔

اُسے پیراکی کرتے کچھ ہی دیر ہوئی ہوگی کہ سنتوش نے پول میں چھلانگ لگائی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ وہ پول سے ساتھ ہی نکلے۔ سنتوش نے کہا۔ "کیلاش......... مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔"

وہ لان کی طرف چل دیے۔ "کیلاش......... میں بہت پریشان ہوں۔ سب کچھ اُس منحوس فلم کی وجہ سے ہوا۔ میں نے اپنی جمع پونجی تو لگائی ہی تھی۔ بیس لاکھ قرض لے کر بھی لگائے تھے۔ اب سُود خور مجھے مزید مہلت دینے کو تیار نہیں۔ مجھے قرض چاہیے۔ میں واپس کر دوں گا۔"

"کتنا قرض؟"

"پچیس لاکھ۔ کیلاش تمہارے لیے یہ بڑی رقم نہیں لیکن میری زندگی کا سوال ہے۔ ویسے بھی یہ میرا حق ہے۔"

"حق ہے......... وہ کیسے؟"

سنتوش نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تقریباً کیلاش کے کان سے ہونٹ ملا دیے۔ "میں یہ بات کبھی کسی کو نہ بتاتا......... تمہیں بھی نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کیلاش کہ میں نے اُس رات تمہیں دیکھا تھا۔ تم میرے پاس سے گزرے تھے۔ تمہارے چہرے پر کھرونچے تھے اور اُن سے خون بہہ رہا تھا۔ تم شاک کی حالت میں تھے۔ مجھے یقین ہے تمہیں کچھ بھی یاد نہیں ہوگا۔ میں نے تمہیں کئی بار پکارا۔ مگر تم بڑھتے ہی گئے۔ میں تمہارے پیچھے بھاگا۔ میں نے تمہیں روکا......... پوچھا' کیا ہوا کیلاش؟ تم نے مجھے بتایا کہ لیلیٰ ٹیرس سے گر کر مر چکی ہے اور بھگوان کی قسم، تم نے ایک عجیب بات کہی۔ تم نے کہا......... 'میرے پتاجی نے اُسے دھکا دیا ہے۔ پتاجی نے اُسے دھکا دیا ہے۔" تم ننھے بچّوں کی طرح الزام کسی اور کے سر رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تمہاری آواز بھی کسی چھوٹے بچّے کی آواز لگ رہی تھی۔"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔" کیلاش نے کہا۔ اُس کا جی متلا رہا تھا۔

"میں جھوٹ کیوں بولوں گا کیلاش، تم نے میرے سامنے ہی ٹیکسی روکی۔ روکی کیا، ٹیکسی کے نیچے آتے آتے بچے۔ کیلاش......... میں تمہارا دوست ہوں۔ میں جانتا ہوں، ایمپائر ریسٹورنٹ میں لیلیٰ پر دورہ پڑا تو تم پر کیا گزری ہوگی اور جس وقت تم سے میری

ملاقات ہوئی' میں لیلیٰ کو 'سمجھانے' منانے کی غرض سے جا رہا تھا۔ غصہ تو اُس پر مجھ کو اتنا کہ میں خود اُسے قتل کر سکتا تھا لیکن دیکھو......... میں نے آج تک کسی کے سامنے زبان نہیں کھولی۔ کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ میں تو اب بھی زبان نہ کھولتا مگر اب میری جان پر آ بنی ہے۔ میری مدد کرو۔ اگر میں ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر رقم واپس نہ کر سکا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"رقم تمہیں مل جائے گی۔"

"اوہ کیلاش......... شکریہ......... بہت بہت شکریہ۔ میں جانتا تھا' تم مجھے مایوس نہیں کرو گے۔" سنتوش نے کیلاش کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"دور رہو مجھ سے۔" کیلاش کی آواز کسی کراہ سے مشابہ تھی۔ پھر وہ اندھا دھند بھاگ کھڑا ہوا۔

☆=========☆=========☆

انسپکٹر سلطان نے رادھا کو اس کے بنگلے میں گھیرا۔ رادھا اُسے دیکھ کر سخت ناخوش ہوئی۔ "مجھے ابھی دس منٹ بعد یوگا کی کلاس لینی ہے۔" اُس نے کہا۔

"اگر مجھے سیدھے سیدھے جواب دو گی تو ممکن ہے' کلاس اٹینڈ کر سکو۔" انسپکٹر نے سرد لہجے میں کہا۔ "مثلاً اعتراف کر لو کہ تم نے لیلیٰ کو گمنام خطوط بھیجے تھے۔"

انسپکٹر کی توقع کے مطابق تفتیش کی گاڑی کی رفتار بہت آہستہ تھی۔ رادھا بڑی چالاکی سے سوالات کا رُخ گھما رہی تھی۔ "گمنام خطوط؟ میں کیوں لکھنے لگی گمنام خطوط؟ کیلاش اور لیلیٰ میں جدائی ڈالنے کے لئے! ہرگز نہیں۔ وہ شادی کر بھی لیتے تو مجھے کیا فرق پڑتا؟ شادی کتنے دن چلتی؟ لیلیٰ کسی ایک مرد کے ساتھ گزارا کرنے والی عورت تو نہیں تھی؟ وہ بے وفائی سے ڈرتی تھی......... ڈرتی تھی کہ مرد اُسے دُکھ دیں گے اس لئے وہ ان کے دُکھ دینے سے پہلے ہی خود انہیں دُکھ دیتی تھی۔ فلم دُکھ ہزار؟ مجھے تو نہیں معلوم کہ وہ اپنے مکالمے یاد نہیں کر پا رہی تھی۔ مجھے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی کہ معلوم کرتی یہ بات۔"

آخر انسپکٹر بیزار ہو گیا۔ "سنو رادھا......... ایک بات اچھی طرح سمجھ لو۔ میں ڈورا کی موت کو حادثہ نہیں مانتا۔ دوسرا گمنام خط اُس کے پاس تھا' جو مرنے کے بعد اس کے

س نہیں ملا۔" اُس نے سرد لہجے میں کہا۔ "اور تم اُس روز ڈورا کی میز تک گئی تھیں۔ م نے وہاں ایک بل بھی رکھا تھا۔ پہلا گمنام خط اوپر ہی رکھا تھا۔ تم ہی وہ خط لے سکتی ہیں۔ کیونکہ اور کوئی تو دفتر میں آیا ہی نہیں۔" حسبِ توقع انسپکٹر کو رادھا کی آنکھوں یں خوف کی جھلک دکھائی دی۔

رادھا اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ "تم مجھ پر شک کیوں کر رہے ہو؟" اُس نے کہا۔ "تمہارا خیال ہے' میں ڈورا کو قتل کر سکتی ہوں؟"

"میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ تم نے ڈورا کی میز سے وہ خط اٹھایا تھا۔ اب وہ خط مجھے واپس کر دو۔ وہ قتل کے ایک کیس میں اہم شہادت کی حیثیت رکھتا ہے۔"

رادھا کی نظریں بھٹکیں......... انسپکٹر اُسے بغور دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظر ایک ساتھ اُس ایش ٹرے پر پڑی' جس میں خط کے جلے ہوئے پُرزے پڑے تھے۔ رادھا ایش ٹرے پر جھپٹی لیکن انسپکٹر اُس سے پہلے ہی ایش ٹرے پر قبضہ کر چکا تھا۔ خط کا ایک پُرزہ جلنے سے رہ گیا تھا۔ اُس پر چپکے ہوئے تین لفظ واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اپنے مکالمے یاد......... انسپکٹر نے کاغذ کے اُس پُرزے کو دو کاغذوں کے درمیان احتیاط سے رکھا......... اور پھر اپنے بٹوے میں رکھ لیا۔

"یہ تو ثابت ہو گیا کہ خط تم نے چرایا تھا۔" اُس نے رادھا سے کہا۔ "یہ بھی سُن لو کہ کوئی اہم شہادت 'تلف' کرنا سنگین جرم ہے۔ تمہیں سزائے قید ہو گی۔ اب مجھے دوسرے خط کے بارے میں بتاؤ۔ کیا یہ خط بھی جلا دیا تم نے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم نے ڈورا سے وہ خط لیا کیسے تھا؟ اُسے پول میں دھکا دے کر؟"

رادھا گڑگڑانے لگی۔ "پلیز......... مجھ پر رحم کرو۔ یہ خط میں نے ڈورا کی میز سے یہ سوچ کر اُٹھایا تھا کہ اس سے کیلاش کی مدد ہو سکتی ہے۔ میں نے خط سنتوش کو دکھایا تو وہ بولا کہ سب یہی سمجھیں گے کہ یہ خط تم نے لیلیٰ کو بھیجا تھا اور بھگوان کی قسم' خط پھاڑا بھی سنتوش نے اور جلایا بھی اُسی نے۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" اب وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ "پلیز انسپکٹر' مجھ پر رحم کرو۔ کوئی اسکینڈل بن گیا تو گیتا کا رول مجھے نہیں مل سکے گا۔"

"مجھے تمہارے کیریئر سے کوئی دلچسپی نہیں۔" انسپکٹر نے نفرت سے کہا۔ "البتہ تم

مجھ سے سودا کر سکتی ہو۔ میں فی الحال تمہیں بچالوں گا۔ مگر تمہیں اپنی یادداشت پر زور دینا ہو گا۔ ممکن ہے' تمہاری یادداشت اچانک کچھ بہتر ہو جائے۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

☆==========☆==========☆

اپنے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے سنتوش خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ کیلاش نے قرض دینے کی ہامی بھرلی تھی۔ پہلے اُس نے سوچا تھا کہ کہانی کو زور دار بنانے کے لئے کہہ دیا جائے گا کہ کیلاش نے خود قتل کا اعتراف کیا تھا۔ مگر پھر اُس نے وہی الفاظ دہرا دیئے تھے' جو کیلاش نے اُس سے کہے تھے۔ "میرے پتا جی نے اُسے دھکا ہے۔" اُس روز کیلاش جیسے کسی ٹرانس میں تھا۔ وہ ماضی میں چلا گیا تھا اور آج کا ردِ عمل بتا رہا تھا کہ کیلاش کو کچھ یاد نہیں ہے۔

بنگلے میں پہنچتے ہی اُس نے سُود خور کو فون کیا۔ "تمہاری رقم جمعے تک مل جائے گی۔" اُس نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

پھر اُس نے روی شرما کو فون کیا۔ روی شرما کے پہلے الفاظ تھے۔ "مبارک ہو سنتوش۔"

سنتوش کا دماغ کمیشن کا حساب کتاب لگانے میں مصروف ہو گیا۔ اب وہ پھر بڑا ایجنٹ کہلانے کا مستحق تھا۔ "روی.......... تم نے درست ترین فیصلہ کیا ہے۔" اُس نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"ہم نے صرف نگینہ کے خراب امیج کی وجہ سے رادھا کو ترجیح دی ہے۔ جمعے کی شام پانچ بجے میں نے پریس کانفرنس طلب کی ہے۔ رادھا کو وقت پر پہنچنا ہو گا۔"

"ہم پہنچ جائیں گے۔"

"دیکھو سنتوش.......... اب رادھا سپُر اسٹار کہلائے گی۔ اُسے سمجھا دینا۔ اب اُسے عام لوگوں کے ساتھ چڑچڑے پن سے گریز کرنا ہو گا۔ اُسے سختی سے سمجھا دینا۔"

سنتوش خوشی سے بے حال رادھا کے بنگلے پر پہنچا تو وہاں اور ہی گُل کھلا ہوا تھا۔ رادھا نے اُسے رو رو کر سب کچھ بتایا۔ "اور تم نے اعتراف کر لیا کہ تم نے ڈورا کی میز سے وہ خط اُٹھایا تھا۔ تم بے وقوف.........." اس نے رادھا کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑ

ڈالا۔ "اب یہ بتاؤ.......... تمہارے پاس ویسے اور خطوط ہیں؟"

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔" رادھا نے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اب سب ٹھیک ہے۔ میں گیتا ہوں.......... سپر اسٹار رادھا۔"

سنتوش نے اُسے ٰ ذچ پر دھکیل دیا۔ رادھا غصے میں آپے سے باہر ہو گئی۔ "سنتوش.......... کان کھول کر سُن لو۔ خط تم نے پھاڑا تھا۔ میں نے نہیں اور میں نے لیلیٰ کو کبھی کوئی خط نہیں بھیجا لیکن انسپکٹر سلطان کو میری بات پر یقین نہیں آیا ہے۔ تم جاکر اُسے حقیقت بتاؤ۔ میں نے وہ خط کیلاش کی مدد کرنے کی غرض سے اُٹھایا تھا۔ تم جا کر انسپکٹر کو یقین دلاؤ۔ اس لئے کہ جمعے کی صبح میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔ اُن گمنام خطوط سے میرا کوئی تعلق نہیں اور یہ بات عام بھی نہیں ہونی چاہئے۔"

چند لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کو زہریلی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ پھر سنتوش کو احساس ہوا کہ رادھا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اُسے خط تلف نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اُس ایک خط کی وجہ سے اتنی بڑی سیریل ہاتھ سے نکل سکتی تھی۔ جمعے سے پہلے اگر رادھا کے بارے میں کوئی ایسی ویسی خبر چھپ گئی تو.......... اگر انسپکٹر نے رادھا کو یہاں سے جانے کی اجازت نہ دی تو.......... "مجھے سوچنے دو۔ میں کوئی نہ کوئی صورت نکال لوں گا۔" اُس نے کہا۔ ابھی اُس کے پاس ایک پتّا تھا۔ سوال یہ تھا کہ اُس پتّے کو کیسے کھیلا جائے..........؟

کیلاش اپنے بنگلے پہنچا تو وہاں سنجے اور شیکھر کو اپنا منتظر پایا۔ شیکھر کامیابی کے نشے میں ایسا سرشار تھا کہ اسے، کیلاش کی خاموشی غیر معمولی محسوس نہیں ہوئی۔

صورتِ حال اچانک بہتر ہو گئی ہے۔" شیکھر نے کہا اور کیلاش کو لیلیٰ کی ڈائری کی بارے میں بتایا۔ پھر پوچھا۔ "تم ہر شہر میں نینا سے ملتے رہے؟"

کیلاش نے کُرسی کی پُشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندلیں۔ اب تو یہ برسوں پرانی بات لگتی تھی۔

"میں تمہیں یاد دلاتا ہوں کیلاش۔" سنجے نے مداخلت کی۔ "تم نینا کا شیڈول اپنی میز پر رکھتے تھے اور تم اپنے سفر کا پلان اُسی کے مطابق ترتیب دیتے تھے۔"

کیلاش نے آنکھیں موندے موندے کہا۔ "کیا کہنا چاہتے ہو؟ وضاحت کرو۔"

اس بار بات شیکھر کی برداشت سے باہر ہو گئی۔ "دیکھو شری کیلاش میں تمہارا مقدمہ لڑ رہا ہوں۔ اگر یہ تمہاری زندگی کا سوال ہے تو میری ساکھ بھی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ اگر تم اپنے دفاع کے سلسلے میں مجھ سے تعاون نہیں کرنا چاہتے تو ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ کوئی اور وکیل کر لو۔ اب تمہارے دفاع کی صورت نکلی ہے تو تم پھر گڑبڑ کر رہے ہو۔ میں نے تمہارے خلاف اہم ترین گواہ کی تباہی کا سامان کر لیا ہے۔ کسی اور گواہ کی کوئی اہمیت نہیں' اور تم ہو کہ دلچسپی ہی نہیں لے رہے ہو۔"

کیلاش نے آنکھیں کھول دیں۔ "دلچسپی تو میں لے رہا ہوں۔ تفصیل سے بتاؤ مجھے۔"

"دیکھو...... ہمارے پاس دو گمنام خطوط کا مضمون ڈورا اور نینا کی تحریر کی شکل میں موجود ہے۔ وہ خط ایسے تھے کہ یقین کیا جا سکتا ہے' لیلیٰ کی ذہنی ابتری میں اُن کا ہی ہاتھ تھا۔ اُن خطوط میں لکھا ہے کہ تم کسی اور عورت میں دلچسپی لے رہے ہو۔ یہ امکان موجود ہے کہ وہ خط رادھا نے لکھے ہوں گے اور اب یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ تم نے اپنے سفر کا شیڈول نینا کے سفر کو سامنے رکھ کر مرتب کیا اور یہ بات لیلیٰ کے علم میں بھی ......"

"نینا اور میں بہت اچھے دوست رہے ہیں۔" کیلاش نے اُس کی بات کاٹ دی۔ "میرے ہر اُس جگہ پہنچنے کا' جہاں وہ موجود ہو' ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی ایسی ویسی بات تھی۔"

"یہ مت بھولو کہ اُسی عرصے میں لیلیٰ کی ذہنی حالت ابتر ہوئی۔ اسی عرصے میں اُسے وہ گمنام خطوط بھی ملے۔"

"کیلاش...... شیکھر تمہارے لئے ایک اچھا دفاع تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔" سنجے نے کیلاش کو سمجھایا۔ "اس کی بات توجہ سے سننے میں حرج کیا ہے۔"

"ہم مرحلہ وار' دفاع اس طرح کریں گے۔ پہلا نکتہ...... لیلیٰ کو گمنام خطوط کے ذریعے باور کرایا جا رہا تھا کہ تم اُس سے بے وفائی کر رہے ہو۔ کسی اور عورت کے لئے اُسے چھوڑ رہے ہو۔" شیکھر نے کہا۔ "دوسرا نکتہ...... سنجے گواہی دے گا کہ تم نے اپنے سفر کا شیڈول نینا کے شیڈول کو سامنے رکھ کر بنایا تھا۔ تیسرا نکتہ...... لیلیٰ کی ڈائری

ں اس کی اپنی تحریر ثابت کرتی ہے کہ اُس نے تمہاری اور نینا کی یکجائی کو خاص طور پر رک کیا تھا۔ چوتھا نکتہ...... اس اعتبار سے منگنی ٹوٹنا تمہارے حق میں نعمت تھا۔ لہٰذا نہیں لیلیٰ کو قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پانچواں نکتہ...... تم نینا سے فلرٹ کر رہے تھے جبکہ نینا تمہاری محبت کی دلدل میں گردن گردن اتر چکی تھی۔ اُس کا ثبوت یہ ہے......" شیکھر نے انڈین ٹائمز میں چھپی ہوئی تصویر کیلاش کی طرف بڑھا دی۔ "اب نینا تمہارے خلاف گواہی دے کر' تمہیں سزا دلوا کر تم سے بدلہ لینا چاہتی ہے۔"

کیلاش نے تصویر کا جائزہ لیا۔ اُسے وہ لمحہ بہت اچھی طرح یاد تھا۔ چتا جلنے کے بعد نینا اچانک پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اُس نے نینا کو اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے دلاسا دیا تھا۔ ...... مت رو چڑیا...... پلیز مت رو...... کیلاش نے اخبار پھاڑ کر پھینک دیا اور بولا۔ "فرض کر لو کہ یہ سب کچھ درست ہے۔ نینا مجھ سے محبت کرتی تھی۔ بلکہ میں ایک قدم اور آگے بڑھ کر بات کروں گا۔ فرض کرو' لیلیٰ کے رویے نے مجھے احساس دلا دیا تھا کہ میری اور اُس کی زیادہ دن نہیں نبھ سکے گی۔ اس لئے کہ احساسِ عدم تحفظ اُس کی جڑوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں کسی عورت سے ایک لمحہ بھی بات کرتا تو وہ مجھ سے لڑتی...... مجھ پر بے وفائی کا الزام لگاتی۔ فرض کر لو کہ مجھے یہ احساس ہو گیا تھا کہ لیلیٰ کے لئے اداکاری زیادہ اہم ہے۔ وہ اول و آخر اداکارہ ہے اور اُسے ماں بننا کبھی قبول نہیں ہو گا اور فرض کر لو کہ مجھے احساس ہو گیا تھا کہ نینا کے روپ میں مجھے میرا آئیڈیل مل گیا ہے۔" اتنا کہہ کر کیلاش نے پوری قوت سے میز پر گھونسا مارا۔ "اب تم سوچو کہ یہ سب کچھ فرض کر کے تم نے مجھے قتل کے لئے دُنیا کا طاقت ور ترین محرک نہیں تھما دیا۔ اس لئے کہ نینا اپنی بہن کی زندگی میں مجھے قبول نہیں کر سکتی تھی۔" اُس نے غصے سے اپنی کُرسی پیچھے ہٹائی۔ "تم دونوں جا کر گولف کھیلو۔ کچھ ایسا کام کرو کہ تمہارا دماغ درست ہو جائے یہاں اپنا وقت ضائع مت کرو۔ کیونکہ میرا وقت ضائع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔"

شیکھر کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ "بہت ہو گئی مسٹر کیلاش۔ سُنیں...... ممکن ہے' آپ کو ہوٹل تعمیر کرنا آتا ہو...... ہوٹل چلانا آتا ہو...... لیکن آپ کو یہ علم نہیں کہ فوجداری مقدمات میں عدالت کس انداز میں کام کرتی ہے۔ آپ نے مجھے بھاری فیس دینا منظور کیا ہے تاکہ میں آپ کو سزا سے بچاؤں لیکن میں اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا اور کرنا بھی

نہیں چاہتا۔ اگر آپ مجھ سے تعاون نہیں کر سکتے تو اپنے لئے کسی اور وکیل کا بندوبست کر لیں۔"

"سکون سے شیکھر......... طزمت کرو۔" سنجے نے اُسے سمجھایا۔

"نہیں۔ ایسے کام نہیں چلے گا۔ مجھے نہیں چاہئے یہ کیس۔ میں یہ کیس جیت سکتا ہوں مگر ایسے نہیں۔" شیکھر نے کہا' پھر کیلاش کی طرف مڑا۔ "اگر تمہیں یقین ہے کہ تمہارے لئے کوئی دفاع مؤثر اور کارگر نہیں ہو سکتا تو تم ابھی سے سودے بازی کیوں نہیں کرتے۔ اعترافِ جرم کے بدلے کم سے کم سزا۔ کہو تو اس سلسلے میں کچھ کروں۔ زیادہ سے زیادہ سات سال کی سزا پر جان چھوٹ جائے گی تمہاری۔ یہی چاہتے ہونا؟ تو صاف صاف کہہ دو۔ ورنہ بیٹھ کر میری بات سنو۔"

کیلاش نے اپنی گرائی ہوئی کُرسی اٹھائی اور بے تاثر لہجے میں بولا۔ "میں معذرت خواہ ہوں اپنے روّیے پر۔ مگر تم سمجھ سکتے ہو کہ میں خود کو کس بری طرح گھرا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔ تمہارے خیال میں میرے بری ہونے کا امکان ہے؟"

"میں اس سے زیادہ مشکل کیسوں میں اپنے مؤکلوں کو برأت دلا چکا ہوں۔ ایک بات یاد رکھو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آدمی مجرم ہے یا نہیں۔"

☆======☆======☆

کملا کی مصروفیت نے اُسے پریشان ہونے کا موقع بھی نہیں دیا۔ نینا اور کیلاش کے وکیل کے درمیان سخت کلامی کے بعد سبھی دفتر سے رخصت ہو گئے تھے۔ ٹھاکر جانتا تھا کہ کملا اُس سے بات کرنا چاہ رہی ہے۔ چنانچہ وہ پہلی فرصت میں اپنے کلینک کی طرف بھاگ گیا۔ کملا پریشان تھی کہ آشرم کے واقعات کے بارے میں اخبار والوں کو کس نے مطلع کیا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ فون پر ہر شخص اُس سے یہی پوچھ رہا تھا کہ کیا پوزیشن ہے اور وہ ہر شخص کو یہی جواب دے رہی تھی کہ ہم اپنے مہمانوں کی فہرست جاری نہیں کرتے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس پبلٹی سے خوش ہوتی لیکن اس وقت وہ فون کالز اُس کے لئے بوجھ بن گئی تھیں۔ تنگ آ کر اس نے آپریٹر کو کالز ریسیو نہ کرنے کی ہدایت دی اور خود عورتوں کے آشرم کی طرف چلی گئی۔ وہاں کا نارمل ماحول دیکھ کر اُسے کچھ اطمینان ہوا۔ ڈورا کی موت کا وہاں کوئی تذکرہ نہیں ہو رہا تھا۔ دوپہر تک وہ آشرم میں اور پول کے

گرد موجود مہمانوں سے بات چیت کرتی رہی۔ وہاں رما بھی تھی۔ وہ کملا سے انسپکٹر سلطان کی موجودگی کے متعلق سوالات کرتی رہی۔

کملا مرکزی عمارت پہنچی اور سیدھی اپنے اپارٹمنٹ گئی۔ ٹھاکر سرجیت کاؤچ پر نیم دراز' چائے پی رہا تھا۔ کملا کو دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا اور مسکرانے کی کوشش کی۔ "مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔" کملا نے سرد لہجے میں کہا۔ "مجھے بتاؤ کہ تم اُس رات لیلیٰ کے اپارٹمنٹ میں کیا کرنے گئے تھے؟ تمہارا لیلیٰ سے افیئر چل رہا تھا؟ سچ سچ بتانا۔"

"کیسا افیئر کملا! میں تو اُس سے نفرت کرتا تھا۔" سرجیت کے ہاتھ میں چائے کی پیالی لرزنے لگی۔

کملا نے اُس کا نفرت سے چٹخا چہرہ اور بھنچی ہوئی مٹھیاں دیکھیں۔ "جس طرح وہ میرا مذاق اڑاتی تھی' وہ مجھے اچھا لگ سکتا تھا؟ مجھے نفرت تھی اُس سے۔" سرجیت نے میز پر پوری قوت سے گھونسا مارا۔ "میری زندگی میں تمہارے بعد کوئی عورت نہیں آئی۔ میں قسم کھا سکتا ہوں۔"

"جھوٹے۔" کملا نے اُسے جھنجوڑ ڈالا۔ "میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کرو۔ یہ جھوٹا ڈراما مت رچاؤ۔ تم لیلیٰ کے سحر میں گرفتار تھے۔ کون سا ایسا مرد ہے' جو نہیں تھا۔ تم سب مرد ایک جیسے ہو۔ کیلاش' سنجے' سنتوش......... لیکن تم بدترین ہو۔ تم نے محبت کے چہرے پر نفرت کا نقاب ڈال رکھا تھا۔ میں صرف سچ سننا چاہتی ہوں سرجیت' تم اُس رات لیلیٰ کے اپارٹمنٹ کیوں گئے تھے؟"

ٹھاکر ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ "کملا......... تم میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کر سکتیں۔ اب میں کلینک جا رہا ہوں۔ مجھے رما دیوی کو خوبصورتی کے انجکشن دینے ہیں۔" اُس کا لہجہ زہریلا ہو گیا۔ "بے فکر رہو۔ فیس کے نام پر ایک بھاری رقم تمہارے اکاؤنٹ میں بھی جمع ہونے والی ہے۔"

"میں ابھی کچھ دیر پہلے رما سے ملی تھی۔ وہ تمہارے گن گا رہی تھی کہ انجکشن کے بعد وہ خود کو بادلوں کے دوش پر اُڑتی تتلی کی طرح محسوس کرے گی۔ اگر اُس نے یہ احمقانہ جملہ اب ایک بار بھی........." وہ کہتے کہتے رُک گئی۔ ٹھاکر سرجیت کی ٹانگیں بُری طرح کپکپا رہی تھیں۔ اُس نے لپک کر اُسے سہارا۔ "مجھے بتاؤ تو بات کیا ہے۔ کیا کیا ہے

تم نے؟"

☆======☆======☆

ٹھاکر اور کملا کے دفتر سے نکلتے ہی نینا اپنے بنگلے کی طرف لپکی۔ اُسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اُس نے وکیل شیکھر کی باتوں پر اتنا خراب ردِ عمل کیوں ظاہر کیا۔ وہ تو اُس کی گواہی کو غیر مئوثر کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ کچھ بھی کہہ سکتا تھا۔ مگر اُسے تو اِس طرح اُس کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا چاہئے تھا۔

دھیان بٹانے کے لئے اُس نے دُکھ ہزار کا اسکرپٹ کھولا لیکن وہ اپنی بصارت کو لفظوں پر مرکوز نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ تو یہ سوچ رہی تھی کہ شیکھر نے جو کچھ کہا۔ اُس میں کتنی صداقت ہے.......... اور کیا کیلاش بھی یہ اندازہ لگا چکا ہے۔ اُس نے اسکرپٹ کو اُٹھا کر ایک طرف رکھ دیا کہ بعد میں پڑھے گی۔ ہوا نے ورق پلٹے تو اُس کی نظر حاشئے میں لیلیٰ کے لکھے ہوئے ایک نوٹ پر پڑی۔ اُسے شاک لگا۔ اُس نے اسکرپٹ اُٹھا کر پہلا صفحہ کھولا۔ مصنف کا نام ابنِ ظفر تھا۔

وہ اسکرپٹ پڑھنے بیٹھ گئی۔ اسکرپٹ کے مطالعے کے بعد دیر تک وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی رہی۔ پھر اُس نے قلم اُٹھایا اور دوبارہ اسکرپٹ پڑھنے لگی۔ اس بار وہ نسبتاً آہستہ پڑھ رہی تھی اور اپنے طور پر جابجا نوٹ بھی لکھ رہی تھی۔ ڈھائی بجے اُس نے قلم بند کر کے رکھا۔ اُس وقت تک پیڈ کے کئی ورق اُس کے نوٹس سے بھر چکے تھے۔ اُسے سر میں درد کا احساس بھی ہوا اور یہ بھی یاد آیا کہ اُس نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ لیلیٰ کے کچھ نوٹس ناقابلِ فہم تھے، جیسے ذاتی کوڈ میں لکھے گئے ہوں۔

اُسے یاد تھا۔ دُکھ ہزار کا مصنف ابنِ ظفر کالج کا ایک پروفیسر تھا، جو دولت مند بھی تھا۔ اُس نے اس فلم میں سرمایہ بھی لگایا تھا۔ مگر اُس کا اصل نام کسی کو معلوم نہیں تھا۔ وہ کون تھا؟ کوئی ایسا شخص، جو لیلیٰ کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

اُس نے کملا کو فون کیا۔ آپریٹر نے بتایا کہ کملا اور ٹھاکر اپنے اپارٹمنٹ میں ہیں.......... اور انہوں نے کہا ہے کہ انہیں کسی قیمت پر ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ نینا نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں آرہی ہوں۔ کملا سے کہو، مجھے اُس سے ضروری بات کرنی ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے ریسیور رکھ دیا۔

☆======☆======☆

کملا بستر پر دراز تھی۔ وہ بہت بیمار لگ رہی تھی۔ اُس وقت اُس کے لہجے میں نہ تحکم تھا، نہ وقار۔ "کیا بات ہے نینا؟" اُس نے پوچھا۔

نینا کو لگا کہ کملا اُس سے خوفزدہ ہے۔ اس احساس کے ساتھ ہی دبی ہوئی محبت ابھر آئی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور اُس نے کملا کا ہاتھ تھام لیا۔ "بڑی دیدی، تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟"

"یقین کرو یا نہ کرو، اس لئے بلایا کہ میں تمہاری طرف سے فکر مند تھی۔ فکر مند اس لئے تھی کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔"

"اس بات کا تو یقین ہے مجھے۔ اور کوئی وجہ؟"

"ایک وجہ یہ بھی تھی، کہ کیلاش ساری زندگی جیل میں سڑے گا' یہ تصور بھی میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ بعض اوقات لوگ غصے میں کچھ کر گزرتے ہیں تو اس لئے کہ وہ خود پر قابو کھو بیٹھتے ہیں۔ خود کو روک نہیں پاتے۔ میرے خیال میں کیلاش کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ میں جانتی ہوں یہی بات ہے۔"

"تم جانتی ہو.......... کیا مطلب؟ تم جانتی ہو کہ کیلاش کے ساتھ یہی ہوا تھا۔"

"کچھ نہیں.......... کچھ بھی نہیں.........." کملا نے آنکھیں موند لیں۔ "نینا.......... جو چاہو کرو۔ مگر یاد رکھنا۔ یہ احساس کہ تم نے کیلاش کو تباہ کر دیا' عمر بھر دُکھ کا سایہ بن کر تمہارے ساتھ رہے گا اور کبھی نہ کبھی تم لیلیٰ سے ملو گی تو لیلیٰ اس پر تمہارا شکریہ ادا نہیں کرے گی۔ تم جانتی ہو کہ اصل میں لیلیٰ کیسی تھی۔ مہربان' محبت کرنے والی کھلے دل کی.........."

"اور اسی لئے تم کیلاش کو بری دیکھنا چاہتی ہو۔ تاکہ تمہارے آشرم کو کیلاش کی امداد میسر آجائے؟" نینا نے کہا۔ "لیلیٰ کی موت سے پہلے کیلاش اپنے ہر ہوٹل میں سندر تا آشرم کی شاخ کھولنے پر غور کر رہا تھا۔ اب اس مقدمے کی الجھن میں وہ منصوبہ دھرا رہ گیا ہو گا۔ اسی لئے تم کیلاش کو اس الجھن سے نجات دلانے کی کوشش کر رہی ہو۔ ویسے بڑی دیدی' ایک بات بتاؤ۔ یہ ابنِ ظفر کون ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم اور نینا' میں بہت تھک گئی ہو۔ ہم باقی باتیں بعد میں بھی کر سکتے

ہیں۔"

"اب اتنی تھکی ہوئی بھی نہیں ہو بڑی دیدی۔" اُس کے لہجے کی تندی نے کملا کو آنکھیں کھولنے اور پھر اُٹھ کر بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ نینا نے سوچا' میرا خیال درست تھا۔ کملا بیمار نہیں' خوفزدہ ہے۔ اُس نے کہا۔ "بڑی دیدی' میں نے یہ اسکرپٹ کئی بار پڑھا۔ یہ کہانی جس نے بھی لکھی ہے' وہ لیلیٰ کو خوب جانتا تھا۔ اندر کی باتوں سے بھی واقف تھا۔ اسی لئے تو وہ رول لیلیٰ کے لئے نہایت موزوں تھا۔ بلکہ جس کسی نے بھی اسکرپٹ لکھا' اُس نے ٹھاکر جی کا یہ جملہ بھی استعمال کیا ہے.......... تتلی کی طرح بادلوں کے دوش پر تیرتی ہوئی ....' یہ جملہ لیلیٰ نے بھی نوٹ کیا تھا۔ اُس نے حاشئے میں لکھا تھا.......... ٹھاکر جی کو بتایا جائے کہ اُن کے تخلیقی جملے چرائے جا رہے ہیں.......... بڑی دیدی.........."

وہ دونوں چند لمحے سحرزدہ سی ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ دونوں کے ذہن میں وہ خیال بیک وقت آیا تھا۔ پھر نینا نے سرگوشی میں کہا۔ "آشرم کے اشتہار ٹھاکر جی لکھتے رہے ہیں۔ یہاں کے تمام نوٹس بھی وہی لکھتے ہیں۔ ممکن ہے' ابنِ ظفر اُن کا ہی قلمی نام ہو۔ اسکرپٹ انہوں نے ہی لکھا ہو۔ ممکن ہے.........."

"میں......... کیا......... کہہ سکتی ہوں۔" کملا نے اٹھنے کی کوشش کی اچانک ہی وہ جیسے سکڑنے لگی تھی۔" ایکسکیوزمی نینا......... مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے۔"

☆=====☆=====☆

ٹریٹ منٹ روم "سی" کے دروازے کی طرف جانے والے راستے پر رما آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ صبح کے ناشتے کے ساتھ اُسے ایک ہدایت نامہ بھی ملا تھا۔ اُس کے مطابق اُسے تین بجے ٹریٹمنٹ روم "سی" پہنچنا تھا۔ سوئی کے خوف کی وجہ سے اسے ویلیم کا ایک مخصوص ڈوز دیا جاتا۔ ساڑھے تین بجے تک وہ آرام کرتی۔ پھر ڈاکٹر ٹھاکر اپنا کام کرتا۔ اُس کے بعد ویلیم کے اثرات زائل کرنے کے لئے اسے مزید آدھا گھنٹا آرام کرنا تھا۔

وہ دروازے پر پہنچ گئی' جس پر نیلے رنگ سے حرف "سی" لکھا تھا۔ اُس نے ہچکچاتے ہوئے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گئی۔ ٹریٹمنٹ ٹیبل اچھا خاصا بیڈ سا

تھا۔ جھالر والا ایک تکیہ بھی موجود تھا۔ الماری کے دونوں پٹوں پر آئینے نصب تھے۔ ایک طرف دواؤں کی کیبنٹ نہ رکھی ہوتی تو وہ کہیں سے ٹریٹمنٹ روم نہ لگتا۔

رُما نے اپنے سینڈل اتارے اور بڑے سلیقے سے ٹریٹ منٹ ٹیبل کے نیچے رکھ دیئے۔ پھر اُس نے ٹیبل کے اوپر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ نرس کی آمد پر اُس نے آنکھیں کھولیں۔ نرس ایک گلاس پانی اور چند گولیاں لائی تھی۔ "اس سے آپ کو سکون ملے گا۔ آپ پر غنودگی طاری ہو جائے گی۔ آپ کو پتا بھی نہ چلے گا کہ آپ کو خوبصورت بنایا جا رہا ہے۔" نرس نے اسے گولیاں دیتے ہوئے کہا۔

رُما نے گولیاں منہ میں رکھیں اور پانی کی مدد سے انہیں حلق سے اتار لیا۔ "میں بھی بچوں کی طرح ڈرتی ہوں۔" اُس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"ہرگز نہیں۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتیں کہ کتنے زیادہ لوگ انجکشن لگوانے سے ڈرتے ہیں۔" نرس نے کہا اور اس کی کنپٹیاں سہلانے میں مصروف گئی۔ "آپ کے اعصاب میں کھنچاؤ ہے۔ اب میں آپ کی آنکھوں پر نرم' ٹھنڈا کپڑا ڈالوں گی۔ آپ نیند کو قبول کرنے کی کوشش کریں۔ میں اور ڈاکٹر آدھے گھنٹے بعد آئیں گے.......... اور شاید آپ کو ہماری آمد کا پتا بھی نہیں چلے گا۔"

رما کو آنکھوں پر وہ کپڑا بہت اچھا لگا۔ نرس دو تین منٹ تک اُس کی پیشانی سہلاتی رہی۔ رما پر خواب ناک کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ نرس دبے قدموں باہر گئی۔ رما کو دروازے کی کلک بھی سنائی نہیں دی۔ اس کے ذہن میں مختلف خیالات دھاگے کی طرح الجھ رہے تھے۔ وہ انہیں الگ الگ نہیں کر پا رہی تھی۔ بادلوں کے دوش پر تیرتی ہوئی تتلی......... اب اُسے یاد آ رہا تھا کہ یہ جملہ اُسے جانا پہچانا کیوں لگا تھا۔

"رما دیوی......... آپ میری آواز سُن رہی ہیں نا؟"

اُسے احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ ڈاکٹر ٹھاکر کمرے میں آ گیا ہے۔ اُس کی آواز کریہہ سرگوشی سے مشابہ تھی۔ رما امید کر سکتی تھی کہ ہیرکلپ والا مائیکروفون اسے ریکارڈ کر لے گا۔ وہ ہر بات ریکارڈ کرنا چاہتی تھی۔ "جی ہاں۔ سن رہی ہوں۔" اُسے خود اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو بس ایسا لگے گا' جیسے آپ کے مچھرنے

کاٹ لیا ہے۔"

اور ڈاکٹر کا کہنا درست تھا۔ رما کو بس ایسا ہی محسوس ہوا۔ اب وہ منتظر تھی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ وہ اس کے ہونٹوں کے دونوں طرف دس بارہ مقامات پر انجکشن لگائے گا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب ڈاکٹر رکا ہوا کیوں ہے۔ پھر اُسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ اُس نے مدد کے لئے چیخنا چاہا لیکن منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ اُس نے منہ کھولا اور سانس لینے کے لئے جدوجہد کی لیکن وہ بے ہوش ہو رہی تھی۔ اس کے بازو .... اُس کا سینہ جیسے پتھر کا ہو چکا تھا۔ بھگوان........ میری مدد........ مجھے بچا لے۔ وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی۔ دروازہ کھلا تو اُس کا ذہن تاریک ہو رہا تھا۔ نرس نے چہک کر کہا۔ "رما دیوی........ ہم آ گئے۔ آپ کے بیوٹی ٹریٹ منٹ کی تیاریاں مکمل ہیں........"

☆======☆======☆

مرکزی عمارت سے نکلتے ہوئے نینا سوچ رہی تھی کہ اگر وہ اسکرپٹ ٹھاکر کر سرجیت نے لکھا ہے تو بھی اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ضرور ہے کہ ٹھاکر نے فلم میں بیس لاکھ روپے بھی لگائے تھے اور اب اُس پر قیامت گزر رہی ہو گی اور کملا اسی لئے بمبئی فون کر رہی ہے........ اپنے اکاؤنٹ کے بارے میں تصدیق کرنے کے لئے۔ وہ اُس اکاؤنٹ کے بل پر ہمیشہ شیخی مارا کرتی تھی کہ وہ کبھی قلاش نہیں ہو سکتی

نینا کو یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ آشرم کی وجہ سے کملا مالی مشکلات سے دوچار ہے۔ اگر کیلاش اپنے ہر ہوٹل میں سندر تا آشرم کی شاخ کھول لے تو کملا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور آشرم کی پبلسٹی الگ ہو گی۔ اسی لئے کملا کیلاش کو بری کرانا چاہتی ہے۔ نینا نے فیصلہ کیا کہ وہ ٹھاکر سے دُکھ ہزار کا اسکرپٹ لکھنے کا اعتراف کرا کے رہے گی۔

کلینک کے قریب سے گزرتے ہوئے اُسے غیر معمولی خاموشی محسوس ہوئی۔ استقبالیہ پر کوئی موجود نہیں تھا۔ پھر ہال کی جانب سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ نینا اُس طرف لپکی۔ کوریڈور میں تمام دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اُن میں ٹریٹ منٹ کے لئے موجود مہمان باہر جھانک رہے تھے۔ ہال کے اختتام پر آخری کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ آوازیں وہیں سے آ رہی تھیں۔

روم 'سی' او بھگوان۔ یہ تو وہ کمرا ہے' جہاں آج رما کو خوبصورتی کا انجکشن لگوانے کے لئے آنا تھا۔ آشرم میں موجود تمام لوگوں کو یہ بات معلوم تھی۔ "کیا گڑ بڑ ہے؟" نینا نے سوچا۔ بڑی مشکل سے اُس نے خود کو اُس نرس سے ٹکرانے سے روکا' جو کمرے سے بڑی عجلت میں نکلی تھی۔ "آپ اندر نہیں جا سکتیں۔" نرس کا جسم لرز رہا تھا۔

نینا نے اُسے ایک طرف ہٹایا اور کمرے میں داخل ہو گئی۔ ٹھاکر ٹریٹ منٹ ٹیبل پر جھکا ہوا تھا۔ وہ رما کا سینہ دونوں ہاتھوں سے دبا رہا تھا۔ رما کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا۔ کمرا آلۂ تنفس کی آواز سے گونج رہا تھا۔ نینا حیرت سے دیکھتی رہی۔ اُس کے منہ سے آواز بھی نہ نکلی۔ نرس نے انجکشن تیار کر کے ٹھاکر کی طرف بڑھایا۔ ٹھاکر نے ایک میل نرس کو رما کا سینہ دبانے کا اشارہ کیا اور خود رما کے بازو میں انجکشن لگانے لگا۔

نینا کو ایمبولینس کے سائرن کی آواز سنائی دی۔ پھر کلینک کی عمارت کے سامنے بریک چیخے۔

☆======☆======☆

انسپکٹر سلطان کو سوا چار بجے اطلاع ملی کہ رما رام اوتار' رتناگری کے اسپتال میں مرگ و زیست کی کشمکش سے دوچار ہے۔ ممکنہ طور پر وہ اقدامِ قتل کا کیس تھا۔ ڈاکٹر ٹھاکر کا کہنا تھا کہ وہ رما دیوی کو خوبصورتی کا انجکشن لگانے کی غرض سے کمرے میں پہنچا تو اُس کی حالت بہت خراب ملی۔ رما کے چہرے پر خون کا ایک قطرہ گواہی دے رہا تھا کہ اُسی وقت اُسے انجکشن دیا گیا ہے۔

سوال یہ تھا کہ کوئی رما کو کیوں قتل کرنا چاہے گا۔ بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔ انسپکٹر نے اسپتال کی طرف دوڑ لگائی۔ اُسے بتایا گیا کہ ڈاکٹر رما دیوی کی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہیں........ اور کچھ دیر میں ڈاکٹر فیروز اُسے تفصیل بتائیں گے۔ وہ انتظار کر رہا تھا کہ نینا بھی وہاں آ گئی۔ "رما دیوی کو انجکشن نہیں لینا چاہئے تھا۔" نینا نے آتے ہی کہا۔ "وہ بہت خوفزدہ تھیں۔ انہیں یقیناً دل کا دورہ پڑا ہو گا۔ ہے نا؟"

"ابھی یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" انسپکٹر نے کہا۔ "تم یہاں کیسے پہنچیں؟"

"میں کملا دیدی کے ساتھ آئی ہوں۔ وہ کار پارک کر رہی ہیں۔ ٹھاکر جی ایمبولنس میں آئے تھے۔ یہ سب نہ جانے کیا ہو رہا ہے۔"

انسپکٹر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھا دیا۔ ”تم خود کو سنبھالو۔ تمہاری رما دیوی سے شناسائی دو چار دن ہی کی تو ہے۔ اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو۔“

”ٹھاکر کہاں ہے؟“ کملا نے آتے ہی پوچھا۔ وہ بہت زیادہ پریشان تھی۔ چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ ”وہ تو بہت پریشان ہو گا۔ اوہ............ یہ آ گیا............“

انسپکٹر کی تجربے کار نگاہوں نے دیکھا کہ ٹھاکر کا حال ازحد تباہ ہے۔ وہ ابھی تک سرجنوں والا لبادہ پہنے ہوئے تھا۔ وہ آتے ہی کُرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ”وہ کوما میں ہے۔“ اُس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔ ”وہ کہتے ہیں کہ اُسے کوئی انجکشن دیا گیا ہے لیکن یہ ناممکن ہے کملا، میں قسم کھاتا ہوں، میں تو اسے انجکشن لگا ہی نہیں سکا۔“

اسی وقت کاریڈور میں کھڑے ڈاکٹر فیروز نے انسپکٹر سلطان کو اشارے سے بلایا............

گفتگو ڈاکٹر فیروز کے کمرے میں ہوئی۔ ”اسے کوئی انجکشن دیا گیا ہے، جس نے اُسے شاک پہنچایا ہے۔“ ڈاکٹر نے بتایا۔ ”وہ کوما میں ہے کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی پھر اچانک ڈوب گئی۔ کچھ ”آؤ“ جیسی آواز نکالی تھی اُس نے............ اور سنو انسپکٹر............ میں ڈاکٹر ٹھاکر کو اُس کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دوں گا۔“

”تمہارا انداز ایسا ہے، جیسے تم ٹھاکر کو پسند نہیں کرتے۔“

”مجھے اُس کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں پر کوئی شک نہیں لیکن نہ جانے کیوں، میں جب بھی اُسے دیکھتا ہوں، مجھے اُس کے فراڈ ہونے کا یقین ہونے لگتا ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ اُس نے رما دیوی کے انجکشن نہیں لگایا اور انجکشن یقیناً لگایا گیا ہے۔ اگر اس نے نہیں لگایا تو پھر کس نے لگایا ہے؟“

”یہ تو مجھے معلوم کرنا ہے۔“ انسپکٹر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دفتر سے نکل رہا تھا کہ ڈاکٹر فیروز نے اُسے پکارا۔ ”انسپکٹر............ میں چاہتا ہوں کہ رما دیوی کے بنگلے سے وہ تمام دوائیں تم خود لا کر مجھے دو، جو رما دیوی استعمال کرتی رہی ہیں۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم لڑ کس چیز سے رہے ہیں۔ اُن کے شوہر کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ وہ آ رہے ہیں۔“

”ٹھیک ہے ڈاکٹر۔“

☆======☆======☆

نینا، انسپکٹر سطان کے ساتھ آشرم واپس آئی۔ راستے میں انسپکٹر نے اُسے رادھا کے خط چرانے اور تلف کرنے کے بارے میں بتایا۔ ”اس کا مطلب ہے، وہ خط اُسی نے بھیجے تھے۔“ نینا نے تند لہجے میں کہا۔

انسپکٹر نے نفی میں سرہلایا۔ ”میں جانتا ہوں کہ رادھا بڑی صفائی سے جھوٹ بول سکتی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اس معاملے میں وہ سچ بول رہی ہے۔“

”اور سنتوش؟ آپ نے اُس سے بھی بات کی؟“

”اس سے اب تک نہیں ملا لیکن رادھا اسے سب کچھ بتا چکی ہو گی۔ میں نے سوچا پوچھ گچھ سے پہلے اُسے سوچنے کے لئے کچھ مہلت دے دوں۔“

”لیکن رادھا نے وہ خط نہیں بھیجے تو پھر کس نے بھیجے ہوں گے؟“

”ابھی تک تو مجھے بھی اندازہ نہیں۔“

☆======☆======☆

کملا اور ٹھاکر کی گاڑی انسپکٹر کی جیپ کے پیچھے تھی۔ کملا ڈرائیو کر رہی تھی۔ ”میں صرف اس صورت میں تمہارے کچھ کام آ سکتی ہوں کہ مجھے حقیقت کا علم ہو۔ تم نے اس عورت کے ساتھ کچھ کیا تو نہیں؟“ کملا نے ٹھاکر سے پوچھا۔

ٹھاکر نے سگریٹ جلا کر ایک گہرا کش لیا۔ ”کیسی پاگل پن کی باتیں کر رہی ہو کملا؟“ ٹھاکر کے لہجے میں احتجاج تھا۔ ”میں جب کمرے میں گیا تو وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔ میں نے تو اس کی جان بچائی ہے اور میں اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کیوں کرتا؟“

”سرجیت............ یہ ابنِ ظفر کون ہے؟“

ٹھاکر کے ہاتھ سے سگریٹ گر گئی۔ ”کیسی باتیں کر رہی ہو؟“ اُس نے سرگوشی میں کہا۔

”تم خوب جانتے اور سمجھتے ہو۔ نینا میرے پاس آئی تھی۔ اُس نے دُکھ ہزار کا اسکرپٹ پڑھا۔ لیلیٰ نے حاشیے میں نوٹس بھی لکھے تھے۔ اسکرپٹ میں اُس نے اُس احمقانہ جملے پر نشان لگایا تھا، جو تم نے آشرم کے تشہیری پوسٹر میں استعمال کیا ہے اور وہی جملہ رما نے رٹ رکھا تھا اور اُس نے اس مکالمے کے بارے میں کہیں پڑھا بھی تھا۔ تمہیں ڈر تھا

کہ کہیں رما کو پورا حوالہ یاد نہ آ جائے۔ اسی لئے تم نے رما کو قتل کرنے کی کوشش کی ہے نا؟ تم سمجھ رہے تھے کہ اب بھی اس حقیقت پر پردہ ڈال سکتے ہو کہ دُکھ ہزار کا اسکرپٹ تم نے لکھا تھا۔"

"کملا........ تم پاگل ہوگئی ہو۔ ہو سکتا ہے' رما خود انجکشن لینے کی عادی ہو۔"

"پاگل تم ہو گئے ہو۔ وہ تو انجکشن سے ڈرتی تھی۔"

"کیا پتا........ اس سلسلے میں اُس نے جھوٹ بولا ہو۔"

"اور اسکرپٹ رائٹر نے اس فلم میں بیس لاکھ روپے کی سرمایہ کاری کی تھی۔ اب یہ بتاؤ' تمہیں وہ روپیہ کہاں سے ملا؟" کملا نے کہا۔ اُس نے کار کی رفتار کم کی۔ وہ آشرم کے گیٹ تک پہنچ چکے تھے۔ "سرجیت........ تم نے بمبئی کے اکاؤنٹ کو تو نہیں چھوا ہے نا؟ میں نے بمبئی فون کیا تھا۔ رابطہ نہیں ملا۔ بولو........ وہ رقم تو محفوظ ہے؟" ٹھاکر سرجیت کے چہرے پر اُس شخص کا تاثر تھا' جسے تختہ دار کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔

☆======☆======☆

انسپکٹر نے ٹھاکر سے رما کے بنگلے کی چابی لی اور بنگلے کی طرف چل دیا۔ نینا اُس کے ساتھ تھی۔ انہوں نے بنگلے کی تلاشی لی۔ انسپکٹر نے دواؤں کی شیشیاں لیں لیکن جدید طرز کا جاپانی ریکارڈر اُس کے لئے باعثِ حیرت تھا۔ وہ عام ٹیپ ریکارڈر نہیں بلکہ پروفیشنل لوگوں کے استعمال میں آنے والا ریکارڈر تھا۔ اُس کے ساتھ تین کیسٹ بھی تھیں' جن پر ایک نمبر سے تین تک لکھے ہوئے تھے۔ اُن کے علاوہ کچھ سادہ کیسٹ بھی تھیں۔ انسپکٹر نے انہیں دوبارہ رما کے بیگ میں رکھ دیا۔ نینا اور وہ ساتھ نکلے۔ نینا نے انسپکٹر کو ٹھاکر کے بارے میں نہیں بتایا تھا کہ اس کے خیال میں دُکھ ہزار کا مصنف وہ ہے۔ وہ پہلے خود یقین کر لینا چاہتی تھی۔ اُس کے لئے ٹھاکر سے اعتراف کرانا ضروری تھا۔

چھ بجے انسپکٹر کی جیپ آشرم کے گیٹ سے نکلی۔ ٹھنڈ ہو گئی تھی۔ نینا نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے۔ اُس کا ہاتھ رما کے ہیئر کلپ سے ٹکرایا' جو وہ ہر وقت بالوں میں لگائے رہتی تھی۔ جب رما کو ایمبولینس میں لے جایا جا رہا تھا تو نینا نے رما کے کوٹ کے ساتھ ہیئر کلپ بھی لے لیا تھا۔ حفاظت کے خیال سے' کیونکہ اُس کے نزدیک اُس سے رما کی جذباتی وابستگی تھی۔ اسی لئے وہ اسے ہر وقت بالوں میں لگائے رہتی تھی۔ اُس نے

سوچا' اگلے روز رما کا پتی آئے گا تو ہیئر کلپ اُسے دے دے گی۔

☆======☆======☆

کیلاش ساڑھے چھ بجے سندر تا آشرم واپس آیا۔ گیٹ کے باہر اسے صحافی منڈلاتے نظر آئے۔ وہ انڈین ٹائمز میں اُس کے اور نینا کے متعلق خبر کی اشاعت کا لازمی نتیجہ تھا۔ اپنے بنگلے میں پہنچ کر وہ حیران رہ گیا۔ کملا وہاں موجود تھی۔ "مجھے تم سے ضروری بات کرنا ہے۔" کملا نے کہا۔ لہجہ وہی تھا' جس سے اب کیلاش آشنا ہو گیا تھا۔

کیلاش نے اُس کے سامنے بیٹھ کر سگریٹ سلگا لی۔ "سگریٹ میں نے بہت پہلے چھوڑ دی تھی مگر آدمی کسی بحران سے دوچار ہو تو بری عادتیں پلٹ آتی ہیں۔" اُس نے کہا۔

"یہی حال میرا بھی ہے۔" کملا نے اُس سے ایک سگریٹ لے کر سلگائی۔ "میں نے خوش حالی کے لئے بڑی جدوجہد کی۔ ایک ماڈل ایجنسی چلائی۔ ایک دولتمند بڈھے کی پتنی کی حیثیت سے اپنی جوانی کے پانچ سال گنوائے۔ میں سمجھتی تھی کہ اب میں غربت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکی ہوں۔ مگر اب پتا چلا ہے کہ میں مالی تباہی کے آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی ہوں' میں جانتی ہوں کہ سنجے تمہیں کیا مشورہ دے گا لیکن کیلاش........ تم جرأت مند بزنس مین ہو۔ میں اور تم ایک انداز میں سوچتے ہیں۔ سرجیت بے حد غیر عملی آدمی سہی' لیکن آرٹسٹک ہے۔ اُسے دولت مل جائے تو اُس کے خیالات عملی روپ میں بار آور ثابت ہوتے ہیں۔ تمہیں یاد ہے' اس بلڈاگ سنجے کی غیر موجودگی میں میرے' تمہارے اور سرجیت کے درمیان کیا بات ہوئی تھی۔ تم اپنے تمام ہوٹلوں میں سندر تا آشرم کی شاخ کھولنا چاہتے تھے۔ یہ آئیڈیا کامیاب ثابت ہو سکتا ہے۔"

"اگر مجھے سزا ہو گئی تو نئے ہوٹل ہی نہیں کھلیں گے۔ کملا........ مقدمے کی وجہ سے ہم نے تعمیراتی کام بالکل روک دیا ہے۔"

"اس صورت میں تم مجھے قرض دے دو۔" کملا کے چہرے کا نقاب اُتر گیا۔ "کیلاش........ میں مایوسی کی آخری حد تک کو پہنچ چکی ہوں۔ ہفتوں میں دیوالیہ ہونے والی ہوں۔ پچھلے چند برسوں میں آشرم اپنی کشش کھو بیٹھا ہے۔ سرجیت نئے مہمان نہیں لا پا رہا ہے۔ اس لئے وہ بھی پریشان ہے اور جانتے ہو' میں نے نینا' کو کیوں بلایا تھا؟ تمہاری خاطر۔"

"لیکن نینا کا ردِ عمل دیکھا تم نے؟ اس طرح حالات اور خراب ہو گئے۔" کیلاش نے اُداس لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ آج میں نے نینا کو سمجھایا۔ اُس سے التجا کی۔ اُسے بتایا کہ تمہیں تباہ کرنے کے بعد وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر سکے گی۔" کملا نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل ڈالی۔ "میری بات سُنو کیلاش' نینا تمہاری محبت میں گرفتار ہے۔ آج سے نہیں' برسوں سے۔ تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔" کملا نے کیلاش کا ہاتھ تھام لیا۔

کیلاش نے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ "تم احمقانہ باتیں کر رہی ہو کملا۔"

"میں جو جانتی ہوں' وہ بتا رہی ہوں۔ میں پہلی نظر میں ہی تمہاری ہو گئی تھی تو اُس پر کیا گزرتی ہو گی۔ میں تمہیں بتا رہی ہوں کیلاش کہ نینا تم سے نہیں' اپنے احساسِ جرم سے لڑ رہی ہے۔ تم اس احساسِ جُرم کو اپنے حق میں موڑ سکتے ہو۔ پلیز کیلاش.......... میری مدد کرو۔ بھگوان کے لئے.......... میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔"

کیلاش کو اُس کی نگاہیں بھیک مانگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ کیلاش کا اپنا جسم پسینے میں نہا گیا تھا۔ "کملا.......... اب ہوٹلوں والا آئیڈیا نہیں چل سکتا۔ میں قرض دے کر تمہاری مدد ضرور کروں گا۔ مگر مجھے ایک بات بتاؤ۔ تمہیں کبھی یہ خیال بھی آیا کہ وقت کے معاملے میں نینا سے غلطی ہوئی ہے اور یہ کہ میں جب کہتا ہوں کہ میں دوبارہ لیلیٰ کے اپارٹمنٹ نہیں گیا تو میں سچ کہتا ہوں۔"

"کیلاش' تم مجھ پر بھی بھروسا کر سکتے ہو اور سرجیت پر بھی۔ سرجیت نے میرے علاوہ کسی کو یہ بات نہیں بتائی اور کسی کو بتائے گا بھی نہیں کہ تم دوبارہ لیلیٰ کے اپارٹمنٹ گئے تھے۔ اُس نے تمہیں لیلیٰ پر برستے سُنا.......... اُس نے لیلیٰ کو تم سے زندگی کی بھیک مانگتے بھی سُنا.........."

☆======☆======☆

نینا اپنے بنگلے میں سوچ رہی تھی۔ اگر ٹھاکر نے دُکھ ہزار کا اسکرپٹ لکھا تو اُس نے اس فلم میں سرمایہ بھی لگایا ہو گا اور سرمایہ کملا کے ریزرو اکاؤنٹ سے رقم نکال کر لگایا ہو گا۔ لہٰذا اس رات جب لیلیٰ نے فلم سے علیحدگی کا اعلان کیا تو ٹھاکر کو بھی غصہ آیا ہو گا لیلیٰ

ہے۔ سوال یہ تھا کہ کس حد تک؟ قتل کر دینے کی حد تک!

اور اب رُما! رُما کے چہرے پر خون کی بوند کی موجودگی۔ رُما کا سینہ دباتے ہوئے ٹھاکر کے ہاتھ.......... اور رُما ہر بار وہ جملہ دُہراتی تھی.......... بادلوں کے دوش پر تیرتی ہوئی تتلی۔ اُس کے منہ سے یہ سن کر ٹھاکر کو کیسی وحشت ہوتی ہو گی۔ لیلیٰ نے اس جملے کے حوالے سے ٹھاکر کی طرف اشارہ کیا تھا.......... تو رما بھی کر سکتی تھی۔ پھر نینا کو کیلاش کے سلسلے میں کملا کی آج کی وکالت یاد آئی۔ کملا کے لہجے میں یہ یقین کیوں تھا کہ مجرم کیلاش ہی ہے مگر اُس سے غصے میں یہ جُرم سرزد ہوا تھا۔ کیا کملا ٹھیک کہہ رہی تھی کہ ں کو کیلاش کا سزا پانا اچھا نہیں لگے گا؟ مگر پھر وہی بات۔ کملا' کیلاش کو مجرم کیوں تسلیم کر ہی تھی.......... ان ڈائریکٹ ہی سہی۔ جبکہ دو روز پہلے وہ لیلیٰ کی موت کو حادثہ قرار ے رہی تھی۔

نینا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اُس نے زندگی میں کبھی خود کو اس قدر نہا محسوس نہیں کیا تھا۔

☆========☆========☆

سات بجے گھنٹیاں بجیں۔ آشرم میں کاک ٹیل کا وقت ہو گیا تھا۔ نینا نے فیصلہ کیا کہ رات کا کھانا بنگلے میں ہی منگوائے گی۔ ڈورا کی لاش ابھی تک اُس کی بہن کے پاس گوا نہیں بھیجی گئی تھی۔ لاش کی آشرم میں موجودگی نینا کو ہنستے بولتے لوگوں کے درمیان بیٹھنے سے روک رہی تھی۔ دوسری طرف رما اسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔ ایسے میں کھانا کھا لیا جائے' یہی کوئی معمولی بات نہیں۔ اُس نے سوچا.......... اب نہ جانے کس کی باری ہے۔

پونے آٹھ بجے کملا کا فون آیا۔ "نینا.......... تم کہاں ہو۔ سب تمہیں مِس کر رہے ہیں۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"ہاں۔ بس تنہائی کی ضرورت محسوس کر رہی ہوں۔"

"کیلاش تمہارے لئے بہت فکر مند ہو رہا ہے۔ طبیعت بالکل ٹھیک ہے نا تمہاری؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میرے لئے کھانا یہیں بھجوا دو۔ بعد میں سوئمنگ کے لئے جاؤں گی۔ میری فکر مت کرو۔" نینا نے کیلاش کا حوالہ بالکل گول کر دیا۔

☆=========☆=========☆

وہ زیرِ آب پیراکی کا لباس پہن رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے لباس اور ماسک الماری میں ٹھونسا اور جلدی سے باتھ روم میں گھس کر شاور کھول دیا۔ دستک دوبارہ ہوئی۔ اُس نے چیخ کر کہا۔ "باتھ روم میں ہوں۔ ابھی آیا۔" پھر اُس نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور باہر نکل کر دروازہ کھولا۔

"اتنی دیر کیوں لگائی؟ مجھے تم سے بات کرنا ہے۔"

☆=========☆=========☆

دس بجے کے قریب کہیں اسے پول کی طرف جانے کا موقع ملا۔ وہ وہاں پہنچا تو نینا بنگلے کی طرف جانے والے راستے پر قدم رکھ چکی تھی۔ بے دھیانی میں وہ پول کے گرد رکھی ایک کرسی سے ٹکرا گیا۔ نینا نے آواز سن کر پلٹ کر دیکھا۔ اُس نے بڑی مشکل سے خود کو جھاڑی میں چھپایا۔

اُس نے سوچا' کل رات سہی۔ ابھی تو نینا یہاں مقیم ہے اور اگر یہاں نہیں تو پھر حادثے کی نوعیت تبدیل کرنا پڑے گی۔ رما رام اوتار کی طرح نینا بھی اُس کی بُو سونگھ چکی ہے اور انسپکٹر سلطان کو اُس کے راستے پر لگا رہی ہے۔

☆=========☆=========☆

ایسی آواز سنائی دی' جیسے کسی نے کرسی سرکائی ہو۔ ہوا ٹھہری ہوئی تھی۔ اُس نے بہت تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ ایک لمحے کو اُسے کوئی متحرک سایہ سا نظر آیا لیکن اُس نے اُسے واہمہ سمجھ کر جھٹک دیا۔ اتنی رات کو کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ یوں چھپتا پھرے۔ اس کے باوجود اُس نے قدم تیز کر دیئے اور بنگلے میں داخل ہو کر دروازہ لاک کرنے کے بعد سکون کا سانس لیا۔ پھر اُس نے اسپتال فون کیا۔ اُسے بتایا گیا کہ رما دیوی کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ بدستور کوما میں ہیں۔

سونے میں نینا کو بہت دیر لگی۔ یہ خیال ستا رہا تھا کہ وہ کوئی بہت اہم بات نظر انداز کر گئی ہے۔ کوئی ایسی بات جو کسی نے کہی ہو.......... جو اُسے پکڑنا چاہئے تھی۔ لیکن بالآخر نیند آ ہی گئی۔

☆=========☆=========☆

وہ کسی کو تلاش کر رہی تھی.......... کسی خالی عمارت میں' جو بہت بڑی اور تاریک تھی۔ اُس کی بانہیں پھیلی ہوئی تھیں۔ جسم کسی طلب سے چیخ رہا تھا۔ پھر اُس نے ایک زینہ دیکھا۔ وہ زینے کی طرف لپکی۔ نیچے آئی۔ وہ وہاں موجود تھا۔ وہ اُس سے لپٹ گئی۔ "کیلاش.......... میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں.........." وہ دیوانہ وار کہے جا رہی تھی۔

اُس کی آنکھ کُھل گئی۔ اس کے بعد وہ جاگتی رہی۔ اذیت اور مایوسی کی حد ہو گئی تھی۔ اب وہ سونا نہیں چاہتی تھی.......... کوئی خواب دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

☆======☆======☆

جمعرات.......... ۳ ستمبر ۱۹۸۷ء

سورج کی پہلی کرن زمین پر اتری تو کیلاش آنے والے دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اُس کے تصور میں عدالت کا کمرا تھا۔ وہ مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا تھا۔ تمام لوگوں کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔

چھ بجے وہ جاگنگ کی غرض سے اٹھا۔ وہ بغیر سوچے سمجھے بھاگنا چاہتا تھا۔ سو اُس نے اس خواہش پر عمل کیا۔ چالیس منٹ بعد وہ دادا کے پرانے مکان کے سامنے کھڑا تھا۔ پہلے مکان سفید رنگ کا تھا۔ نئے مالکان نے سبز رنگ کروایا تھا۔ اُسے سفید رنگ ہی اچھا لگتا تھا۔ وہ دھوپ میں چمکتا تھا۔ سامنے ہی ساحل تھا' جس سے بچپن کی یادیں وابستہ تھیں۔ ماتا جی گھروندا بنانے میں اُس کی مدد کرتی تھیں۔ وہ بمبئی کے مقابلے میں رتنا گری آ کر زیادہ خوش رہتی تھیں۔ کھل کر ہنستی تھیں۔ شاید اس لئے کہ پتا جی سے دور ہوتی تھیں۔ منحوس پتا جی' جو ہر وقت ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کی نقلیں اتارتے تھے.......... اور مارتے تھے۔ آخر کیوں؟ آدمی کو بے رحمی کہاں سے ملتی ہے؟ شاید مے نوشی پتا جی کے اندر وحشتیں اور سفاکی جگاتی تھی۔ وہ بہت پیتے تھے اور شاید مجھے ان سے ورثے میں بے رحمی اور سفاکی ملی ہے۔

کیلاش ساحل پر کھڑا مکان کو تکتا رہا۔ اسے اپنی ماں اور دادی برآمدے میں بیٹھی نظر آئیں۔ پھر اُسے ماں کی ارتھی کا اٹھنا یاد آیا۔ اس موقع پر دادا دادی بھی آئے تھے۔

دادا نے کہا تھا۔ ”کاش.......... ہم نے اسے پرکاش سے علیحدہ رکھا ہوتا.......... اپنے پاس۔“ اور دادی نے سرگوشی میں کہا تھا۔ ”وہ نہیں رہتی۔ کیلاش کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔“

مکان کی کھڑکی سے کوئی جھانک رہا تھا۔ کیلاش جاگنگ کرتا ہوا واپس ہو گیا۔

☆======☆======☆

بنگلے میں شیکھر اور سنجے اس کے منتظر تھے۔ وہ ناشتا کر چکے تھے۔ کیلاش نے فون کر کے اپنے لئے ناشتا لانے کی ہدایت دی۔ وہ نہا کر نکلا تو ناشتا آ چکا تھا۔

”واہ بھئی واہ۔ کیا کوئیک سروس ہے۔“ کیلاش نے کہا۔ ”کملا آشرم چلانا جانتی ہے۔ اپنے ہر ہوٹل میں سندرتا آشرم کی شاخ قائم کرنے کا آئیڈیا بہت اچھا تھا۔“

ان دونوں نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ کیلاش ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اُس نے سر اٹھا کر کہا۔ ”میں اب مردانہ آشرم میں جا کر کچھ ایکسر سائز کروں گا۔ کل ہم بمبئی واپس جائیں گے۔ سنجے، تم ہفتے کی صبح بورڈ کا ہنگامی اجلاس طلب کر لو۔ میں کمپنی کے صدر اور چیئرمین کے عہدے سے استعفا دے رہا ہوں۔ اب تم یہ دونوں عہدے سنبھالو گے۔“

اُس کے چہرے کے سنگین تاثر کو دیکھ کر سنجے نے احتجاج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ پھر کیلاش نے سرد نگاہوں سے شیکھر کو گھورا۔ ”میں پراسیکیوشن سے سودے بازی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ کم سے کم کتنی سزا کا امکان ہے اور زیادہ سے زیادہ مجھے کتنی سزا مل سکتی ہے۔“

☆=========☆=========☆

سیتا ناشتے کی ٹرے لائی تو نینا بستر میں ہی تھی۔ سیتا نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور نینا کو غور سے دیکھا۔ ”کیا بات ہے؟ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟“ اُس نے پوچھا۔

نینا اُٹھ بیٹھی۔ ”نہیں۔ ٹھیک ہوں۔“ اُس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

”میں دو دن کی چھٹی پر تھی۔“ سیتا نے کہا۔ ”مجھے مس ڈورا کی موت کا آج ہی علم ہوا۔ بہت افسوس ہوا۔ بے چاری بہت اچھی خاتون تھیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ باتھ ہاؤس میں کیا کر رہی تھیں۔ انھوں نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ انہیں رومن باتھ ہاؤس کی عمارت دیکھ کر خوف آتا ہے۔ وہ مقبرہ لگتا تھا اُنہیں۔ پھر وہ وہاں کیوں

گئیں؟“

سیتا کے جانے کے بعد نینا نے ناشتے کی ٹرے پر رکھا ہوا شیڈول اُٹھا کر دیکھا۔ اُس کا شیڈول پر عمل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر پھر اُس نے ارادہ بدل دیا۔ ملازموں سے کام کی باتیں معلوم ہو سکتی تھیں۔ ابھی سیتا نے کتنی آسانی سے یہ بتا دیا تھا کہ ڈورا کی باتھ روم میں موجودگی غیر فطری تھی۔

وہ شیڈول پر عمل کرنے کے ارادے سے نکلی۔ عورتوں کے آشرم میں ایک کاریڈور میں رادھا سے سامنا ہو گیا۔ نینا نے کترا کر نکلنا چاہا لیکن رادھا نے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ ”مجھے تم سے بات کرنی ہے نینا۔“ وہ بولی۔

”کیا بات کرو گی؟“ نینا نے سرد لہجے میں کہا۔

”اور گمنام خطوط ملنے کا امکان ہے۔ اگر تمہیں ایسا کوئی خط مل جائے تو مجھے دینا۔ میں اُن کا مکمل کیمیائی تجزیہ کراؤں گی کیونکہ میں نے لیلیٰ کو کوئی خط نہیں بھیجا۔ سمجھیں؟“

نینا اُسے جاتے دیکھتی رہی۔ انسپکٹر سلطان نے ٹھیک کہا تھا۔ رادھا کے لہجے میں سچائی والا اعتماد تھا لیکن یہ بھی ممکن تھا کہ اُس نے لیلیٰ کو دو ہی گمنام خط بھیجے ہوں۔ اس صورت میں چیلنج کرتے وقت اسے یقین ہو گا کہ اب کوئی گمنام خط سامنے آ ہی نہیں سکتا۔ سوال یہ تھا کہ رادھا کتنی اچھی اداکارہ ہے؟

نینا دس بجے مساج کے لئے گئی۔ اس روز وہاں بیلا کی ڈیوٹی تھی۔ ”یہاں تو اچھی خاصی سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔“ نینا نے مساج ٹیبل پر لیٹتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ پہلے مس ڈورا اور بعد میں رما دیوی۔ میری تو سمجھ نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ کو تو مس ڈورا کی موت کا بہت دُکھ ہو گا۔“

”ہاں، ہم بہت قریب رہے ہیں۔“ نینا نے کہا۔ پھر پوچھا۔ ”تم نے رما دیوی کے بھی مساج کیا ہو گا؟“

”جی ہاں.......... پیر اور منگل کو کیا تھا۔ دلچسپ خاتون ہیں۔ انہیں ہوا کیا؟“

”کچھ پتا نہیں۔“

”میں ایک بات بتا سکتی ہوں۔ وہ بہت مضبوط اور صحت مند تھیں۔ بس سُوئی سے

ڈرتی تھیں لیکن اس خوف سے دل کا دورہ تو نہیں پڑ سکتا۔" بیلا نے کہا۔ "ویسے روم "سی" میں کوئی بھی گھس سکتا تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ رما دیوی کو خوبصورتی کے انجکشن لگوانے جانا ہے۔"

"بیلا........ اب آشرم میں پہلے جیسی رونق نہیں۔ لیلیٰ دیدی کی موت سے بڑا فرق پڑا ہے لیکن ٹھاکر جی بھی تو بڑے لوگوں کو........ خوبصورت عورتوں کو آشرم میں پبلسٹی کے لئے لاتے ہیں۔ لیلیٰ دیدی کی موت سے اتنا فرق تو نہیں پڑنا چاہئے۔"

"دو سال سے نئے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ موقوف ہے۔" بیلا نے بتایا۔ "دو سال سے یہ حال ہے کہ ٹھاکر جی کے دورے تو جاری رہے لیکن وہ زیادہ تر بمبئی جاتے رہے۔ لگتا ہے، وہ کسی اور ہی چکر میں تھے۔ شاید کملا جی کو بھی گڑبڑ کا احساس ہو گیا تھا۔ وہ زیادہ تر ان کے ساتھ خود بھی جاتی تھیں۔ پریشان بھی رہنے لگی تھیں۔ شاید بمبئی میں کوئی چکر تھا۔"

نینا سوچتی رہی۔ اُسے بمبئی کے اس چکر کے متعلق معلوم تھا۔ اُس چکر کا نام تھا، دُکھ ہزار........ تو کیا کملا حقیقت بہت پہلے جان گئی تھی؟

☆=========☆=========☆

گیارہ بجے تک کیلاش آشرم کا جائزہ لیتا پھرا۔ قدم قدم پر اُسے یہ احساس ہوتا رہا کہ آشرم کا انتظام نہایت اعلیٰ ہے اگر حالات بہتر ہوتے تو وہ خود کملا اور ٹھاکر کی شراکت میں کئی سندرتا آشرم قائم کرتا۔

وہ آہستہ آہستہ اپنے بنگلے کی طرف چل دیا۔ وہ نظریں جھکائے چل رہا تھا کیونکہ اس وقت وہ کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اور وہ اس وقت وکیل شیکھر سے بحث بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

یادداشت! یادداشت اُس کے لئے ایک ایسا نقطہ تھا، جو آسیب بن کر اُس کے دماغ پر چھا گیا تھا۔ یادداشت........ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں........ بکھرے ہوئے بے ترتیب اور ادھورے لمحوں کا نام تھا۔ لفٹ میں سوار ہونا........ ہال میں موجود ہونا........ لڑکھڑانا........ وہ بہت زیادہ نشے میں تھا۔ پھر کیا ہوا تھا؟ ذہن، دھل کیوں گیا تھا؟ کیا اس لئے کہ اس سے جو کچھ سرزد ہوا تھا، وہ اُسے یاد رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

خوشی کی بات یہ تھی کہ اُس کے بنگلے میں کوئی بھی نہیں تھا۔ حالانکہ اُسے توقع تھی کہ وہ دونوں میز کے گرد بیٹھے ملیں گے لیکن یہ سکون عارضی تھا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ لنچ کے وقت ضرور نازل جائیں گے۔

سنجے جزئیات کا آدمی تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اُس کی سربراہی میں کمپنی کا پھیلاؤ نہیں بڑھے گا تو کم از کم وہ سمٹے گی بھی نہیں۔ وہ سنجے کا شکر گزار تھا۔ سنجے اس وقت اُبھرا تھا، جب کمپنی کے آٹھ ایگزیکٹو عہدے دار، اہم ترین دماغ ایک فضائی حادثے میں ختم ہو گئے تھے اور پھر جب اس کی بیوی اور بیٹا حادثے میں گئے تو سبھی کچھ سنجے کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اُس نے دوستی کا حق ادا کر دیا اور اب بھی اُس کا کوئی متبادل نہیں تھا۔

ابھی کیلاش کو ایک کام اور کرنا تھا۔ اس نے ذاتی اسٹیشنری نکالی اور لکھنا شروع کیا۔ لکھنے کے بعد اُس نے خط لفافے میں رکھ کر لفافہ بند کیا اور خادمہ کو بلا کر ہدایت دی کہ وہ خط نینا کو پہنچا دے۔ اُس نے سوچا، اب جبکہ اُسے گواہی دینے کی ضرورت نہیں تو شاید وہ آشرم میں کچھ روز اور ٹھہرے۔ نینا کو آرام کی ضرورت تھی۔

☆======☆======☆

نینا دوپہر کو اپنے بنگلے واپس آئی تو اُسے وہ خط سائیڈ ٹیبل پر رکھا ملا۔ وہ اس لفافے کو خوب پہچانتی تھی۔ آؤٹ ڈور شوٹنگ کے دوران اکثر ایسا لفافہ اسے میک اَپ روم میں ملتا۔ لکھا ہوتا........ آج تم نے بہت اچھی پرفارمنس دی۔ ویسے تمہیں یہ رول قبول نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس کے باوجود تم اس میں جان ڈال رہی ہو۔ اور سُنو........ رات کا کھانا ساتھ کھائیں گے۔ کیلاش۔ پھر وہ دونوں کھانے کے بعد ایک ساتھ لیلیٰ کو فون کرتے۔ لیلیٰ کہتی........ چڑیا، میری خاطر کیلاش کی حفاظت کرنا۔ کہیں کوئی اور چھین کر نہ لے جائے اسے، وہ دونوں ایک ساتھ ایئرپیس سے کان لگائے لیلیٰ کی باتیں بیک وقت سُنتے۔ ان لمحوں میں اس کی قربت کا احساس کتنا شدید ہوتا۔ وہ ریسیور کو پوری قوت سے پکڑے سوچ رہی ہوتی۔ کاش........ کاش، مجھ میں اتنا حوصلہ ہوتا کہ کیلاش کی طرف کبھی نہ دیکھتی........ اسے دیکھنے سے باز رہتی۔

اُس نے لفافہ کھول کر خط نکالا۔ دو جملے پڑھتے ہی اُس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ اُس نے بڑی مشکل سے پورا خط پڑھا۔ لکھا تھا۔

ڈیئر نینا

میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ کتنا شرمندہ ہوں۔ اتنا کہ لفظ شرمندہ مجھے بہت حقیر معلوم ہوتا ہے۔ تم نے ٹھیک کہا تھا۔ ٹھاکر نے تصدیق کر دی۔ اُس کا کہنا ہے کہ اُس نے اُس رات مجھے لیلیٰ سے زور آزمائی کرتے سُنا تھا۔ سنتوش مجھے نیچے سڑک پر ملا۔ میں نے اُسے بتایا کہ لیلیٰ مر چکی ہے۔ اب یہ ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ میں اُس وقت وہاں موجود نہیں تھا لیکن یقین کرو' میرے ذہن میں وہ لمحے سادہ کاغذ کی طرح ہیں۔ اُن پر کوئی یاد نہیں لکھی ہے۔ میں بمبئی پہنچتے ہی رضاکارانہ طور پر اعترافِ جرم کر لوں گا۔ شاید اس طرح سزا کچھ کم ہو جائے اور اس سے کم از کم اتنا تو ہو گا کہ ایک اذیت ناک معاملہ اختتام کو پہنچے گا۔ تم میرے خلاف گواہی دینے کے عذاب سے بچ جاؤ گی۔ ورنہ تمہیں عدالت میں لیلیٰ کی موت سے متعلق ہر تکلیف دہ یاد دُہرانا پڑتی۔

بھگوان تمہیں خوش رکھے.......... ہر تکلیف سے دور رکھے۔ لیلیٰ نے مجھے بتایا تھا کہ برسوں پہلے جب تم بچی تھیں اور پہلی بار بمبئی آ رہی تھیں تو بہت خوفزدہ تھیں۔ تب لیلیٰ نے تمہیں ایک بہت پیارا گیت سُنایا تھا.......... مت رو مری جاں' بدلے گی دنیا۔ اب لیلیٰ کو اس روپ میں یاد کرنا۔ وہ تمہیں یہی گیت سُنا رہی ہو گی۔ اب تم نئے سرے سے زندگی کا ایک خوش کُن باب شروع کرنے کی کوشش کرو۔

کیلاش

نینا دیر تک وہ خط سینے سے لگائے بیٹھی رہی۔ "تم یہی چاہتی تھیں نا" اُس نے خود سے کہا۔ "اُس نے لیلیٰ کے ساتھ جو کچھ کیا' اُس کی سزا پا لے گا" لیکن اس خیال کی اذیت نے جیسے اُس کے وجود کو سُن کر کے رکھ دیا۔ بہت کوشش کر کے وہ اٹھی۔ اسے اپنی ٹانگیں اکڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اُسے خیال آیا کہ ابھی گمنام خطوط کا معمّہ حل ہونا باقی ہے۔ اُسے ہر قیمت پر پتا لگانا تھا کہ گمنام خطوط کس نے بھیجے تھے کیونکہ وہی اس المیے کا اصل ذمے دار تھا۔

☆======☆======☆

ایک بجے شیکھر نے کیلاش کو فون کیا۔ "مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے.......... ابھی۔ جلد سے جلد آ جاؤ۔"

"یہاں کیوں نہیں آ جاتے تم؟"

"مجھے بمبئی سے ایک فون کال کا انتظار ہے اور وہ کال بہت اہم ہے۔"

کیلاش شیکھر کی طرف چلا گیا۔ وہاں سنجے بھی موجود تھا۔ شیکھر بہت پریشان نظر آ رہا تھا۔ "کیوں.......... کیا بہت زیادہ سزا ملے گی مجھے۔ دس سال؟ پندرہ سال؟" کیلاش نے پوچھا۔

"اس سے کہیں خراب صورتِ حال ہے۔ انسپکٹر نجم کا کہنا ہے کہ اسے تمہارے اعترافِ جرم کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود جرم ثابت کر سکتا ہے۔ ابھی حال ہی میں تمہارے کیس کی عینی شاہد راگنی کی بلڈنگ میں چوری کی ایک واردات ہوئی۔ چور رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ اُس نے لیلیٰ کے قتل کے کیس کے سلسلے میں ایک اہم بات کے حوالے سے انسپکٹر نجم سے سود بازی کی۔ اُس کا کہنا ہے کہ وہ اس فلیٹ میں ایک بار پہلے بھی چوری کرنے آیا تھا.......... انیس مارچ کی شب.......... اور اُس نے تمہیں لیلیٰ کو دھکا دیتے دیکھا تھا۔"

کیلاش کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ "تو میرا اعترافِ جُرم بھی بیکار ہو گیا۔" اُس نے سرگوشی میں کہا۔

"ایسے گواہ کی موجودگی میں وہ تمہارے اعترافِ جرم کو کہاں اہمیت دیں گے۔ جس اپارٹمنٹ کی وہ بات کر رہا ہے' وہاں سے لیلیٰ کے اپارٹمنٹ ہاؤس کی ٹیرس بالکل صرف نظر آتی ہے۔"

"مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ اُس رات کتنے افراد نے کیلاش کو لیلیٰ کو دھکا دیتے دیکھا۔" سنجے پھٹ پڑا۔ "یہ نشے میں تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ کیا کر رہا ہے اور میں گواہی دوں گا.......... ضرور دوں گا کہ ساڑھے نو بجے کیلاش فون پر مجھ سے بات کر رہا تھا۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تمہارا بیان ریکارڈ پر ہے کہ تم نے گھنٹی بجنے کی آواز سنی مگر فون ریسیو نہیں کیا۔ یہ خیال تو دل سے نکال ہی دو۔" شیکھر نے کہا۔

"مجھے اس نئے گواہ کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔" کیلاش نے کہا۔ اُس کی مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں۔ اُس نے دونوں ہاتھ پتلون کی جیب میں ڈال لئے۔

"انسپکٹر نجم نے تو مجھ سے بات کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے لیکن میرا ایک آدمی پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہے اب تک صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس گواہ کے.......... چور کے بیان کے مطابق لیلیٰ اپنی زندگی بچانے کے لئے شدید مزاحمت کر رہی تھی۔"

"گویا مجھے انتہائی سزا ملے گی.......... زیادہ سے زیادہ؟"

"جس جج کے پاس کیس ہے، وہ خود بھی ایک کیس ہی ہے، عام مجرموں، قاتلوں تک کے ساتھ رعایت برتتا ہے لیکن اہم لوگوں کے معاملے میں بے حد سخت ہو جاتا ہے۔" شیکھر نے کہا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ شیکھر نے دوسری گھنٹی بجنے سے پہلے ہی ریسیور اٹھالیا، وہ دوسری طرف کی گفتگو سنتا رہا۔ اُس کا منہ بن گیا تھا، وہ بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کر رہا تھا۔ پھر وہ ہونٹ کاٹنے لگا۔ ریسیور رکھنے کے بعد اُس نے کیلاش اور سنجے کو دیکھا، جو دم سادھے بیٹھے تھے۔ "اس کا کہنا ہے کہ اُس نے تمہیں لیلیٰ کو ریلنگ سے پرے دھکیلتے دیکھا۔ لیلیٰ بُری طرح ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔ اُس نے تمہارا منہ بھی نوچ لیا تھا، اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"

"میں.......... اُسے.......... ریلنگ سے.......... پرے.......... دھکیل رہا تھا۔"

کیلاش نے اٹک کر کہا پھر اُس پر دورہ سا پڑ گیا۔ اُس نے میز پر رکھا گل دان دیوار پر کھینچ مارا، میز اُلٹ دی۔ "نہیں.......... یہ ناممکن ہے۔" اُس نے چیخ کر کہا اور اندھا دھند دروازے کی طرف لپکا۔ اُس نے باہر نکل کر دروازہ اتنی قوت سے بند کیا کہ در و دیوار لرز اٹھے۔

وہ دونوں اُسے دیوانوں کی طرح لان میں بھاگتا دیکھتے رہے۔ شیکھر نے کہا۔ "یہ شخص مجرم ہے، مَیں اسے کسی طرح بَری نہیں کرا سکتا۔ جھوٹا مجرم تو بَری ہو جاتا ہے لیکن یہ شخص تو جھوٹ بول ہی نہیں سکتا اور احساسِ جرم اس کی جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے اور ابھی اس نے ثابت کیا ہے کہ اسے جنون کی حد تک غصہ آتا ہے پھر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

"اس غصے کا تو ایک سبب بھی ہے۔ کیلاش آٹھ سال کا تھا تو اُس نے اپنے باپ کو نشے اور غصے کی بدترین حالت میں اپنی ماں کو ٹیرس سے دھکیلتے دیکھا تھا۔" سنجے نے کہا۔ "بس ایک فرق ہے، اس کے باپ نے اُس کی ماں کو دھکا دینے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔"

☆======☆======☆

دو بجے نینا نے سنتوش کو فون کر کے اولمپک پول کے پاس ملنے کو کہا وہ پول کے گرد پڑی ہوئی ایک میز پر بیٹھ گئی۔ دور و نزدیک کوئی بھی نہیں تھا۔ دس منٹ بعد اُس نے عقب میں کُرسی کھسکنے کی آواز سنی اور بری طرح چونکی۔ اُس نے پلٹ کر دیکھا۔ سنتوش جھاڑیوں کے راستے آیا تھا۔ ٹی شرٹ کی آستینوں سے جھانکتے ہوئے اس کے بازو قوت سے پھڑکتے محسوس ہو رہے تھے۔ نینا کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ سنتوش کو کمزور آدمی سمجھتی رہی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اور کرسی سرکنے کی آواز! یہ آواز تو اس نے گزشتہ رات سوئمنگ کے بعد اپنے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے بھی سُنی تھی اور پیر کی رات اُسے یہیں ایک سایہ سا حرکت کرتا محسوس ہوا تھا، وہ کچھ اپ سیٹ سی ہو گئی۔

"سنتوش! تم نے دُکھ ہزار میں سرمایہ بھی لگایا تھا۔ فلم کا اسکرپٹ بھی تم ہی لائے تھے۔ میں اسکرپٹ رائٹر ابنِ ظفر سے بات کرنا چاہتی ہوں، مجھے اُس کا پتا بتاؤ۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرے ابنِ ظفر سے مذاکرات ایک وکیل کے توسط سے ہوئے تھے۔" سنتوش نے کہا۔

"وکیل کا نام بتا سکتے ہو؟" نینا نے کہا۔ سنتوش نے نفی میں سرہلایا تو وہ تند لہجے میں بولی۔ "اس لئے کہ ایسے کسی وکیل کا وجود ہی نہیں ہے۔ اسکرپٹ ٹھاکر سرجیت نے لکھا تھا۔ ٹھاکر نے خود کو کملا کے ڈر سے چھپایا۔ وہ جانتا تھا کہ کملا پر تو اُسے پڑھ کر دورہ پڑ جائے گا۔ وہ اسکرپٹ لیلیٰ کے ٹھکرائے ہوئے ایک ناکام عاشق کی تحریر نظر آتا تھا۔ وہ لکھا ہی لیلیٰ کے لئے گیا تھا۔ اسی لئے لیلیٰ نے کہا تھا، یہ تو میں ہی ہوں۔ مجھے اس میں اداکاری کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

سنتوش کا چہرہ تمتما اٹھا۔ "پتا نہیں کہاں کی ہانک رہی ہو تم؟"

نینا نے کیلاش کا خط اُس کی طرف بڑھا دیا۔ "اب مجھے اُس رات کے متعلق بتاؤ۔ تم لیلیٰ کی موت کی رات کیلاش سے ملے تھے۔ یہ بات تمہیں مہینوں پہلے پولیس کو بتانا چاہئے تھی۔"

سنتوش نے خط پڑھا اور بولا۔ "بے وقوف کہیں کا، سب کچھ لکھ کر دے دیا۔ میں اُسے جتنا بے وقوف سمجھتا تھا، وہ اس سے کہیں زیادہ احمق ثابت ہوا ہے۔"

"اس خط کے مطابق ٹھاکر نے لیلیٰ کو زندگی بچانے کی جدوجہد کرتے سنا اور کیلاش نے تم کو لیلیٰ کی موت کی اطلاع دی۔ تم دونوں میں سے کسی ایک کو یہ خیال نہیں آیا کہ جا کر دیکھ تو لیں۔ ممکن ہے، لیلیٰ کو مدد کی ضرورت ہو۔ ٹھاکر نے اُسے بچانے کی کوشش نہیں کی اور تم نے اُس کی موت کی تصدیق نہیں کی، اس کی لاش پوری رات کنکریٹ کے فرش پر پڑی رہی۔ تم نے پولیس کو مطلع تک نہیں کیا۔" نینا کی آنکھیں اب شعلے اگل رہی تھیں

سنتوش نے کرسی ہٹائی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "بس! میں نے بہت سن لی تمہاری خرافات۔"

"نہیں، ابھی تم نے کچھ بھی نہیں سنا ہے۔ یہ بتاؤ، تم اُس رات لیلیٰ کے اپارٹمنٹ کیوں گئے تھے؟ ٹھاکر کیوں گیا تھا؟ لیلیٰ کو تم دونوں میں سے کسی کی آمد کی توقع نہیں تھی۔"

سنتوش کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا۔ "سنو نینا۔ تمہاری بہن نے وہ فلم چھوڑ کر مجھے تباہ و برباد کر دیا۔ میں اُس سے فیصلے پر نظرِثانی کی التجا کرنے گیا تھا لیکن نیچے سڑک پر مجھے کیلاش مل گیا۔ وہ مجھے دیکھے بغیر نکلا چلا گیا۔ میں اُسے پکارتے ہوئے اُس کے پیچھے بھاگا۔ اُس نے مجھے بتایا کہ لیلیٰ مر چکی ہے۔ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد کون بچتا ہے اور مجھے ٹھاکر کہیں نظر نہیں آیا تھا۔" اُس نے کیلاش کا خط نینا کے سامنے پٹخ دیا۔ "اب تو مطمئن ہو جاؤ۔ کیلاش کو سزا ہو جائے گی۔ یہی چاہتی تھیں نا تم؟"

"سنتوش......... تم ابھی نہیں جاؤ گے۔ ابھی تمہیں بہت سے سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ وہ گمنام خط جو رادھا نے چُرایا۔ تم نے اُسے تلف کیوں کیا؟ وہ خط کیلاش کے دفاع میں کام آ سکتا تھا اور تم تو کیلاش کو بچانے کے لئے جا رہے تھے۔ پھر تم نے وہ خط کیوں جلایا؟"

سنتوش پھر بیٹھ گیا۔ "دیکھو نینا......... میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ میری غلطی تھی لیکن رادھا نے قسم کھائی تھی کہ وہ خط اُس نے نہیں بھیجا اور مجھے یقین ہے، وہ غلط نہیں کہہ رہی تھی۔" اُس نے کہا۔ پھر چند لمحے سوچنے کے بعد بولا۔ "دُکھ ہزار کا اسکرپٹ ٹھاکر ہی نے لکھا تھا۔ تم جانتی ہو کہ لیلیٰ کس طرح اُس کا مذاق اڑاتی تھی۔ وہ اُس پر فوقیت

حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دُکھ ہزار کا اسکرپٹ بھی ایک ایسی ہی کوشش تھا اگر وہ فلم بنتی اور توقع کے مطابق سپر ہٹ ہوتی تو ٹھاکر کملا کا محتاج نہ رہتا۔ ویسے بھی وہ آشرم آشرم کھیل کر عاجز آ چکا تھا۔ وہ بمبئی کی فلم انڈسٹری کا کامیاب ترین مصنف بن سکتا تھا۔ اس طرح اسے لیلیٰ کی قربت بھی ملتی۔ یہ امکان بھی تھا کہ مصنف کی اہمیت کے پیشِ نظر لیلیٰ اسے راز دیتی۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔ اب یہ سوچو کہ کملا اُسے کیسے روک سکتی تھی۔ ایک ہی صورت تھی کہ فلم ناکام ہو جائے۔ اُس کے لئے آسان طریقہ یہ تھا کہ لیلیٰ کو نفسیاتی مریض بنا دیا جائے۔ وہ لیلیٰ کے اندر کے ہر خوف، ہر بے یقینی اور ہر شک سے واقف تھی۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اُس نے گمنام خطوط کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہو۔"

نینا سوچ میں پڑ گئی۔ سنتوش کی بات دل کو لگتی تھی۔ لیلیٰ نے ایک بار کہا تھا.........

"چڑیا، کملا ٹھاکر کو دیوانہ وار چاہتی ہے، کوئی عورت ان دونوں کے درمیان آئی تو بہت بدنصیب عورت ہو گی۔ کملا اُس کا خون پی جائے گی۔"

سنتوش خوش تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اپنی پیٹھ تھپکے۔ اتنی مربوط اور منطقی اعتبار سے مضبوط تقریر اس نے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔

☆======☆======☆

نینا وہاں سے اٹھی اور آشرم کی مرکزی عمارت کی طرف چل دی۔ کملا کے آفس پہنچ کر پتا چلا کہ کملا اور ٹھاکر اسپتال گئے ہیں۔ رُما دیوی کا شوہر بھی وہیں ہے۔ کملا دیوی اور ٹھاکر سُرجیت، رُما دیوی کے لئے بہت دُکھی ہو رہے ہیں۔ نینا نے سوچا، دُکھی تو دونوں لیلیٰ کی موت پر بھی ہوئے تھے۔ اب سوچتی ہوں کہ کملا کے اُس دُکھ میں احساسِ جرم کا کتنا دخل تھا۔ اُس نے ٹھاکر کے نام ایک رقعہ لکھ کر لفافے میں بند کیا اور لفافہ استقبالیہ کلرک کو دیتے ہوئے کہا۔ "ٹھاکر آئیں تو یہ انہیں دے دینا۔"

فوٹو اسٹیٹ مشین کو دیکھ کر اُسے ڈورا یاد آئی۔ کیا یوں تھا کہ ڈورا اُس گمنام خط کی کاپی بنا رہی تھی۔ اچانک دورے کی علامات ظاہر ہوئیں۔ وہ کھلی ہوا کی طلب میں خط کو مشین میں چھوڑ کر باہر لپکی۔ باتھ ہاؤس میں گئی اور دورے کی حالت میں پول میں جا گری۔ صبح کملا نے آ کر فوٹو اسٹیٹ مشین کھلی دیکھی۔ اُس میں سے خط نکالا......... اور جلا دیا۔ یہ عین ممکن تھا۔

وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی اپنے بنگلے کی طرف چل دی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ کبھی معلوم نہیں کر سکے گی کہ گمنام خطوط کس نے لکھے تھے۔ خود کوئی اعتراف کرنے سے رہا۔ اب وہ یہاں کیوں رکی ہوئی ہے؟ سب کچھ ختم ہو چکا۔ اب زندگی کیسے گزرے گی۔ کیلاش نے لکھا تھا.......... اب زندگی کے ایک نئے اور خوش کن باب کا آغاز کرو لیکن کہاں سے شروع کروں؟ کیسے شروع کروں؟

اُس کے سر میں درد شروع ہو گیا۔ آج وہ پھر دوپہر کا کھانا بھول گئی تھی۔ اُس نے سوچا، فون کر کے رما کی طبیعت کا پوچھوں گی اور پھر واپسی کے لئے سامان پیک کرنا شروع کر دوں گی۔ اگر انسان کے پاس جانے کے لئے کوئی جگہ نہ ہو تو کتنا خوفناک لگتا ہے۔ دُنیا میں کسی سے بھی ملنے کو جی نہ چاہے تو زندگی کیسی لگتی ہے۔

اُس نے الماری کھول کر اُس میں سے اپنا سوٹ کیس نکالا.......... اور پھر بُری طرح ٹھٹکی۔ اُسے رُما کا ہیئر کلپ نظر آیا۔ اُس نے ہیئر کلپ اُٹھایا۔ وہ توقع سے زیادہ بھاری تھا۔ اُس نے ہیئر کلپ کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ ہیئر کلپ تو عام سا ہی تھا۔ مگر اُس کا کھٹکا کچھ مختلف تھا۔ پھر غور سے دیکھنے پر اُسے نچلے حصے میں ایک ننھا سا آلہ نصب نظر آیا۔ اُس نے اُسے ٹٹولا۔ کھٹکے کے درمیان میں جو خلا سا تھا، وہ ایک چھوٹا سا مائیکروفون تھا۔

اس دریافت نے اُسے لرزا دیا۔ رما کے بے ضرر، لیکن اکھڑ سوالات.......... بار بار ہیئر کلپ کو ہاتھ لگانا۔ ہے بھگوان.......... وہ لوگوں کی گفتگو ریکارڈ کرتی رہی تھی۔ رما کے بنگلے میں سوٹ کیس میں رکھا جدید طرز کا ٹیپ ریکارڈر.......... کیسٹ.......... نمبر ایک، نمبر دو، نمبر تین.......... اور سادہ کیسٹ۔ اس سے پہلے کہ اُن چیزوں تک کوئی اور پہنچے، اُسے پہنچنا چاہیے۔

رُما کے بنگلے کی چابی سیتا کے پاس تھی۔ نینا نے سیتا سے چابی لے کر بنگلا کھولا۔ سوٹ کیس سے ٹیپ ریکارڈر اور کیسٹ نکال کر اپنے قبضے میں کیے۔ سیتا کچھ متوحش ہو رہی تھی۔ "میں یہ سب کچھ انسپکٹر سلطان کو دوں گی۔ تم بے فکر رہو۔" نینا نے اُسے یقین دلایا۔ "بس میں یہ نہیں چاہتی کہ یہ چیزیں کسی اور کے ہتھے چڑھیں۔"

اپنے بنگلے میں آکر اُس نے سر پر ایئرفون چڑھائے، گود میں نوٹ بک اور قلم رکھا.......... اور کیسٹ سننے میں مصروف ہو گئی۔

☆=========☆=========☆

انسپکٹر سلطان نے ڈورا کی موت کو حادثہ تسلیم نہیں کیا تھا اور اب رما موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا تھی اور وہ یقینی طور پر اقدامِ قتل کا کیس تھا۔ اُس کے چہرے پر خون کی بُوند نے گواہی دے دی تھی کہ اُسے کوئی انجکشن لگایا گیا ہے۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر کی کوششوں کی وجہ سے اُس کی جان بچ گئی تھی۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ مہلک انجکشن کس نے لگایا؟

رما کو اس حال میں دیکھنا انسپکٹر کے لیے ناقابلِ یقین تھا۔ ایسے زندہ دل لوگ تو بیمار بھی نہیں ہوتے۔ وہ تو زندگی سے بھرپور عورت تھی اور اُس کا شوہر رام اوتار بھی ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس وقت وہ اپنی بیوی پر جھکا ہوا سرگوشیاں کر رہا تھا۔ انسپکٹر نے نرمی سے اُس کا کندھا چھوا۔ "مجھے آپ کی پتنی کے اس حال پر افسوس ہے شری رام اوتار۔ میں بمبئی اسپیشل پولیس کا انسپکٹر سلطان ہوں۔"

رام اوتار نے پلٹ کر اُسے دیکھا اور بولا "میں جانتا ہوں کہ ڈاکٹروں کا کیا خیال ہے۔ مگر میں آپ کو بتا دوں۔ رما بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ ہرگز گوارا نہیں کرے گی کہ میں لاٹری میں ملنے والی دولت کسی اور حسینہ پر اُڑاؤں۔ ہے نا؟" وہ پھر رما پر جھک گیا۔ "تم ایسا کبھی نہیں ہونے دوگی۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔" اُس کے آنسو رخساروں پر بہہ آئے۔

"شری رام اوتار.......... چند منٹ مجھے دے دیں۔ مجھے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں آپ سے۔"

☆======☆======☆

وہ اپنے پتی کی باتیں سُن رہی تھی لیکن کمزوری موت جیسی تھی۔ وہ خود کو اتنا تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی کہ انگلی بھی نہیں ہلا سکتی تھی لیکن وہ اسے کچھ بتانا چاہتی تھی۔ اب ہر چیز واضح ہو گئی تھی۔ وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی کہ ہوا کیا ہے۔ بس اُسے کسی طرح بولنا تھا.......... زبان کھولنا تھی۔ اُس نے انگلی کو جنبش دینے کی کوشش کی۔ مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ رام اوتار اُس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا.......... اور وہ انگلی کی خفیف سی جنبش پر بھی قادر نہیں تھی۔ رام اوتار اُسے سیاحت کا پروگرام بتا رہا تھا۔ کیا کیا کریں

گے۔ کہاں کہاں جائیں گے۔ بس وہ اچھی ہو جائے۔ اُسے غصہ آنے لگا۔ جی چاہا چیخ کر کہے۔ بک بک بند کرو اور میری بات غور سے سُنو........ پلیز،لیکن چیخنا تو دور کی بات‘اُس کے اختیار میں تو سرگوشی بھی نہیں تھی۔

☆======☆======

کوریڈور میں رام او تار سے جو گفتگو ہوئی‘ وہ انسپکٹر سلطان کے لیے بے حد غیر تسلی بخش تھی۔ رما کبھی بیمار نہیں ہوئی تھی۔ اُس نے کبھی اسپرو تک نہیں کھائی تھی۔ انسپکٹر اُس دُکھی شخص سے کوئی دل آزار سوال کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ لہٰذا منشیات کے بارے میں پوچھنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

”یہاں آنے کی تو رما کو کب سے آرزو تھی۔“ رام او تار کہہ رہا تھا ”وہ انڈین ٹائمز کے لیے ایک فیچر لکھ رہی تھی۔ جب اخبار والوں نے اُسے بتایا کہ کس طرح لوگوں کے علم میں لائے بغیر اُن کی گفتگو ریکارڈ کی جاسکتی ہے تو آپ اُس کا بچّوں کی طرح خوش ہونا دیکھتے۔ وہ........“

”وہ کوئی فیچر لکھ رہی تھیں! لوگوں کی گفتگو ریکارڈ کرتی تھیں؟“ انسپکٹر نے استعجابیہ لہجے میں کہا۔

اِسی وقت ایک نرس آئی سی یو سے لپکتی ہوئی نکلی۔ ”رام جی........ جلدی سے آیئے۔ وہ کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ آپ اُن سے بات کریں۔“

انسپکٹر بھی نرس اور رام او تار کے پیچھے پیچھے لپکا۔ رما پورا زور لگا کر ہونٹ ہلا رہی تھی۔ ”آو........ آو........ آوا........ آوا........“

رام او تار نے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ ”میں یہاں موجود ہوں رما........ میں یہاں ہوں۔“

لیکن اتنی ہی کوشش نے رما کو نڈھال کر دیا تھا۔ پھر بھی وہ زور لگاتی رہی۔ بالآخر لفظ مکمل ہو گیا۔ اُس نے لفظ مکمل کر ہی دیا۔ ”آواز........“ اُس نے بالکل صاف کہا تھا۔

☆======☆======

شام کے سائے دراز ہو رہے تھے۔ نینا کو وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔ وہ کیسٹ سُن رہی تھی۔ کئی بار اُس نے گفتگو کا کوئی خاص ٹکڑا سننے کے لیے کیسٹ کو ری وائنڈ

کیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اہم نکات کاغذ پر نوٹ بھی کر رہی تھی۔ وہ رما کی ذہانت کو داد دے رہی تھی۔ احمقانہ سوالات دراصل بے حد ذہانت سے کیے گئے تھے۔ نینا کو وہ وقت یاد آگیا‘ جب وہ رانی صاحبہ کی میز پر تھی اور سوچ رہی تھی‘ کاش‘ میں کسی طرح کملا کی میز پر ہونے والی گفتگو سُن سکتی اور اب اُس کی یہ خواہش پوری ہو گئی تھی۔ کہیں کہیں آواز بہت مدھم تھی لیکن لہجے بھی تو بہت کچھ بتا دیتے ہیں۔

اُس نے اپنے نکات مرتب کرنا شروع کر دیئے۔ اُس نے کملا کی میز پر موجود ہر شخص کے لیے ایک ایک صفحہ مخصوص کر دیا۔ پھر ہر ایک کے مکالمے الگ الگ کر کے لکھنے لگی۔ اُس کے ساتھ ریمارکس بھی تھے۔ باتیں سُن کر جو سوالات اُس کے ذہن میں اُبھرے تھے‘ وہ بھی لکھ لیے۔ تیسری کیسٹ سننے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اُسے اُلجھے ہوئے بے ترتیب جملے ملے ہیں۔

لیلیٰ دیدی........ کاش‘ اُس وقت تم میرے ساتھ ہوتیں۔ تم لوگوں کو خوب سمجھتی تھیں۔ اندر بھی جھانک لیتی تھیں۔ اب کوئی چیز میری نظروں میں آنے سے رہ گئی ہے۔ میں کیسے ڈھونڈوں۔‘

پھر اُسے ایسا لگا‘ جیسے اُس نے لیلیٰ کی آواز سُنی ہو۔ چڑیا........ بھگوان کے لیے‘ آنکھیں کھول کر کام کرو‘ وہ کہہ رہی تھی۔ لوگوں کو اُس رنگ میں مت دیکھو‘ جس رنگ میں تم دیکھنا چاہتی ہو۔ اُن کا اصل رنگ کھوجو۔ باتیں غور سے سُنو۔ اپنے انداز میں سوچو۔ اتنا کچھ تو میں نے تمہیں سکھا دیا تھا۔

وہ آخری کیسٹ ریکارڈر میں لگا رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔ ”تم میرے لیے رقعہ چھوڑ کر گئی تھیں؟“ ٹھاکر کہہ رہا تھا۔

”ہاں ٹھاکر جی۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ لیلیٰ کے قتل کی رات آپ اُس کے اپارٹمنٹ میں کیوں گئے تھے؟“

دوسری طرف سے گہری سانس کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر ٹھاکر نے کہا۔ ”یہ باتیں فون پر نہیں ہو سکتیں۔ میں تمہاری طرف آجاؤں؟“

”ضرور۔“ نینا نے کہا۔ پھر اُس نے ریکارڈر‘ کیسٹ‘ ہیئر کلپ اور اپنے نوٹس الماری میں چھپا دیئے۔ کچھ دیر بعد ٹھاکر اُس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اُس کے کندھے جھکے

ہوئے تھے۔ آواز میں بھی لرزش تھی۔ "وہ اسکرپٹ میرا تھا نینا۔ اور میں نے سرمایہ بھی لگایا تھا۔ میں لیلیٰ کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ فلم نہ چھوڑے۔"

"اور آپ نے کملا دیدی کا بمبئی والا ریزرو اکاؤنٹ صاف کر دیا تھا؟"

"ہاں' اب یہ بات کملا کو بھی معلوم ہو گئی ہے۔"

"ممکن ہے' بہت پہلے سے معلوم ہو۔ ممکن ہے' گمنام خطوط انہوں نے بھیجے ہوں تاکہ لیلیٰ دیدی کی پرفارمنس متاثر ہو جائے۔ وہ لیلیٰ دیدی کو اندر تک جانتی تھیں۔"

ٹھاکر کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "یہ ممکن ہے۔ کملا ایسا کر سکتی ہے۔ ممکن ہے' اُسے علم ہو کہ ریزرو اکاؤنٹ لٹ چکا ہے اور وہ مجھے سزا دے رہی ہو۔"

"اب یہ بتائیں' آپ نے لیلیٰ کو کیلاش کے مقابلے میں مزاحمت کرتے سُنا تھا؟" نینا نے پوچھا۔ ٹھاکر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ اُس وقت کہاں تھے؟ کتنی دیر رہے اور آپ نے کیا سُنا؟"

ٹھاکر نے بتانا شروع کیا اور نینا نوٹس لیتی رہی۔ لیلیٰ زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی...... اور ٹھاکر نے اُس کی مدد کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ ٹھاکر خاموش ہوا تو اُس کی پیشانی پسینے میں شرابور ہو رہی تھی۔ نینا کو اُس سے گھِن آنے لگی۔ "اگر تم اُس وقت اندر چلے گئے ہوتے تو آج لیلیٰ دیدی زندہ ہوتی۔ کیلاش بھی سزا کا منتظر نہ ہوتا لیکن تم بزدل بھگوڑے تھے کاٹھ کے سپاہی۔ تمہیں صرف اپنی فکر تھی۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔ جو کچھ ہوا' چند لمحوں میں ہوا۔" ٹھاکر نے کہا۔ "اور سُنو۔ انسپکٹر نجم نے کیلاش کا اعترافِ جرم قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ رحم کی کوئی اپیل کارگر نہیں ہو گی۔ ایک نیا عینی شاہد سامنے آیا ہے' جس نے کیلاش کو لیلیٰ کو ریلنگ سے پرے دھکیل کر گراتے دیکھا تھا۔ انسپکٹر نجم' کیلاش کو عمر قید کرا کے چھوڑے گا۔"

گویا لیلیٰ جدوجہد کے دوران نہیں گری تھی۔ کیلاش نے اسے پکڑ کر دیدہ و دانستہ ریلنگ سے پرے خلاؤں میں دھکیلا تھا۔ نینا کے ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ "مجھے عمر قید کی سزا پر خوشی ہو گی......" اس نے سوچا۔ "مجھے خوشی ہے کہ مجھے اُس کے خلاف گواہی دینے کا موقع ملے گا۔"

وہ اب تنہائی کی خواہاں تھی مگر ٹھاکر سے ایک سوال اور کرنا تھا۔ "تم نے اُس رات

سنتوش کو لیلیٰ کے اپارٹمنٹ کے قریب کہیں دیکھا تھا؟"

ٹھاکر کی آنکھوں میں تعجب سا چمکا۔ "نہیں' ہرگز نہیں۔" اُس کے لہجے میں سچائی تھی۔ "کیا وہ وہاں موجود تھا؟"

☆======☆======

نینا نے اسپتال فون کیا۔ وہ انسپکٹر سلطان سے بات کرنا چاہتی تھی۔ مگر وہ وہاں موجود نہیں تھا۔ اُس نے انسپکٹر کے لئے پیغام چھوڑا کہ وہ آتے ہی اُسے فون کر لے۔ وہ رما کا ریکارڈر اور ریکارڈنگ اُسے سونپنا چاہتی تھی۔ اب اُسے اس پر تعجب بھی نہیں تھا کہ لوگ رما کے اُن تھک سوالوں کی وجہ سے اُس سے اتنا چڑتے تھے۔ سب کے پاس چھپانے کو کچھ نہ کچھ موجود تھا۔

وہ ہیئر کلپ' ریکارڈر اور دیگر چیزیں سوٹ کیس میں رکھ ہی رہی تھی کہ اُسے خیال آیا' اُس نے آخری کیسٹ نہیں سُنی۔ پھر اُسے خیال آیا کہ رما کلینک میں بھی وہ ہیئر کلپ لگائے ہوئے تھی۔ اُس نے آخری کیسٹ نکالی۔ کاش' کلینک میں بھی رما نے مائیکروفون آن رکھا ہو۔

اور کیسٹ سُن کر ثابت ہو گیا کہ مائیکروفون آن رہا تھا۔ پہلے نرس سے رُما کی گفتگو سنائی دی۔ نرس ویلیم کے ڈوز کے بارے میں بتاتے ہوئے رما کو تسلی دے رہی تھی۔ پھر دروازے کی کلک اور رُما کی ہموار سانسیں سُنائی دیں۔ اُس کے بعد دروازہ دوبارہ کھلنے کی آواز...... اور پھر ٹھاکر کی بھنچی بھنچی' دور سے آتی ہوئی آواز...... رما دیوی' آپ میری آوازیں سُن رہی ہیں نا؟ پھر رما کا اثباتی جواب...... پھر ٹھاکر کا سرگوشی میں جملہ...... خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو بس ایسا لگے گا جیسے مچھر نے کاٹ لیا ہے۔ پھر رما کی اکھڑتی سانسیں...... لگ رہا تھا اُسے سانس لینا دوبھر ہو رہا ہے۔ اُس کی لایعنی آواز' جیسے اُس نے مدد کے لئے چیخنے کی ناکام کوشش کی ہو۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز...... اور نرس کی چہکار...... رما دیوی' ہم آ گئے۔ آپ کے بیوٹی ٹریٹ منٹ کی تیاریاں مکمل ہیں...... اور اُس کے بعد افراتفری...... ٹھاکر کی ہدایات......

ٹھاکر نے رما کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ جو کچھ بھی اُس نے انجکشن دیا' وہ رما کو مارنے کے لئے تھا اور اُس کے پاس قتل کا محرک بھی تھا۔ رما ہر وقت وہ جملہ دہراتی رہتی

تھی۔۔۔۔ بادلوں کے دوش پر تیرتی ہوئی تتلی .... اور ٹھاکر کو ڈر تھا کہ کسی نہ کسی دن بھانڈا پھوٹ جائے گا کہ دُکھ ہزار کا اسکرپٹ اُس نے لکھا ہے........ اور فلم میں سرمایہ بھی لگایا ہے۔ بلکہ رما نے تو یہاں تک کہا تھا کہ ٹھاکر جی کو تو مصنف ہونا چاہیئے۔

اُس نے آخری کیسٹ کو کئی بار سُنا۔ کوئی ایسی بات تھی جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اُس نے اپنے نوٹس چیک کئے۔ اُسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کس چیز کو تلاش کر رہی ہے۔ پھر اُس نے وہ نوٹس پڑھے' جو اُس نے ٹھاکر کے لیلیٰ کی موت کے متعلق بیان سے تیار کئے تھے۔ اُس نے ایک ایک جملہ ٹٹولا۔ پھر اُس کی نظریں ایک جملے پر جم گئیں۔ اُس نے سوچا' یہ تو غلط ہے........ بشرطیکہ........

اب اُس نے رما کے کیسٹ والے نوٹس چیک کئے۔ بالآخر اُسے نکتہ مل ہی گیا۔ بات تو ابتداء ہی سے سامنے کی تھی اور اسے احساس بھی نہیں تھا کہ وہ حقیقت سے کس قدر قریب ہے اور یہ بات وہ بھی جانتا ہو گا۔ یہ سوچ کر اُس پر لرزہ چڑھ گیا۔ وہ کتنی معصومیت سے اُس سے بے ضرر سوالات کرتا رہا تھا اور وہ الجھے الجھے جواب دیتی رہی تھی۔ وہ جواب اُسے اپنے لئے دھمکی معلوم ہوتے ہوں گے۔

نینا کا ہاتھ فون کی طرف لپکا۔ وہ انسپکٹر سلطان کو فون کرنا چاہتی تھی لیکن اُس نے فوراً ہی ہاتھ کھینچ لیا۔ سوال یہ تھا کہ وہ اُسے بتائے گی کیا؟ ثبوت تو کوئی ہے نہیں کبھی ملے گا بھی نہیں۔ ثبوت حاصل کرنے کے لئے تو اُس پر دباؤ ڈالنا پڑے گا اور دباؤ ڈالنے میں اُس کی اپنی زندگی خطرے پڑ سکتی تھی۔

======☆======☆

انسپکٹر سلطان ایک گھنٹے سے اس اُمید پر رما کے سرہانے بیٹھا تھا کہ شاید اُس کے منہ سے کچھ نکلے۔ پھر اُس نے رام اوتار کے کندھے کو چھوتے ہوئے کہا۔ ”میں ابھی آتا ہوں۔“ آئی سی یو سے نکل کر وہ ڈاکٹر فیروز کے کمرے میں گیا۔ ”میرے لئے کوئی نئی اطلاع؟“ اُس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔

”کوئی نہیں“ ڈاکٹر کے لہجے میں برہمی تھی۔ ”میں بالکل اندھیرے میں ہوں۔ مجھے یہ تک نہیں معلوم کہ اُسے انجکشن کس چیز کا دیا گیا ہے۔ میں صرف اندازہ لگا سکتا ہوں کہ اسے انسولین کا انجکشن دیا گیا ہے کیونکہ اس کے خون میں شوگر کی مقدار خطرناک حد

تک کم ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر ٹھاکر کہتا ہے کہ اُس نے رما کو انجکشن دیا ہی نہیں........ خاص طور سے چہرے پر۔“

”رما دیوی کے بچنے کی اُمید ہے؟“ انسپکٹر نے پوچھا۔

”میں کہہ نہیں سکتا۔ ابھی یہ یقین نہیں کہ اُس کے دماغ کو نقصان پہنچا ہے اور قوتِ ارادی کے زور پر وہ واپس بھی آ سکتی ہے۔ اُس کا شوہر سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔ وہ اُس سے جو باتیں کر رہا ہے۔ وہ تو مُردے میں بھی جان ڈال دیں۔ اگر اُس کی سماعت کام کر رہی ہے تو وہ زندہ رہنے کے لیے پورا زور لگا دے گی۔“

”اقدامِ قتل کا کیس بنتا ہے؟“

”ثابت نہیں کیا جا سکتا۔“

”رما دیوی نے بہت کوشش کے بعد اب تک صرف ایک لفظ ادا کیا ہے........ ”آواز“ کیا خیال ہے' اس حال میں کوئی مریض ہوش مندی کے ساتھ کچھ بتانے کی کوشش کر سکتا ہے؟“

”یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ کوما بہت ڈیپ ہے' لیکن اس کنڈیشن میں بھی مریض کام کی باتیں بتاتے رہے ہیں۔“

انسپکٹر سلطان باہر آ گیا۔ کوریڈور میں اُس نے رام اوتار سے گفتگو کی۔ اُس سے پتا چلا کہ رُما انڈین ٹائمز کے لیے آرٹیکل لکھ رہی تھی۔ ایڈیٹر نے اسے آشرم میں موجود بڑے لوگوں کی اندر کی گفتگو ریکارڈ کر کے اُس سے فائدہ اٹھانے کو کہا تھا۔ یہ سن کر انسپکٹر کو یاد آیا کہ رما کثرت سے سوال کرتی تھی۔ ممکن ہے' اُسے کوئی خطرناک بات معلوم ہو گئی ہو........ اور اسی لیے اُسے قتل کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور اسی لیے اُس کے سامان میں وہ جدید اور بیش قیمت ریکارڈر موجود تھا۔

اُسی وقت اسپتال کے استقبالیہ کلرک نے اُسے نینا کی کال کے بارے میں بتایا۔

======☆======☆

کھڑکی سے اُس نے نینا کو فون پر محوِ گفتگو دیکھا۔ اُس نے نینا کے ریسیور رکھنے کے بعد دروازے پر دستک دی۔ تیس سیکنڈ کے اس عرصے میں اُسے نینا کو غور سے دیکھنے کا موقع مِلا تھا۔ غروب ہوتے ہوئے سورج کی روشنی میں وہ کسی خُوب صورت مجسّمے کی طرح

لگ رہی تھی۔ اُس نے سوچا' میں سنگ تراش ہوتا تو نینا کو اپنا ماڈل ضرور بناتا۔ اُس کے حُسن میں حُسن سے ماورا ہی کوئی چیز تھی۔

نینا نے ٹیپ ریکارڈر' ہیئر کلپ اور کیسٹ اُسے دیئے اور اپنے تیار کیے ہوئے نوٹس کی طرف اشارہ کیا۔ "مہربانی کرکے یہ تمام کیسٹ بڑی توجہ سے سنیئے گا۔ یہ آخری کیسٹ سُن کر آپ کو شاک لگے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ بھی وہ بات پکڑتے ہیں یا نہیں' جو مَیں نے پکڑی ہے۔"

"نینا......... بات کیا ہے؟ تم کیا کرنے والی ہو؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"وہی جو مجھے کرنا چاہئے۔ جو صرف مَیں کر سکتی ہوں۔"

انسپکٹر بہت کوشش کے باوجود اُس سے ایک لفظ بھی نہ اگلوا سکا۔ پھر اُس نے کہا۔

"رما دیوی نے اب تک صرف ایک لفظ ادا کیا ہے......... آواز۔ کیا تم اس کی اہمیت سے واقف ہو؟"

نینا کے ہونٹوں پر پُراسرار مسکراہٹ اُبھری۔ "آواز ہی کی تو اہمیت ہے۔ آپ کیسٹ سنیں گے تو معلوم ہو جائے گا۔"

☆========☆========☆

کیلاش سہ پہر کو آشرم سے نکلا تھا اور پانچ بجے تک واپس نہیں آیا تھا۔ شیکھر بمبئی واپس جانے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ "ہم یہاں کیلاش کے دفاع کے لئے تیاری کرنے آئے تھے۔" وہ بار بار یہی کہہ رہا تھا۔ "اب صرف پانچ دن رہ گئے ہیں اگر وہ مجھ سے بات ہی نہیں کرے گا تو میرے یہاں بیٹھنے سے اُسے کوئی فائدہ تو نہیں پہنچ سکتا۔"

فون کی گھنٹی بجی سنجے نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ "اوہ نینا کیسی خوشگوار حیرت ہو رہی ہے تمہاری آواز سُن کر........." اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہاں' یہ درست ہے۔ میرا خیال ہے' ہم انسپکٹر نجم کو کم سے کم سزا کے سلسلے میں رضامند کر سکتے ہیں۔ نہیں' ابھی ہم نے ڈنر کے بارے میں طے نہیں کیا ہے لیکن تم ساتھ دو گی تو ہمیں خوشی ہو گی......... نہیں......... معلوم نہیں۔ اب تو یہ بات دلچسپ بھی نہیں لگتی۔ کیلاش بھی چڑتا ہے اس سے' ٹھیک ہے' تو ڈنر پر ملاقات ہو گی۔"

☆======☆======☆

انسپکٹر سلطان کا ایک مکان رتنا گری میں بھی تھا۔ اس نے مکان کھولا۔ تمام کھڑکیاں کھولیں۔ سمندر کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی لیکن انسپکٹر اس وقت محظوظ ہونے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اسے بار بار یہ خیال ستا رہا تھا کہ نینا کوئی خطرناک قدم اٹھانے والی ہے لیکن وہ اس کی نوعیت سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

سمندر کی طرف سے ہلکی سی دھند اٹھنی شروع ہوئی۔ وہ جانتا تھا کہ صبح تک وہ دبیز ہو جائے گی۔ انسپکٹر جب بھی رتنا گری آتا تھا' مرحومہ سلمٰی اسے شدت سے یاد آتی تھی۔ چھ سال پہلے کے وہ دن یاد آتے تھے' جب وہ زندہ تھی' وہ اپنے کیسوں کے متعلق اسے بتاتا' اس سے مشورے لیتا تھا۔ آج بھی وہ اُس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا ڈورا کی موت اور رُما کے کوما میں کوئی تعلق' کوئی ربط ہے؟ اور کیا لیلٰی کی موت سے ان دونوں کا کوئی تعلق ہے؟ اور آخری سوال یہ سلمٰی' نینا کیا کرنے والی ہے؟

اُس نے نہا کر کپڑے بدلے اپنے لیے چائے بنائی اور چھوٹے کمرے بیٹھ کر رُما کا ریکارڈر آن کیا اور کیسٹ نمبر ایک سننے لگا۔ اُس نے پونے پانچ بجے کیسٹ سننا شروع کیا تھا۔ چھ بجے تک نینا کی طرح وہ بھی اپنے نوٹس سے کئی صفحے بھر چکا تھا۔ پونے سات بجے اُس نے رُما پر قاتلانہ حملے والی آخری کیسٹ سنی۔ "مردود ٹھاکر" وہ بڑبڑایا۔ "اُس نے ہی رُما کو کوئی مہلک انجکشن لگایا ہے۔ چپکے سے مہلک انجکشن لگا کر وہ باہر نکلا ہو گا اور پھر نرس کے ساتھ دوبارہ آیا ہو گا ڈراما کرنے۔"

اُس نے آخری کیسٹ کو مزید دوبارہ سُنا۔ بالآخر اُسے احساس ہو گیا کہ نینا اُسے کیا سنوانا چاہ رہی تھی۔ پہلی بار جو ٹھاکر کی آواز سنائی دی تھی' وہ کچھ عجیب سی تھی جبکہ بعد میں نرس کے ساتھ آنے والے ٹھاکر کی آواز واضح طور پر ٹھاکر کی تھی۔

انسپکٹر نے اسپتال فون کر کے ڈاکٹر سے پوچھا۔ "تمہارے خیال میں ایسا انجکشن' جو آدمی کا خون بھی کھینچ لائے' کوئی ڈاکٹر لگا سکتا ہے؟"

"ہاں' میں نے بارہا دیکھا ہے۔ ویسے بھی اگر رما کو انجکشن دینے والا اُسے ضرر پہنچانا چاہتا تھا تو وہ لازمی طور پر نروس بھی ہو گا۔" جواب مِلا۔

انسپکٹر شام کی چائے گرم کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ انسپکٹر نے دروازہ کھولا۔ کیلاش اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے' بال چپکے ہوئے اور

چہرہ گرد سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس کے بازوؤں اور ٹانگوں پر کھرونچے تھے۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا اندر آیا۔ انسپکٹر سہارا نہ دیتا تو وہ گر ہی جاتا۔

”مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے انسپکٹر! کوئی تو ہو جو میری مدد کرے، مجھے پھانسا گیا ہے۔ بھگوان کی قسم، مجھے پھانسا گیا ہے۔ میں نے گھنٹوں کوشش کی اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا۔ میں ایسا کر ہی نہیں سکتا تھا، میں کر ہی نہیں سکا“ کیلاش کا لہجہ ہذیانی تھا۔

”آرام سے بیٹھئے.......... آرام سے۔“ انسپکٹر نے کیلاش کو چائے لا کر دی۔ چائے کے چند گھونٹ پینے کے بعد کیلاش کی حالت قدرے بہتر ہوئی۔ اُس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا، جیسے اذیت کا تاثر مٹانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اُس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔ اس وقت وہ بہت کم عمر لگ رہا تھا۔ انسپکٹر کو اس کا وہ چہرہ یاد آگیا جب وہ نو سال کا تھا۔

”تم نے کھانا بھی کھایا تھا کہ نہیں؟“ انسپکٹر نے پوچھا۔

”یاد تو نہیں آتا۔“

”تو یہ چائے پیو، میں تمہارے کھانے کا سامان کرتا ہوں۔“

انسپکٹر قریب والے ریسٹورنٹ سے سینڈوچ لے کر آیا تو کیلاش چائے ختم کر چکا تھا۔ انسپکٹر نے پلیٹ میں سینڈوچ رکھ کر اس کے سامنے کر دیئے۔ ”اب مجھے شروع سے بتاؤ سب کچھ۔“

”مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہو رہا ہے۔ بس میں اتنا جانتا ہوں کہ جس طرح بتایا جا رہا ہے، میں نے اُس طرح لیلیٰ کو ہرگز قتل نہیں کیا۔ ہزار گواہ سامنے آجائیں تب بھی وہ مجھے یقین نہیں دلا سکتے۔ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔“ وہ آگے کو جھک آیا۔ اُس کی نگاہوں میں التجا تھی۔

”انسپکٹر صاحب! آپ کو یاد ہے میری ماتا جی کو بلندی سے کتنا خوف آتا تھا؟“

”ہاں، اُس خوف کی معقول وجہ بھی تھی۔ تمہارے باپ نے..........“

”پِتا جی کو اس لئے اور نفرت ہوئی کہ مجھ میں بھی وہی خوف اُبھر رہا تھا۔“ کیلاش نے اس کی بات کاٹ دی۔ ”میں آٹھ سال کا تھا۔ ایک دن پتا جی نے ماتا جی کو چھت پر چڑھا دیا اور انھیں نیچے دیکھنے پر مجبور کیا۔ ماتا جی میرا ہاتھ پکڑ کر زینے کی طرف بڑھیں۔ پتا

جی نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انھیں گگر پر چڑھا دیا۔ ماتا جی چیخ رہی تھیں۔ التجا کر رہی تھیں۔ میں پِتا جی کو نوچ کھسوٹ رہا تھا۔ پتا جی نے اُس وقت تک انھیں نیچے نہیں اُتارا، جب تک وہ بے ہوش نہ ہو گئیں۔ پتا جی انھیں پکڑے ہوئے نہ ہوتے تو وہ گر چکی ہوتیں۔ پھر انہوں نے ماتا جی کو نیچے پٹخا اور مجھ سے بولے، اگر میں نے آئندہ تمہیں بلندی سے ڈرتے دیکھا تو تمہارے ساتھ بھی یہی کروں گا“ کیلاش کی آواز بکھرنے لگی۔ ”اور اب نیا عینی شاہد کہتا ہے کہ میں نے لیلیٰ کو دیدہ و دانستہ ریلنگ سے پرے دھکیلا، اُسے گرا دیا۔ آج میں نے چھوٹے پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن میں چھجے پر قدم بھی نہ رکھ سکا۔ میں خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔“

”دیکھو، ذہنی پریشانی کے عالم میں آدمی کچھ بھی کر سکتا ہے۔“ انسپکٹر نے دلیل دی۔

”نہیں، نہیں۔ اگر مجھے لیلیٰ کو قتل کرنا ہوتا تو میں کوئی اور طریقہ اختیار کرتا۔“ کیلاش نے چیخ کر کہا۔ ”نشے میں ہوں یا ہوش میں.......... میں ریلنگ کے اتنا قریب نہیں جا سکتا۔ سنتوش قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے اُسے بتایا، لیلیٰ کو میرے پتا جی نے ٹیرس سے دھکا دیا ہے۔ ممکن ہے، وہ جھوٹ بول رہا ہو۔ ممکن ہے، اُسے پتا جی اور ماتا جی کے متعلق علم ہو۔ انکل..!.......... مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اُس رات کیا ہوا تھا؟“

انسپکٹر نے ہمدردانہ نگاہوں سے اُسے دیکھا۔ وہ بے چارہ پورا دن مارا مارا پھرتا رہا تھا۔ اپنے باطن کو ٹٹول رہا تھا.......... سچ کی جستجو میں.......... پہاڑی چھجے پر چڑھنے کی ناکام کوشش کرتا رہا تھا۔ ”جب لیلیٰ کے قتل کی تفتیش شروع ہوئی تو تم نے یہ بات بتائی تھی؟“

”نہیں، کون یقین کرتا میری بات پر۔ میں بلند و بالا عمارتیں، ہوٹل تعمیر کرتا ہوں جن میں ٹیرسیں ہوتی ہیں لیکن میں خود کبھی ٹیرس پر نہیں گیا۔“ اب کیلاش کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور شاید اُسے احساس بھی نہیں تھا۔ انسپکٹر اُسے ترحم آمیز نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ وہ بے چارہ ہر چیز سے بے نیاز اپنی ہی دنیا میں تھا، جہاں اُس کے خلاف گواہیاں تھیں۔ اُسے عمر قید ہو سکتی تھی اور وہ اپنے خوف کے زنداں میں اسیر تھا۔

انسپکٹر نے فیصلہ کیا کہ کیلاش ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اُسے اُسی رات میں واپس جانا تھا۔

”تم سوڈیم پنٹو تھل لینے کے لیے تیار ہو، سچ بولنے والی دوا یا ٹرانس کے ذریعے اُس رات

تک پہنچو گے؟"

"کچھ بھی ہو۔ مجھے اس رات کی حقیقت جاننا ہے۔ مجھے کسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

انسپکٹر نے اسپتال کا نمبر ملایا اور ڈاکٹر فیروز سے کہا۔ "ابھی گھر نہ جانا۔ میں ایک ایمرجنسی کیس لے کر آرہا ہوں۔"

☆========☆========☆

سنجے اور شیکھر مرکزی عمارت کی طرف جارہے تھے۔ "میں تمہیں بتادوں۔ نینا نے بلاوجہ ڈنر کی دعوت قبول نہیں کی ہے۔ وہ ضرور کسی چکر میں ہے۔ انسپکٹر نجم کو پتہ چل گیا تو اسے دل کا دورہ پڑ جائے گا۔"

"اب نینا استغاثے کی اہم ترین گواہ تو نہیں رہی۔" سنجے نے کہا۔

"نہیں، اب بھی اہم ترین گواہ نینا ہی ہے۔ عینی شاہدوں میں سے ایک نفسیاتی مریض ہے اور دوسرا ایک چور۔ گواہوں کے کٹہرے میں اُن کے تو میں ٹکڑے اُڑادوں گا۔"

سنجے رُک گیا۔ اُس نے شیکھر کا ہاتھ تھام لیا۔ "تمہارا مطلب ہے، ابھی کیلاش کی بچت کا امکان ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ وہ مجرم ہے اور جھوٹا بھی نہیں کہ جھوٹ سے ہی کام چل جائے۔" شیکھر نے جواب دیا۔

وہ ڈائننگ ہال میں پہنچے۔ کملا، ٹھاکر، سنتوش، رادھا اور نینا پہلے ہی موجود تھے۔ نینا بہت مطمئن اور پُرسکون دکھائی دے رہی تھی۔ کملا کی بجائے میزبانی کی ذمے داری بھی اس نے ہی قبول کرلی تھی۔ اُس کے دونوں طرف کی کرسیاں خالی تھیں۔ اُس نے کھڑے ہو کر اس کا خیرمقدم کیا۔ "میں نے یہ دونوں کُرسیاں خاص طور پر آپ دونوں کے لیے بچائی ہیں۔" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈنر کے دوران نینا ہی چھائی رہی۔ گفتگو کا سارا بوجھ اُس نے ہی اٹھایا ہوا تھا۔ وہ آشرم میں گزرے ہوئے ان دنوں کی باتیں کرتی رہی، جب وہ سب لیلیٰ کے ساتھ اکٹھے ہوتے تھے۔

سویٹ ڈش بھی سرو کر دی گئی۔ اب شیکھر ضبط نہ کرسکا۔ "مس نینا! تم کس قسم کا کھیل کھیل رہی ہو، مجھے نہیں پتا، مگر میں کھیل کے ضابطے سمجھے بغیر کھیل میں شامل نہیں ہو سکتا۔" اُس نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ آج میں جو آپ لوگوں کے ساتھ ہوں تو اس کی ایک خاص وجہ ہے۔" نینا بولی۔ "میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اب میں کیلاش کو اپنی بہن کا قاتل نہیں سمجھتی۔"

وہ سب کے سب منہ کھولے، حیرت سے اسے دیکھتے رہے۔

"میں تفصیل سے بتاتی ہوں۔ کسی نے گمنام خط بھیج کر لیلیٰ دیدی کو دانستہ ذہنی طور پر تباہ کرنے کی کوشش کی اور وہ تم بھی ہو سکتی ہو اور تم بھی۔" اس نے کملا اور رادھا کی طرف اشارہ کیا۔

"میرے معاملے میں تو تم غلطی پر ہو۔" کملا نے بے حد خراب لہجے میں کہا۔

"اور میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم خطوط کا تجزیہ شوق سے کرالو۔" رادھا غرائی۔

"وہ تو میں ضرور کراؤں گی۔" نینا نے کہا اور شیکھر کی طرف مڑی۔ "آپ کو معلوم ہے، لیلیٰ کے قتل کی رات سنتوش اور ٹھاکر دونوں کسی نہ کسی طور وہاں موجود تھے۔"

شیکھر کو متعجب دیکھ کر وہ مسکرائی۔ "معاملات جیسے نظر آتے ہیں، ویسے ہیں نہیں۔ فلم 'دکھ ہزار' میں سنتوش نے بھی سرمایہ لگایا تھا اور ٹھاکر جی نے بھی۔ سنتوش کو معلوم تھا کہ فلم کی کہانی ٹھاکر جی نے لکھی ہے۔ یہ دونوں لیلیٰ سے التجا کرنے گئے تھے کہ وہ فلم نہ چھوڑے۔ پھر کوئی گڑبڑ ہوئی اور لیلیٰ دیدی مرگئیں۔ اگر وہ عورت راگنی اس بیان کے ساتھ سامنے نہ آتی کہ اس نے لیلیٰ دیدی کو کیلاش کے ساتھ جدوجہد کرتے دیکھا ہے تو اسے حادثہ سمجھ لیا جاتا۔ پھر میری گواہی نے کہ میں نے ساڑھے نو بجے لیلیٰ دیدی کو فون کیا تو مجھے کیلاش کی آواز سنائی دی تھی، کیلاش کی تقدیر پر مُہر لگادی۔ کیلاش کو دیدی کے اپارٹمنٹ میں دوبارہ جانا یاد ہی نہیں۔ اب فرض کرلیں کہ وہ گیا بھی لیکن فوراً ہی رخصت بھی ہو گیا۔ فرض کرلیں کہ لیلیٰ دیدی آپ ہی میں سے کسی سے جدوجہد کر رہی تھی۔ ٹھاکر جی، سنتوش، کیلاش اور سنجے، سب ایک قدوقامت کے ہیں۔ راگنی دھوکا کھاسکتی تھی۔

ٹھاکر اور سنتوش تو اپنی وہاں موجودگی تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ نہیں............"

"کملا! یہ لڑکی پاگل تو نہیں ہو گئی؟" ٹھاکر بڑبڑایا۔

"اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپارٹمنٹ ہاؤس تک میں داخل نہیں ہوا۔ کیلاش مجھے باہر ہی مل گیا تھا۔" سنتوش نے کہا۔

"کون جانے، تم کیلاش کے پیچھے اس لئے بھاگے ہو کہ اس نے تمہیں لیلیٰ کو دھکیلتے دیکھ لیا تھا۔ پھر تم یہ دیکھ کر مطمئن ہو گئے ہو گے کہ اُسے کچھ یاد ہی نہیں۔ اُس کا ذہن بلیک آؤٹ ہو گیا۔ ٹھاکر کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے کیلاش اور لیلیٰ کو جھگڑتے سُنا۔ وہ تو میں نے بھی سُنا تھا۔ میں ٹیلی فون پر تھی لیکن میں نے وہ کچھ نہیں سُنا' جو ٹھاکر جی کے بقول انھوں نے سنا تھا۔" نینا نے آگے کو جُھک کر باری باری سب کے چہروں کا جائزہ لیا۔ وہ سب بے حد خفا نظر آ رہے تھے۔

"معلومات فراہم کرنے کا شکریہ، مگر شاید تمہیں علم نہیں کہ ایک نیا عینی شاہد بھی سامنے آ گیا ہے۔" شیکھر نے کہا۔

"جی ہاں، جعلی گواہ۔ میں نے انسپکٹر نجم سے بات کی ہے۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ۲۹ مارچ کو رات ساڑھے نو بجے وہ جیل میں تھا۔" نینا اٹھ کھڑی ہوئی۔ "سنجے! میرے بنگلے تک میرے ساتھ چلو گے؟ مجھے اپنا سامان پیک کرنا ہے پھر سوئمنگ کرنی ہے۔ اب شاید ہی کبھی میرا یہاں آنا ہو۔"

باہر تاریکی تھی۔ چاند اور ستارے دُھند کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔ جاپانی طرز کی لالٹینوں کی روشنی نقطوں کی مانند نظر آ رہی تھی۔ سنجے نے نینا کا ہاتھ تھام لیا۔ "اس وقت تو تم نے زبردست پرفارمنس دی ہے۔" اُس نے کہا۔

"واقعی............ پرفارمنس ہی تھی۔" نینا نے کہا۔ "میں ثابت تو کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ اگر وہ آپس میں گٹھ جوڑ کر لیں تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔"

"تمہارے پاس کوئی گمنام خط موجود ہے؟"

"نہیں، میں بلف کر رہی تھی اور تازہ ترین گواہ کے جیل میں ہونے کے بارے میں بھی میں نے بلف کیا۔ وہ اُسی رات آٹھ بجے جیل سے رہا ہوا تھا اور لیلیٰ نو بج کر اکتیس منٹ پر قتل ہوئی۔"

نینا کا بنگلہ آ گیا۔ نینا نے کہا۔ "سنجے! میں سچ کی اس جستجو میں تھک گئی ہوں کھدائی کرتے کرتے۔ وقت کم تھا۔ اسی لئے یہ حربہ آزمانا پڑا۔ مجھے اُمید ہے کہ اس سے اتنا ضرور ہو گا کہ وہ جو کوئی بھی ہے، پریشان ہو جائے گا اور پھر اُس سے کوئی غلطی بھی ضرور سرزد ہو گی۔"

"کل واپس جا رہی ہو تم؟"

"ہاں، اور تم؟"

"کیلاش ابھی تک نہیں آیا ہے۔ وہ بہت پریشان گیا تھا۔ ہمیں تو اس کا انتظار کرنا ہے۔ نینا! وعدہ کرو، یہ سب نمٹ جانے کے بعد مجھے فون ضرور کرو گی۔"

"ضرور، اور تم بھی وعدہ کرو، اپنے فون کے ریکارڈر سے ملباری والی آواز مٹا دو گے۔ اوہ......... میں تو بھول ہی گئی۔ تم نے تو بتایا تھا کہ وہ تو تم تبدیل کر چکے ہو۔ اُسے کیوں تبدیل کیا تم نے؟ مجھے وہ آواز بہت دلچسپ لگتی تھی۔" نینا نے کہا۔ سنجے کچھ پریشان اور شرمندہ نظر آنے لگا۔ نینا نے اُس کے جواب کا انتظار بھی نہیں کیا۔ "یہاں کتنا لُطف آتا تھا۔ تمہیں یاد ہے، جب لیلیٰ نے پہلی بار تمہیں یہاں مدعو کیا تھا۔ اس وقت وہ کیلاش سے نہیں ملی تھی۔"

"ہاں، یاد ہے مجھے۔"

"تم لیلیٰ دیدی سے کیسے ملے تھے؟ میں بھول گئی۔"

"میں اُن دنوں ایک ہوٹل میں کام کرتا تھا۔ وہ آسکر ایوارڈ لے کر آئی تو اُسی ہوٹل میں ٹھہری۔ میں نے اُسے مبارک باد دی۔ بس پھر دوستی بڑھتی گئی.........."

"اور پھر لیلیٰ دیدی کی ملاقات کیلاش سے ہوئی اور وہ دل ہار بیٹھی۔" نینا نے کہا۔ پھر بولی۔ "دُعا کرو سنجے! کہ میری آج کی ترکیب کارگر ہو جائے۔ اگر کیلاش بے قصور ہے تو میں بھی اُسے آزاد دیکھنے کی اتنی ہی خواہش مند ہوں، جتنے تم ہو۔"

"میں جانتا ہوں، تم اس سے محبت کرتی ہو۔ ہے نا؟"

"ہاں......... تعارف کے اس پہلے لمحے سے، جس میں تم نے کیلاش کو لیلیٰ دیدی سے اور مجھ سے ملایا تھا۔"

☆========☆========☆

اپنے بنگلے میں نینا نے سوئمنگ سوٹ اور اُس کے اوپر گاؤن پہنا۔ پھر اُس نے انسپکٹر سلطان کے نام ایک طویل خط لکھا۔ اُس وقت ڈیوٹی پر کوئی نئی خادمہ تھی۔ نینا نے لفافے کو ایک اور لفافے میں رکھا اور بڑے لفافے میں خط کے ساتھ سیتا کے نام ایک رقعہ لکھ کر رکھ دیا۔ پھر اُس نے خادمہ سے کہا۔ ”صبح یہ خط سیتا کو دے دینا۔ خیال رہے صرف سیتا کو۔“

خادمہ کے رخسار احساسِ توہین سے تمتما اُٹھے۔ ”جی بہت بہتر۔ میں یہ خط صرف سیتا کو ہی دوں گی۔“

”شکریہ۔“ نینا نے کہا اور اُسے رخصت کر دیا۔ اُس نے سوچا' اگر یہ لڑکی خط کھول کر سیتا کا رقعہ پڑھ لے تو کتنی حیران ہو گی۔ اُس نے رقعے میں لکھا تھا......... سیتا' میری موت کی صورت میں یہ خط فوراً انسپکٹر سلطان کو دے دینا۔“

☆=========☆=========☆

آٹھ بجے کیلاش رتناگری اسپتال کے کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں ڈاکٹر فیروز ایک سائیکاٹرسٹ اور انجکشن کے ساتھ اُس کا منتظر تھا۔ ایک طرف ویڈیو کیمرہ سیٹ کیا گیا تھا۔ انسپکٹر سلطان اور ایک مقامی اے ایس آئی سوڈیم پنٹوتھول کے زیرِ اثر کیلاش کے بیان کی تصدیق اور گواہی کی غرض سے موجود تھے۔ کیلاش نے جوتے اتارے اور کاؤچ پر دراز ہو گیا۔ انجکشن لگایا گیا اور چند منٹ بعد سوال جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

”لیلیٰ مجھ پر بے وفائی کا الزام عائد کرتی رہی۔“ دوا کے زیرِ اثر کیلاش نے کہنا شروع کیا۔ ”میں نے اُسے سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ وہ پورا دن چیختی رہی۔ میں بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ میں نے تنگ آ کر اُس سے کہا کہ اسے مجھ پر اعتبار کرنا چاہیے۔ میں ساری عمر تو یہ عذاب نہیں جھیل سکتا۔ اُس نے کہا میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اُس پر دیوانگی طاری ہو گئی۔ اُس نے میرے ہاتھوں اور چہرے پر کھرونچے ڈال دیئے۔ پھر فون کی گھنٹی بجی۔ فون نینا کا تھا لیلیٰ اس سے بات کرنے کے دوران بھی مجھ پر چیختی رہی۔ میں باہر نکلا۔ اپنے اپارٹمنٹ پہنچ کر میں نے آئینہ دیکھا۔ چہرے کے کھرونچے سے خون رِس رہا تھا۔ میں نے سنجے کو فون کرنے کی کوشش کی۔ میں جانتا تھا کہ اب مزید میں یہ سب کچھ برداشت

نہیں کر سکتا۔ سب کچھ ختم ہو رہا ہے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ لیلیٰ کہیں خود کو نقصان نہ پہنچالے۔ مجھے نینا کے آنے تک لیلیٰ کے پاس رکنا چاہیے۔ میں نشے میں تھا' لفٹ میں بیٹھ کر میں اوپری منزل تک گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور لیلیٰ چیخ رہی تھی۔“

انسپکٹر آگے کو جھک کر آیا۔ ”وہ کیا چیخ رہی تھی؟“

”مت کرو۔ نہیں' نہیں' مت کرو۔“ کیلاش کا جسم لرز رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

”پھر کیا ہوا؟ تم نے کیا دیکھا؟“

”میں اندر گیا۔ اندر تاریکی تھی۔ لیلیٰ ٹیرس پر تھی......... ریلنگ کے پاس۔ ارے پکڑو......... پکڑو......... بچاؤ' بھگوان کے لیے اسے گرنے نہ دو۔ ماتا جی کو بچالو۔ ماتاجی بلندی سے ڈرتی ہیں۔“

اب وہ بچوں کی طرح سسک رہا تھا۔ اُس کا جسم سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔

”کیلاش! لیلیٰ کو کون گرا رہا تھا؟“

”ہاتھ......... میں نے صرف ہاتھ دیکھے......... ارے' وہ تو گئی۔ یہ تو میرے پتاجی ہیں۔“ اب لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔ ”لیلیٰ مر گئی۔ پتاجی نے اسے دھکا دے دیا۔ پتاجی نے اسے گرا دیا۔“

سائیکاٹرسٹ نے انسپکٹر کی طرف دیکھا۔ ”اب آپ اور کچھ معلوم نہیں کر سکیں گے۔ یا تو یہ جانتا ہی اتنا ہے یا اب بھی حقیقت کا پوری طرح سامنا نہیں کر پا رہا ہے۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے۔“ انسپکٹر سلطان نے کہا۔ ”اب یہ کتنی دیر میں ہوش میں آئے گا؟“

”بہت تیزی سے' لیکن اسے کچھ دیر آرام ملنا چاہیے۔“ ڈاکٹر فیروز نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”میں ذرا رما دیوی کا حال دیکھ آؤں۔“

”میں بھی چلوں گا۔“ انسپکٹر بولا۔ پھر وہ کیمرا مین کی طرف مڑا۔ ”یہ ویڈیو کیسٹ مجھے دے دینا۔“ پھر اُس نے اے ایس آئی سے کہا۔ ”تم یہیں رکو۔ کیلاش کو کہیں جانے مت دینا۔“

آئی سی یو کی نرس بہت ایکسائیٹڈ تھی۔ ”میں آپ کو بلوانے ہی والی تھی ڈاکٹر!

مریضہ کوما سے باہر آرہی ہے۔"

"اس نے اس بار لفظ آوازیں کہا.........." رام او تار کا لہجہ پُراُمید تھا۔ "اب یہ نہیں معلوم کہ اس لفظ کی کیا اہمیت ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ یہ اب خطرے سے باہر ہے۔" انسپکٹر نے ڈاکٹر فیروز سے پوچھا۔

ڈاکٹر نے چارٹ دیکھا اور پھر رما کی نبض چیک کی۔ "ضروری نہیں، تاہم یہ اچھی علامت ہے۔"

رما کی پلکیں لرزیں، آنکھیں کھلیں، وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔ انسپکٹر اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ اُس نے کوشش کر کے کہا۔ "آوازیں.......... وہ نہیں تھا۔"

انسپکٹر اُس پر جھک گیا۔ "رما دیوی! میں سمجھا نہیں، آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

رما بتانا چاہتی تھی کہ اُسے قتل کرنے کی کوشش کس نے کی تھی مگر اُسے صورت تو یاد آرہی تھی۔ اُس شخص کا نام یاد نہیں آرہا تھا۔ اُس نے پوری قوّت مجتمع کر کے انسپکٹر سے کہا۔

"ڈاکٹر نہیں.......... اُس کی آواز نہیں.......... کوئی اور.........." وہ نڈھال ہو گئی۔

اُس کی آنکھیں مندتی چلی گئیں۔

"یہ بہتر ہو رہی ہے نا۔ اُس نے آپ کو کچھ بتانے کی کوشش کی تھی۔" رام او تار نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

لیکن انسپکٹر کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ وہ اُس کمرے کی طرف لپکا، جس میں کیلاش تھا۔ کیلاش آرام کرسی میں نیم دراز تھا۔ "میں نے دروازہ کھولا۔" اُس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔ "وہ ہاتھ لیلیٰ کو ریلنگ سے پرے دھکیل رہے تھے لیلیٰ ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔"

"تم دھکیلنے والے کو نہیں دیکھ سکے؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"نہیں، سب کچھ بڑی تیزی سے ہوا تھا۔ میرا خیال ہے، میں نے چیخ کر پکارنے کی کوشش کی تھی مگر پھر لیلیٰ گر گئی اور گرانے والا غائب ہو گیا۔"

"اُس کی جسامت کے متعلق کچھ بتا سکتے ہو؟"

"نہیں، مجھے تو ایسا لگا، جیسے پتاجی، ماتاجی کو دھکیل رہے ہوں۔ مجھے تو چہرہ بھی پتاجی کا ہی نظر آیا تھا۔ اب بتائیں، میں نے آپ کی یا اپنی کچھ مدد کی؟"

"نہیں!" انسپکٹر نے کہا۔ "اب میں ایک لفظ کہتا ہوں، تم جواب میں وہ لفظ کہنا، جو سب سے پہلے تمہارے ذہن میں آئے۔ میں کہتا ہوں، آوازیں۔"

"شناخت۔"

"اور کچھ؟"

"منفرد.......... ذاتی۔"

"اور کچھ؟"

کیلاش نے کندھے جھٹک دیئے۔ "رما دیوی نے کئی بار یہ موضوع چھیڑا تھا۔ وہ لہجوں اور آوازوں کے موضوع پر ہر ایک سے بات کرتی تھیں۔"

انسپکٹر کو رما کے الفاظ یاد آگئے۔ "ڈاکٹر نہیں.......... اُس کی آواز نہیں.......... کوئی اور، پھر آخری کیسٹ میں ٹھاکر کی آواز .... بلکہ دو آوازیں۔ "کیلاش، یاد کرو۔ رما دیوی نے آوازوں کے بارے میں اور کیا کہا تھا؟ کوئی ایسی بات کہ سنجے تمہاری آواز کی نقل اُتارے.........."

کیلاش ذہن پر زور دیتا رہا، پھر بولا۔ "چند سال پہلے کسی ہفت روزہ میں ایک مضمون چھپا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ سنجے میری فون کالز ریسیو کرتا تھا اور لڑکیوں کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ وہ مجھ سے بات کر رہی ہیں یا سنجے سے۔ رما دیوی نے مجھ سے پوچھا، کیا یہ سچ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ کالج کے زمانے میں بھی سنجے بڑی کامیابی سے نقلیں اُتارا کرتا تھا۔"

"اور رما دیوی نے سنجے سے مظاہرہ کرنے کی فرمائش کی لیکن سنجے نے انکار کر دیا؟" انسپکٹر نے کہا۔ پھر کیلاش کی حیرت دیکھ کر بولا۔ "یہ نہ سوچو کیسے، بس مجھے معلوم ہے یہ بات۔ نینا دیکھنا چاہتی تھی کہ میں یہ بات پکڑ پاتا ہوں یا نہیں، ہاں تو.......... رما دیوی تمہاری نقل اُتارنے کے سلسلے میں سنجے کے پیچھے پڑی رہیں اور سنجے انکار کرتا رہا۔ سمجھے کچھ؟ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو علم ہو کہ وہ بہت اچھا نقال ہے۔ اب سوچو، تمہارے خلاف نینا کی گواہی کی بنیاد صرف سماعت پر ہی تو ہے۔ اُس نے تمہاری آواز سُنی تھی۔

اس کا مطلب ہے' نینا کو اُس پر شک ہو گیا ہے اور نینا نے کسی طرح اس پر شک ظاہر کر دیا تو وہ نینا کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا۔" اچانک انسپکٹر کا انداز بدل گیا۔ اب اُس کے انداز میں عجلت تھی۔ "جلدی کرو کیلاش' اُٹھو ہمیں فوراً آشرم پہنچنا ہے۔" باہر نکلتے ہوئے اُس نے چیخ کر مقامی اے ایس آئی سے کہا۔ "نینا کو فون کر کے کہو کہ وہ اپنے بنگلے سے نہ نکلے۔ دروازے مقفل کر لے۔"

انسپکٹر اور کیلاش دوڑتے ہوئے اسپتال سے نکلے۔ جیپ میں بیٹھتے ہوئے انسپکٹر کے تصور میں قاتل کا چہرہ لہرا گیا۔ "بیٹے! اب بہت دیر ہو چکی ہے' اب نینا کو قتل کر کے بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اب تم بچ تو نہیں سکتے۔" وہ بڑبڑایا۔

کیلاش کو یاد آ گیا........ یاد آ گیا کہ لیلیٰ کو دھکیلنے والے ہاتھ اُس کے اپنے ہاتھوں جیسے تھے اور اس احساس نے کہ اب نینا خطرے میں ہے' اسے پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبانے پر مجبور کر دیا۔

☆=========☆=========☆

وہ مجھ سے کھیل رہی ہے........ یقیناً کھیل رہی ہے۔ مگر اوروں کی طرح اُس نے بھی مجھے کمتر سمجھنے کی غلطی کی ہے اور دوسروں کی طرح وہ بھی اس کا خمیازہ ضرور بھگتے گی۔ اُس نے زیرِ آب پیراکی کا لباس پہنا اور ماسک لگاتے ہوئے سوچا کہ ڈورا نے ماسک کے باوجود میری آنکھیں دیکھ لی تھیں اور مجھے پہچان گئی تھی۔ حالانکہ جب میں نے اُسے کیلاش کی آواز میں پُکارا تو وہ کیسے دوڑ کر آئی تھی۔ یعنی اتنے شواہد اکٹھے ہونے کے باوجود اُسے کیلاش کے قاتل ہونے پر یقین نہیں آیا تھا اور نیا عینی شاہد تیار کرنے اور بڑی احتیاط سے کیلاش کے خلاف جال بُننے کے باوجود وہ نینا کی نظروں میں بھی کیلاش کو مجرم ثابت نہیں کر سکا تھا۔

اُس نے سوچا' نینا کو ٹھکانے لگانے کے بعد میں زیرِ آب پیراکی کے لباس سے پیچھا چھڑا لوں گا۔ کون جانے' کسی کو نینا کی موت پر غیر فطری ہونے کا شبہ ہو جائے۔ ثبوت ساتھ لے کر پھرنے کا کیا فائدہ؟ کیلاش کو تو یاد ہو گا کہ میں ایک ماہر اسکوبا غوطہ خور ہوں........ مگر کیلاش کی ذہنی حالت تو اتنی ابتر ہے کہ اُسے خیال تک نہیں آیا کہ میں اُس کی آواز کی نقل اُتارنے کا بھی ماہر ہوں۔ کیلاش تو نرا احمق ہے' چغد کہیں کا۔ "مجھے

اچھی طرح یاد ہے' میں نے تمہیں فون کرنے کی کوشش کی تھی۔" یہ کیلاش ہی نے تو کہا تھا........ اور یوں مجھے جائے واردات سے عدم موجودگی کا ثبوت تھما دیا تھا لیکن پھر وہ ملعون عورت رما میرے پیچھے پڑ گئی۔ "کیلاش کی نقل اُتار کر دکھاؤ۔ کیلاش کی آواز میں بولو۔ صرف ایک بار' پلیز۔" اس کا بس چلتا تو وہ اُسی وقت رما کا گلا دبا دیتا۔ خیر........ ٹریٹ منٹ روم' سی' میں تو موقع مل ہی گیا۔ میں نے وہاں اُسے انجکشن لگاتے وقت ٹھاکر کی آواز کی نقل اتنی کامیابی سے اتاری کہ وہ دھوکہ کھا ہی گئی۔

اس نے سوئمنگ سوٹ پہن کر لائٹ آف کی اور انتظار کرتا رہا۔ گزشتہ رات اگر اس نے دو سیکنڈ پہلے دروازہ کھول لیا ہوتا تو باہر نکلتے ہوئے کیلاش سے یقیناً ٹکراؤ ہو جاتا۔ کیلاش اُس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے کہا تھا........ اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک تم ہی میرے سچے دوست ہو۔"

اُس نے دروازہ خفیف سا کھولا اور سُن گُن لی۔ دُور دُور تک کوئی نہیں تھا' نہ کسی کے قدموں کی چاپ تھی۔ دُھند بڑھ رہی تھی۔ وہ درختوں کی آڑ لے کر کسی کی نظروں میں آئے بغیر اولمپک پول تک پہنچ سکتا تھا۔ اُسے نینا سے پہلے وہاں پہنچ کر انتظار کرنا تھا۔ وہ تیرتی ہوئی قریب سے گزرے گی تو سب سے پہلے وہ اُس سے وہسل چھینے گا۔

وہ باہر نکلا اور درختوں کی آڑ لیتا پول کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ پیر کی رات ہی نینا کو ٹھکانے لگا چکا ہوتا مگر بروقت کیلاش نظر آ گیا۔ وہ پول کے قریب کھڑا نینا کو دیکھ رہا تھا۔ کیلاش تو ہر موقع پر آڑے آتا رہا تھا۔ اُس کے پاس وجاہت بھی تھی اور دولت بھی۔ لڑکیاں اس پر یوں گرتی تھیں' جیسے شہد کے چھتے پر مکھیاں۔ اُس نے بڑی مشکل سے یہ حقیقت تسلیم کی تھی اور پھر خود کو کیلاش کے لیے کار آمد بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ پہلے کالج میں اور پھر کاروبار میں۔ اُس نے یہ مقام حاصل کرنے کے لیے اَن تھک محنت کی تھی۔ خوش قسمتی سے کمپنی کے آٹھ اہم عہدے دار ایک فضائی حادثے میں ختم ہو گئے اور وہ بڑی آسانی سے کیلاش کا دستِ راست بن گیا۔ پھر حادثے میں کیلاش کی بیوی پدمنی اور بیٹے........ کا دیہانت ہوا تو کیلاش کا ذہنی توازن بگڑ گیا۔ تب کمپنی اُسی نے سنبھالے رکھی........ مگر پھر لیلیٰ بیچ میں آ گئی۔

لیلیٰ کا خیال آتے ہی اُس کا وجود آتش فشاں بن گیا۔ اُس کی قربت کتنی اچھی لگتی

تھی۔ مگر پھر اُس نے لیلیٰ کو کیلاش سے ملوانے کی حماقت کی اور پھر لیلیٰ نے اسے کسی مشروب کے خالی ڈبے کی طرح بے پروائی سے استرداد کے کوڑا گھر کی طرف اُچھال دیا۔ اس کے بعد وہ انھیں جب بھی ساتھ دیکھتا' اُس کا ذہن انتقام کے منصوبے بنانے میں مصروف ہو جاتا۔ بس اسے مناسب وقت کا انتظار تھا۔

پھر فلم 'دُکھ ہزار' کا معاملہ سامنے آیا اور گویا مناسب وقت آ گیا۔ اسے ثابت کرنا تھا کہ اس فلم میں سرمایہ لگانا غلطی ہے۔ یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ کیلاش آہستہ آہستہ اسے کمپنی سے دھکیل رہا ہے۔ دوسری طرف وہ لیلیٰ کو تباہ کرنے کا بہت اچھا موقع تھا۔ گمنام خط پوسٹ کر کے اور اُن کے نتیجے میں لیلیٰ کو ٹوٹ کر بکھرتے دیکھ کر جو خوشی اسے ملی تھی اس کا کوئی بدل نہیں تھا۔ بلکہ لیلیٰ نے تو موصول ہونے والے خط اُسے دکھا کر اُس سے مشورہ بھی چاہا تھا۔ اُس نے لیلیٰ کو سمجھایا تھا کہ وہ خط جلا دے اور ان کے متعلق کیلاش اور نینا کو بھی نہ بتائے۔ کیلاش تمہارے قابضانہ مزاج اور شکی پن سے عاجز آ چکا ہے اور نینا کو بتاؤ گی تو وہ تمہاری خاطر اپنی فلم چھوڑ دے گی۔ اُس کا کیریئر متاثر ہو گا۔

لیلیٰ اس مشورے پر شکرگزار ہوئی۔ اُس نے کہا۔ "لیکن بلڈاگ' یہ بتاؤ کہ کیلاش واقعی مجھ سے بے وفائی کر رہا ہے؟" اس پر وہ دانستہ یوں کتراتا رہا کہ لیلیٰ کو کیلاش کی بے وفائی کا یقین ہو گیا۔ اُس نے سوچا' بلڈاگ وفاداری کی وجہ سے اس موضوع پر بات نہیں کر رہا ہے۔

وہ آخری دو خطوط کی طرف سے فکرمند نہیں تھا۔ اُسے یقین تھا کہ لیلیٰ کے پرستاروں کی جو ڈاک کھولی نہیں گئی' ضائع کر دی جائے گی مگر وہ دونوں خطوط بھی خطرہ نہیں بنے۔ ایک خط رادھا اور سنتوش نے جلا دیا' دوسرا خود اُس نے ڈورا سے لے کر تلف کر دیا۔ سب کچھ اُس کے حق میں تھا۔ اب ہفتے کے اجلاس میں وہ کیلاش انٹرپرائزز کا چیئرمین اور صدر بن جائے گا۔

پول تک پہنچ کر وہ پانی میں اُترا اور اُتھلے پانی کی طرف چلا گیا' نینا ہمیشہ اس طرف ڈائیو کرتی تھی' جہاں گہرا پانی ہو۔

اُس رات ایمپائر ریسٹورنٹ میں لیلیٰ کے ہنگامے نے اُسے احساس دلا دیا کہ لیلیٰ کے سر کی فصل پک چکی ہے۔ اب کٹائی کا وقت آ گیا ہے۔ سب دیکھ چکے ہیں کہ لیلیٰ کی ذہنی

حالت کتنی ابتر ہے۔ ہر شخص یہی سوچے گا کہ اس نے خودکشی کی ہے۔ وہ ڈپلی کیٹ چابی کی مدد سے لیلیٰ کے مہمان خانے میں داخل ہوا۔ ایسی چابیاں لیلیٰ نے اپنے تمام ملنے والوں کو دے رکھی تھیں۔ جس وقت وہ اندر گیا' لیلیٰ اور کیلاش لڑ رہے تھے پھر کیلاش پاؤں پٹختا چلا گیا۔

قدموں کی آہٹیں سنائی دیں۔ نینا آ رہی تھی۔ اب سے کچھ دیر بعد وہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے گا۔ لیلیٰ کی موت کے چند ہفتوں تک اُسے ایسا لگا' جیسے اُس کا منصوبہ چوپٹ ہو گیا ہے۔ اُس کی توقع کے مطابق کیلاش ہوش و حواس سے عاری نہیں ہوا بلکہ وہ نینا کی طرف ملتفت ہو گیا۔ لیلیٰ کی موت حادثہ قرار پا چکی تھی۔ پھر خوش قسمتی سے وہ پاگل عورت سامنے آئی۔ اُس کا کہنا تھا کہ اُس نے ٹیرس پر لیلیٰ کو کیلاش سے جدوجہد کرتے دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نینا کو بھی یاد آ گیا کہ ساڑھے نو بجے فون پر لیلیٰ سے گفتگو کے دوران اُس نے کیلاش کی آواز سُنی تھی۔ اُس کی احتیاط کام آ گئی۔ جس وقت نینا نے لیلیٰ کو فون کیا۔ اُس نے کیلاش کی آواز میں لیلیٰ سے باآوازِ بلند بات کی۔

اب بھی سب کچھ اُسی طرح ہونا تھا۔ اب ٹھاکر اور سنتوش بھی کیلاش کے خلاف گواہ بن چکے تھے۔ کیلاش کی اپنی تحریر موجود تھی' جسے اُن دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جھٹلا سکتا تھا۔ کیلاش نے لیلیٰ کو دھکیلتے وقت اُس کی جھلک یقیناً دیکھی ہو گی مگر کیلاش نشے میں تھا۔ اُس نے اُسے اپنے پتاجی کے روپ میں دیکھا۔

قدموں کی آہٹیں قریب آ چکی تھیں۔ وہ پول کی تہہ سے چپک گیا۔ چالاک نینا اس کی آمد کی منتظر تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس پر حملہ کرے گا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ پانی میں اُسے نہیں پکڑ سکتا۔ آخر وہ پیراکی کی اولمپک رنر ہے .... وہ وہسل بجانے کے لئے تیار ہو گی لیکن بے وقوف نینا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اسکیوبا غوطہ خوری کا ماہر بھی ہے۔

☆=========☆=========☆

رات کے دس بجے تھے۔ دُھند اُتر رہی تھی۔ جاپانی لالٹینوں کی روشنی بھی بہت مدھم تھی۔ اُس نے گاؤن اُتار کر پول کے کنارے رکھا اور بڑی احتیاط سے پانی میں دیکھا۔ پانی بالکل ساکت تھا۔ وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ اُس نے گلے میں ڈوری سے بندھی وہسل کو دیکھا۔ وہسل بجتے ہی مدد آ جاتی......... اور وہسل بجنے میں دس سیکنڈ بھی

نہ لگتے۔

اُس نے پانی میں چھلانگ لگائی۔ پانی کا لمس اُسے اچھا نہیں لگا۔ شاید اس لیے کہ وہ خوف زدہ تھی۔ پانی میں تو کوئی مجھے پکڑ نہیں سکتا۔ اُس نے خود کو یقین دلایا.......... اور اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ خود کو چارہ بنا کر قاتل کے سامنے ڈال دیا جائے۔

آوازیں! رما آوازوں کے سلسلے میں سب کے پیچھے پڑی رہی تھی۔ وہ پیچھے پڑنا اُسے مہنگا پڑا.......... وُہ جانتی تھی کہ کلینک 'سی' میں وہ آواز ٹھاکر کی آواز نہیں تھی۔ وہ پول کے شمالی حصے تک پہنچی اور اُس نے بیک اسٹروک میں واپس تیرنا شروع کیا۔ جس رات لیلیٰ مری تھی' سنجے کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنے اپارٹمنٹ میں ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ کسی نے اُس پر شک بھی نہیں کیا۔ کیلاش کی آواز جائے واردات سے عدم موجودگی کے سلسلے میں اُس کی گواہ تھی۔

آوازیں! سنجے چاہتا تھا کہ کیلاش کو سزا ہو جائے اور کیلاش اپنی کمپنی' اپنا سم کاروبار اُسے سونپ دے اور آج جب میں نے سنجے سے کہا کہ اپنے ریکارڈر پر ملباری والی آواز تبدیل کر دو تو کیا میں نے اُسے اتنا خوف زدہ کر دیا تھا کہ وہ مجھ پر حملہ کرنے پر مجبور ہو جائے۔

نینا واپس تیر رہی تھی کہ پانی کے نیچے سے دو ہاتھوں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اُس نے جو چونک کر گہری سانس لی تو پیٹ میں اچھا خاصا پانی اُتر گیا۔ وہ ہاتھ پاؤں مارتی رہی مگر وہ پول کی تہہ کی طرف کھنچی چلی جا رہی تھی۔ وہ اُسے پوری قوت سے گھسیٹ رہا تھا۔ وہ لاتیں چلاتی رہی مگر حملہ آور کے رَبر کے سوٹ کی وجہ سے کوئی وار کارگر نہ ہوا۔ پھر اُس نے اپنی پوری قوت مجتمع کر کے دونوں کہنیاں حملہ آور کے پیٹ میں ماریں۔ ایک لمحے کو اُس کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ نینا نے سطح کی طرف اٹھنا شروع کیا۔ اُس کا چہرہ پانی کے اوپر اُبھرا۔ اُس نے ایک گہری سانس لے کر پھیپھڑوں میں ہوا بھری۔ پھر وہسل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر اُسی لمحے ہاتھوں نے پھر اُس کی ٹانگوں کو جکڑا اور اُسے نیچے پانی میں کھینچنا شروع کر دیا۔

☆========☆========☆

"بیوی اور بیٹے کی موت نے مجھے ذہنی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔" کیلاش جیسے خود

سے باتیں کر رہا تھا۔ "سنجے نے پورا کاروبار سنبھال لیا۔ اُنھی دنوں اُسے فون پر میری آواز میں جواب دینے اور بات کرنے کی عادت پڑی۔ بعد میں مَیں نے اُسے سختی سے منع کیا۔ پھر لیلیٰ سے وہ پہلے ملا اور میں نے لیلیٰ کو اُس سے چھین لیا۔ لیلیٰ کی زندگی کے آخری چند ماہ میں جو لیلیٰ سے دُور رہا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ میں کاروبار کو دوبارہ منظم و مُرتب کر رہا تھا۔ کیونکہ کاروبار میں سنجے کا عمل دخل بہت بڑھ گیا تھا۔ میں اُس کے اختیارات کم کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اُس کی ذمّے داریاں دو اور افراد میں تقسیم کیں' جن کے پاس ایم بی اے کی ڈگری تھی' جنھوں نے بزنس کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے کی تعلیم حاصل کی تھی۔ یہ بات سنجے کو پسند نہ آئی۔"

وہ آشرم کے گیٹ سے داخل ہوئے۔ کیلاش نے جیپ نینا کے بنگلے کے سامنے روک دی۔ کیلاش دروازہ پیٹ رہا تھا۔ خادمہ اپنے کوارٹر سے بوکھلا کر نکلی۔ "نینا کہاں ہے؟" کیلاش نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم' انھوں نے مجھے ایک خط دیا تھا لیکن انھوں نے یہ تو نہیں بتایا تھا کہ کہیں جا رہی ہیں۔" خادمہ نے بتایا۔

"وہ خط مجھے دو۔" انسپکٹر نے کہا

"انھوں نے کہا تھا کہ یہ خط صرف.........."

"میں کہتا ہوں' خط مجھے دو۔" انسپکٹر نے ڈپٹ کر کہا۔ خادمہ سہم گئی۔ اُس نے خط لا کر انسپکٹر کو دیا۔ انسپکٹر نے لفافہ چاک کیا۔ سیتا کا رقعہ پڑھا۔ پھر اندر والا لفافہ چاک کر کے اپنا خط نکالا اور اُسے پڑھنے لگا۔

"نینا کہاں ہے؟" کیلاش نے پوچھا۔ اُس کے لہجے میں سختی تھی۔

"خدا کی پناہ.........! بے وقوف لڑکی۔ وہ اولمپک پول میں سوئمنگ کے لیے گئی ہے.......... قاتل کو دعوتِ قتل دے کر.........."

جیپ پھولوں کی جھاڑیوں کو روندتی ہوئی آگے بڑھی۔ پول تک جلد سے جلد پہنچنے کی یہی صورت تھی کہ جیپ کو لان پر دوڑا دیا جائے۔ جیپ کی آواز سن کر بنگلوں میں سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے۔ روشنیاں آن کی جانے لگیں۔

جیپ پول کے قریب پہنچ گئی۔ اُس کی ٹکر سے ایک امبریلا ٹیبل الٹی۔ جیپ پول

کے کنارے پہنچ کر رُکی۔ ہیڈ لائٹس آن رہیں۔ اُن کی روشنی پانی پر پڑ رہی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے نیچے اُترے۔ اُنھوں نے پول میں جھانکا۔ ”یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔“ انسپکٹر بڑبڑایا۔ وہ خوف زدہ ہو گیا۔ کیا یہاں پہنچنے میں دیر ہو گئی۔

کیلاش نے پانی کی سطح پر اُٹھتے ہوئے بلبلوں کی طرف اشارہ کیا۔ ”وہ نیچے ہے۔“ اُس نے کہا اور جوتے اُتار کر پول میں کود گیا۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے گیا۔ پھر اُبھرا اور چیخ کر کہا۔ ”مدد طلب کرو........ جلدی کرو۔“ اور دوبارہ غوطہ لگا گیا۔ انسپکٹر نے گلوو کمپارٹمنٹ سے ٹارچ نکال کر پانی پر روشنی ڈالی۔ اُسے زیرِ آب اسکیوبا سوئمنگ سوٹ میں ملبوس ایک شخص پول سے باہر آنے والی سیڑھیاں چڑھتا نظر آیا۔ انسپکٹر نے ریوالور نکالا اور سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ غوطہ خور بہت پُھرتی سے انسپکٹر پر جھپٹا۔ انسپکٹر کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا اور وہ پیچھے کی طرف گِرا۔ اُسی وقت کیلاش سطح پر اُبھرا۔ اُس کے ہاتھوں میں ایک ڈھیلا ڈھالا جسم تھا۔ وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ انسپکٹر سنبھل کر اُٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ غوطہ خور اس بار کیلاش پر جھپٹا اور اُسے اور بے ہوش نینا کو زیرِ آب لیتا چلا گیا۔ انسپکٹر نے ریوالور اُٹھایا اور دو فائر کیے۔ فوراً ہی اُسے سائرن کی آوازیں سنائی دیں۔

☆========☆========☆

کیلاش ایک ہاتھ سے نینا کو سنبھال رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے حملہ آور کو دھکیلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سوڈیم پنٹو تھول کے اثرات پوری طرح زائل نہیں ہوئے تھے۔ اُسے چکر آ رہے تھے۔ وہ ہاتھ چلاتا رہا لیکن حملہ آور کا ربر سوٹ اُس کا ہر وار روکنے کے لیے بہت کافی تھا۔ پھر کیلاش کے ہاتھ سست پڑنے لگے۔ اُسے لگا کہ وہ بے ہوش ہونے والا ہے۔

اُسے آکسیجن ماسک کا خیال آیا۔ اگر آکسیجن ماسک نوچ لیا جائے۔ اُس نے پوری قوت سے نینا کو سطح کی طرف دھکیلا۔ ایک ہاتھ نینا کو واپس کھینچنے کے لیے بڑھا۔ کیلاش کو آکسیجن ماسک نوچنے کا موقع مِل گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ماسک نوچتا، اُسے بڑی بے رحمی سے پیچھے دھکیل دیا گیا۔

☆========☆========☆

نینا نے سانس روک لی تھی اور جسم ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ اس بَلا سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ جسم ڈھیلا چھوڑنے میں یہ امکان تھا کہ وہ اُسے بے ہوش سمجھ کر چھوڑ جائے گا۔ اُسے افسوس ہو رہا تھا کہ اُس نے سنجے کو کُھل کر سامنے آنے پر تو مجبور کر دیا تھا۔ مگر اب........ کیا فائدہ؟ وہ صاف بچ نکلے گا۔

ہوش و حواس اُس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ ”لڑو........ نینا لڑو۔“ لیلیٰ اس سے کہہ رہی تھی۔ ”چڑیا! مجھے شکست نہ ہونے دینا۔ وہ سمجھ رہا ہے کہ محفوظ ہو گیا۔ تمہیں لڑنا ہے میری خاطر۔“

پھر اُس نے خود کو اُن ہاتھوں کی گرفت سے آزاد ہوتا ہوا محسوس کیا۔ وہ نیچے کی طرف جانے لگی........ سطح پر اُبھرنے کی کوشش کی شدید خواہش اُبھری، مگر لیلیٰ نے کہا۔ ”نہیں چڑیا........ ابھی رُکو۔ اُسے یہ اندازہ نہ ہونے دو کہ تم بے ہوش نہیں۔“

پھر کسی نے اُسے تھام کر اوپر کھینچنا شروع کیا۔ وہ مہربان ہاتھ تھے........ یقینی طور پر کیلاش کے ہاتھ! وہ اُس سے لپٹ گئی۔ اب وہ پانی کے اوپر تھی۔ ٹھنڈی ہوا بہت خوش گوار محسوس ہو رہی تھی۔ اُس نے گہری سانس لی۔ اُسے احساس ہُوا کہ کیلاش کی سانسیں بھی اُکھڑ رہی ہیں۔

وہ بھاری بھر کم سایہ پھر جھپٹا اور انھیں کھینچ کر پانی کے نیچے لے گیا۔ کیلاش نے سختی سے اُسے پکڑ رکھا تھا۔ اب سنجے اُن دونوں کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب اُسے اس کے سوا کسی بات کی پرواہ بھی نہیں تھی کہ ان دونوں کو ختم کر دے، پھر کیلاش نے اُسے اوپر کی طرف دھکیلا، لیکن سنجے نے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ اُس نے لات چلائی اور سنجے کی گرفت سے پیچھا چھڑا لیا۔ وہ سطحِ آب پر آئی۔ اس نے ایک گہری سانس لی۔ پول کے گرد لوگ جمع تھے شور مچا ہوا تھا۔ نینا نے دو گہرے سانس لیے اور پھر غوطہ لگا گئی۔ نیچے کیلاش اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا تھا۔ نینا نے سنجے کی موجودگی کا اندازہ لگاتے ہوئے ڈائیو کیا تھا۔ وہ نیچے پہنچی تو سنجے کیلاش کی گردن پکڑے ہوئے تھا۔ وہ عین سنجے کے سر پر پہنچی تھی۔ اب پانی پر روشنی مچل رہی تھی۔ وہ دونوں اسے سائے جیسے لگ رہے تھے۔ سنجے کے بازو........ کیلاش کی جدوجہد۔ نینا جانتی تھی کہ اسے دوسرا موقع نہیں ملے گا۔ یہی ایک موقع ہے۔

اُس نے پوری قوت سے لات چلائی اور پھر سنجے کے ماسک پر ہاتھ مارا۔ سنجے اوپر اُٹھا۔ نینا تیزی سے پیچھے ہٹی ماسک کا کونا اُس کے ہاتھ میں تھا۔ سنجے اُسے چھڑانے کی کوشش کرتا رہا مگر نینا نے پوری قوت صرف کر دی تھی۔ سنجے اُس کے ساتھ کھنچا چلے آنے پر مجبور تھا۔ نینا پانی پر اُبھری۔ اُس کی سانسیں اُکھڑ رہی تھیں۔ پھر اسے محسوس ہوا کہ نیچے سے بھی کوئی سنجے کو کھینچ رہا ہے۔ وہ کیلاش تھا۔ اگلے ہی لمحے نینا کے ہاتھ میں صرف ماسک رہ گیا۔ پھر چند لمحے بعد کیلاش، سنجے کو دبوچے ہوئے اُبھرا۔ اُس وقت پول پولیس والوں سے بھر چکا تھا۔ کیلاش نے سنجے کو اُن کے سپرد کیا۔ پھر وہ نینا کی طرف بڑھا۔ وہ دونوں لپٹ گئے اور ایک ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔

☆==========☆==========☆

جمعہ............ ۴ ستمبر ۸۷ء

وہ ایک چمکدار صبح تھی۔ روشن سورج نے دُھند کے جالے صاف کر دیئے تھے۔ آشرم کے مہمان معمولات کے مطابق مصروف تھے۔ انسپکٹر نے کملا، ٹھاکر، سنتوش، رادھا، نینا اور کیلاش سے گیارہ بجے کی ملاقات طے کی تھی۔

گیارہ بجے وہ سب میوزک روم میں جمع ہوئے۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔ مہمان اور ملازم یکساں طور پر متجسس ہو رہے تھے۔ نینا کو رات کی باتیں دُھندلی دُھندلی یاد تھیں۔ کیلاش اُسے سہارا دے رہا تھا۔ کوئی اس کے جسم پر گاؤن لپیٹ رہا تھا............ ڈاکٹر فیروز اسے بستر پر لٹانے کی ہدایت دے رہا تھا۔

پھر صبح پونے گیارہ بجے کیلاش نے دستک دی تھی............ اور دونوں ساتھ ہی آشرم کی عمارت کی طرف چلے تھے۔ انھوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

کملا اور ٹھاکر ساتھ بیٹھے تھے۔ کملا تھکی تھکی مگر پُرسکون لگ رہی تھی۔ ٹھاکر اپنے مخصوص پُر وقار انداز میں بیٹھا تھا۔ رادھا کی نظریں بار بار کیلاش کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ سنتوش بے فکری سے پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا۔ اُس کے انداز میں اعتماد تھا۔ کیلاش نے یوں مضبوطی سے نینا کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، جیسے اُسے نینا کے کھو جانے کا دھڑکا لگا ہو۔

"قصہ ختم ہوا۔" انسپکٹر سلطان نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔ "سنجے نے شیکھر کو اپنا وکیل کیا ہے۔ شیکھر نے اُسے بیان دینے سے منع کر دیا ہے لیکن جب میں نے نینا کا خط سنجے کو پڑھ کر سُنایا تو اُس نے ہر بات کا اعتراف کیا۔ اب وہ خط میں آپ لوگوں کو بھی سُنادوں۔ نینا نے لکھا تھا۔

"انکل سلطان!

میں اپنے شکوک کو صرف اسی طرح درست ثابت کر سکتی ہوں۔ اسی لیے یہ قدم اٹھا رہی ہوں۔ ممکن ہے، کامیاب نہ ہوں۔ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو اس کا ذمے دار سنجے ہو گا۔ کیونکہ اس کے خیال میں مَیں حقیقت کے بہت قریب پہنچ گئی ہوں۔

آج رات میں نے کُھل کر سنتوش اور ٹھاکر پر الزام لگایا تاکہ سنجے پورے اعتماد سے مجھ پر وار کرنے کی کوشش کرے۔ یہ سوچ کر کہ اگر وہ میری موت کو حادثہ ثابت نہ کر سکا تب ٹھاکر اور سنتوش پر شبہ کیا جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ ہو گا، پُول پر ہو گا۔ کیونکہ گزشتہ رات میں نے پول پر کسی کو دیکھا تھا، آہٹ سُنی تھی۔ میں یہ رسک اس لیے لے رہی ہوں کہ میں سنجے سے کہیں بہتر پیراک ہوں اور وہ پانی میں مجھے نہیں پکڑ سکتا۔ بہرحال مجھ پر وار کرنے کی صورت میں وہ کُھل کر سامنے آئے گا اور یہی میرا مقصد ہے اور اگر سنجے مجھے ختم کر دے تو آپ میری اور لیلیٰ کی موت کے سلسلے میں اُس کے خلاف باقاعدہ تفتیش کیجئے گا۔

اب تک آپ کیسٹ سُن چکے ہوں گے۔ آپ نے سُنا، رما دیوی نے اُس سے کیلاش کی آواز کی نقل اُتارنے کی فرمائش کی تو وہ کتنا پریشان ہوا تھا اور کیلاش نے کہا تھا کہ سنجے تو ہر شخص کی آواز بنا سکتا ہے۔ تو اُس نے کس طرح کیلاش کی بات کاٹی تھی۔ میں نے لیلیٰ کے قتل کی رات فون پر کیلاش کی آواز سُنی تھی مگر لیلیٰ کو یہ کہتے بھی سُنا تھا "نہیں............ تم شاہین نہیں ہو" لیکن میں نے اس بات پر زیادہ غور نہیں کیا تھا۔ سنجے نے کیا تھا اور وہ خائف تھا کہ کسی بھی وقت مجھے یہ بات یاد آجائے گی اور میں سب سمجھ جاؤں گی۔

اب ٹریٹ منٹ روم 'سی' والی کیسٹ غور سے سُنیں۔ پہلی آواز ٹھاکر کی معلوم تو ہوتی ہے لیکن عجیب سی لگتی ہے۔ میرے خیال میں سنجے، ٹھاکر کی آواز بنا کر بولا تھا لیکن

میرے پاس کسی بات کا ثبوت نہیں ہے۔ اب اگر سنجے مجھ پر وار کرتا ہے تو ثبوت بھی مل سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رنگے ہاتھوں پکڑا جائے۔

انجام کچھ بھی ہو' اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ مجھے ایک بات کا شروع سے یقین رہا ہے۔ کیلاش کسی کو بھی قتل نہیں کر سکتا۔ ہزار عینی شاہد مل کر بھی مجھے یقین نہیں دلا سکتے۔"

آپ کی نینا

انسپکٹر نے خط میز پر رکھا اور نینا کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔ "تم یہ سب کچھ مجھے بتا سکتی تھیں۔ اپنی زندگی کیوں خطرے میں ڈالی؟"

"اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔" نینا نے کہا۔ "لیکن یہ تو بتائیں' اس نے رما دیوی کے ساتھ کیا کیا تھا؟"

"انسولین کا انجکشن لگایا تھا۔ ایک زمانے میں وہ اسپتال میں کام کر چکا ہے۔ اسی معلومات سے استفادہ کیا تھا اس نے.......... اور تمہیں تو وہ سماعت سے پہلے بمبئی ہی میں ٹھکانے لگانا چاہتا تھا مگر جب کیلاش نے سندر تا آشرم آنے پر اصرار کیا تو اس نے کملا کو رضامند کیا کہ تمہیں بھی مدعو کر لے۔ اس نے کملا کو یہ کہہ کر قائل کیا تھا کہ تم ایک بار کیلاش کو دیکھ لوگی تو اس کے خلاف عدالت میں گواہی کبھی نہیں دو گی۔ یہاں حادثے کا ڈرامہ رچانا اسے زیادہ آسان محسوس ہوا تھا لیکن پھر رما دیوی اس کے لیے بہت بڑا خطرہ بن گئیں۔ اسے ڈر تھا کہ آواز اور نقل اتارنے کے مسلسل حوالے سے کہیں تم پر لیلیٰ کا وہ جملہ واضح نہ ہو جائے۔ 'نہیں.......... تم شاہین نہیں ہو۔' اب میں جا رہا ہوں۔"

انسپکٹر یہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر دروازے پر رک کر وہ پلٹا۔ "ایک آخری بات اور۔ ٹھاکر اور سنتوش' تم دونوں کو جب تک کیلاش کے مجرم ہونے کا یقین تھا' تم نے انصاف کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ تم نے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اس سے کیلاش کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن ایک اعتبار سے تم دونوں ڈورا کی موت اور رما پر قاتلانہ حملے کے ذمے دار ہو۔"

کملا بپھر کر اٹھی۔ "اگر انھوں نے بیان دے دیا ہوتا تو کیلاش پہلے ہی اعترافِ جرم کر لیتا۔ کیلاش کو تو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

"تم اپنی کہو کملا۔" رادھا بولی۔ "تمہیں ٹھاکر کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ وہ ڈاکٹر اور انٹیریر ڈیزائنر ہی نہیں' رائٹر بھی ہے۔"

"لیکن رائٹر کی حیثیت سے اس نے تمہیں فلاش کر دیا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ کیلاش ہمیں قرض دے رہا ہے۔ سرجیت باقاعدہ کلینک چلائے گا اور کیلاش کے ہوٹلوں میں سندر تا آشرم کی شاخیں کھلیں گی۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" کملا نے بڑی بے نیازی سے کہا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ ٹھاکر ایک بگڑے ہوئے بچے کی طرح ہے' جو اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا۔ یہ بات اسے بیس لاکھ روپے گنوا کر معلوم ہوئی تھی اور وہ مطمئن تھی' سودا مہنگا نہیں تھا۔

"اور رما دیوی بھی صحت یاب ہو رہی ہیں۔" انسپکٹر نے بتایا۔ "ان کو ہنگامی ٹریٹ منٹ دینے کے سلسلے میں ڈاکٹر ٹھاکر کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہو گی۔" پھر وہ کیلاش اور نینا کی طرف مڑا۔ "اب سب کچھ بھول کر نئے سرے سے زندگی شروع کرو۔ مجھے یقین ہے' اچھے دن تم دونوں کی راہ دیکھ رہے ہیں۔"

"جی ہاں' اور میں اچھے دنوں کو ضائع نہیں ہونے دوں گا۔" کیلاش نے مستحکم لہجے میں کہا۔

☆=========☆=========☆

جیپ نے پھولوں کی جن جھاڑیوں کو کچلا تھا وہ ہوا اور دھوپ جذب کرتے ہوئے پھر سے سر اٹھا رہی تھیں۔ نینا اور کیلاش ہاتھ میں ہاتھ ڈالے پول کی طرف جا رہے تھے۔

"اب یقین آتا ہے کہ یہ بھیانک خواب ختم ہوا۔" کیلاش نے کہا۔ "نینا! مجھے لگتا ہے' مہینوں بعد میں آج کھل کر سانس لے رہا ہوں۔ اب ایسا کبھی نہیں ہو گا کہ رات کو میں سوتے سوتے جاگوں اور بیٹھ کر سوچوں کہ جیل کی زندگی کیسی ہو گی۔ میں زندگی کی ہر نعمت کی قدر و قیمت سے بے گانہ ہو گیا تھا۔ اب میں پھر سے زندگی میں دلچسپی لینا چاہتا ہوں' کاروبار سنبھالنا چاہتا ہوں.......... اور میں.......... میں چاہتا ہوں.......... میں تمہیں چاہتا ہوں۔"

نینا نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ لیلیٰ کی سرگوشی اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے چڑیا! یہ وقت مناسب ہے' اب کوئی حرج نہیں۔ اب ٹالنے کی کوئی ضرورت

نہیں۔ جو میں کہہ رہی ہوں' وہی کرو۔ تم اور کیلاش ایک دوسرے کے لئے بے حد مناسب ہو۔ چلو' کیلاش کا ہاتھ چومو۔"

نینا' کیلاش کو دیکھ کر مسکرائی۔ پھر اس نے کیلاش کا ہاتھ اٹھایا اور اپنے لبوں سے لگا لیا۔

لیلیٰ اب سرگوشی میں وہی گیت گنگنا رہی تھی' جو دہلی سے بمبئی پہلی بار آتے وقت گنگناتی رہی تھی تاکہ اس کا خوف دور کر دے۔ "مت رو مری جاں' بدلے گی دنیا........"

☆==========ختم شد==========☆